جمالِ مصطفیٰ ﷺ

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

افکارِ اسلامی
اسلام آباد۔ کراچی

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

جمالِ مصطفیٰ ﷺ

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امیرِ اہلِ سنت مفکرِ اسلام حضرت

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

دامت برکاتہم القدسیہ

افکارِ اسلامی

اسلام آباد، کراچی

کتاب:
جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف:
پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ
مرتب:
انجینئر حافظ محمد آصف قادری
پروف ریڈنگ:
انجینئر حافظ محمد عارف قادری
معاونت:
مصطفیٰ ظفر قادری، شاہد علی قادری
کمپوزنگ:
الرضا کمپوزر، آئی ٹن فور، اسلام آباد
ضخامت:
288 صفحات
ناشر:
افکار اسلامی، اسلام آباد۔ کراچی
ہدیہ:
انتخاب جدید پریس
۸۔ ایبٹ روڈ 6314365

ملنے کے پتے

* مکتبہ افکار اسلامی، جامع مسجد کنزالایمان، آئی ٹن ون اسلام آباد
* مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
* مکتبہ تنظیم المدارس، جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ، لاہور
* حنفیہ پاک پبلی کیشنز نزد بسم اللہ مسجد کھارادر، کراچی
* مصلح الدین لائبریری، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	پیش لفظ	۱
2	مقدمہ	15
3	ارباب علم و دانش کے تاثرات	20
4	باب اول	37
5	عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	37
6	ایمان و اطاعت رسول علیہ السلام	39
7	محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	42
8	باب دوم	49
9	جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	49
10	نور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	51
11	حقیقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	54
12	ہے کلام الہیٰ میں شمس و ضحیٰ	58
13	بے مثال حسن و جمال	60
14	ذکر جمال مصطفیٰ علیہ السلام	64
15	باب سوم	71
16	جمال اعضائے مبارکہ مطہرہ	71
17	جسمِ اطہر	73

افکار اسلامی

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
18	چہرہ اقدس	76
19	رنگت مبارک	82
20	قد مبارک	84
21	سر اقدس	87
22	موئے مبارک	88
23	جبین سعادت	93
24	ابرو مبارک	95
25	چشمان مقدس	96
26	گوش مبارک	100
27	بینی مبارک	102
28	رخسار مبارک	102
29	دہن مبارک	103
30	لعاب دہن اقدس	104
31	زبان اقدس	105
32	آواز مبارک	107
33	دندان اقدس	108
34	لب ہائے نازک	109
35	ریش مبارک	110
36	گردن مبارک	112

افکار اسلامی

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
37	دوش اقدس	112
38	پشت مبارک	114
39	مہر نبوت	115
40	سینۂ اقدس	116
41	شکم مبارک	117
42	قلب اطہر	118
43	بازو مبارک	120
44	دست اقدس	121
45	انگلیاں مبارک	124
46	پنڈلیاں مبارک	125
47	قدمین شریفین	126
48	مقدس ایڑیاں	128
49	خوشبوئے رسول	129
50	فضلات مبارک	132
51	حسن سراپا	135
52	باب چہارم	141
53	اخلاق عظیم	141
54	اخلاق حسنہ	143
55	علم و عقل مبارک	144

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
56	حلم و عفو	146
57	صبر و استقامت	149
58	جود و کرم اور سخاوت	152
59	صدق و امانت	155
60	ایفائے عہد	158
61	عفت و حیا	159
62	شجاعت و استقلال	161
63	شفقت و رحمت	163
64	صلہ رحمی و حسن معاشرت	166
65	تواضع و حسن سلوک	169
66	عدل و انصاف	173
67	مسکراہٹ اور خوش طبعی	175
68	زہد و قناعت	179
69	خوف و عبادت	182
70	طب نبوی	186
71	اسلامی تفریحی مشاغل	190
72	معمولات مبارکہ	192
73	نشست مبارک	204
74	آداب و طعام و نوش	205

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
75	لباس مبارک	211
76	آداب استراحت	216
77	باب پنجم	219
78	خصائص مصطفیٰ علیہ السلام از آیات قرآن	221
79	باب ششم	237
80	خصائص مصطفیٰ از احادیث مبارکہ	239
81	باب ہفتم	255
82	محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم	255
83	احسانات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	257
84	جان ہے عشق مصطفیٰ	260
85	باب ہشتم	265
86	علامات محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	265
87	حضور علیہ السلام کی کامل اتباع کرنا	267
88	حضور علیہ السلام کا کثرت سے ذکر کرنا	269
89	حضور علیہ السلام کے دیدار کی خواہش کرنا	271
90	حضور علیہ السلام کو ہر عیب سے پاک جاننا	273
91	حضور علیہ السلام کی ہر پسند سے محبت کرنا	274
92	حضور علیہ السلام کے دشمنوں سے نفرت کرنا	276
93	قرآن کریم سے محبت کرنا	277

افکار اسلامی

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
279	امت مسلمہ پر شفقت کرنا	94
280	دنیا سے بے رغبت ہونا	95
281	حضور علیہ السلام کی تعظیم وتوقیر کرنا	96
287	ماخذ و مراجع	97

==========================

بارگاہ نبوی میں نذرانہ عقیدت

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں
تمہیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزم امکاں میں
یہ رنگینی یہ شادابی کہاں گلزار رضواں میں
ہزاروں جنتیں آ کر بسی ہیں کوئے جاناں میں
تمہارا کلمہ پڑھتا اٹھے تم پر صدقہ ہونے کو
جو پائے پاک سے ٹھوکر لگا دو جسم بے جاں میں
عجب انداز سے محبوب حق نے جلوہ فرمایا
سرور آنکھوں میں آیا جان دل میں نور ایماں میں
چمن کیوں کر نہ مہکیں بلبلیں کیونکر نہ عاشق ہوں
تمہارا جلوہ رنگیں بھرا پھولوں نے داماں میں
یہاں کے سنگریزوں سے حسن کیا لعل کو نسبت
یہ انکی رہگذر میں ہیں وہ پتھر ہے بدخشاں میں

پیش لفظ

الحمد لک یارب العالمین و الصلوۃ و السلام علیک یارحمۃ اللعالمین،

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ عزوجل کے لیے ہیں جس نے سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو دین حق کے ساتھ بھٹکتے ہوئے انسانوں کی راہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا، ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود اور بے شمار سلام ہوں۔

انسان، انس سے ہے یا نسیان سے۔ اول الذکر کے مطابق انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے انس یعنی محبت رکھتا ہو، اور اگر دوسرا معنی لیا جائے تو انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت کرے کہ ان کے سوا سب کچھ بھول جائے۔

پس حقیقی انسان یا سچا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ سینے میں عشق حقیقی کی شمع فروزاں کی جائے۔ اس پر فتن دور میں مسلمانوں کی حالت زار ڈاکٹر اقبال نے یوں بیان کی ہے،

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

شہنشاہ سخن مولانا حسن رضا خاں فرماتے ہیں،

دل مرا دنیا پہ شیدا ہو گیا
اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، "اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ، اول اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، دوم ان کے اہل بیت سے محبت اور سوم قرآن کا پڑھنا"۔ (الجامع الصغیر للسیوطی)

قرآن و حدیث گواہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و غلامی کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت و بندگی ممکن نہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگیاں اسی حقیقت کی آئینہ دار ہیں۔ کسی عاشق نے خوب کہا ہے،

الا یا حب المصطفیٰ زد صبابۃ   وضمخ لسان الذکر منک لطیبہ

ولا تغان بالمبطلین فانما   علامۃ حب اللہ حب حبیبہ

"اے عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! خبردار ہو جا، تو ان کے عشق میں خوب ترقی کر اور اپنی زبان کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی خوشبو سے خوب معطر کر اور اہل باطل کی ہرگز پرواہ نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے"۔ (لابن ابی المجد)

سر وہی جو ان کے قدموں سے لگا
دل وہی جو ان پہ شیدا ہو گیا
ان کے جلووں میں ہیں یہ دلچسپیاں
جو وہاں پہنچا وہیں کا ہو گیا

جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو عاشق صادق اپنے محبوب کی باتیں، اسکی یادیں، اسکا تصور، اسکے گلی کوچے میں آنا جانا اور اس کا ذکر کرنا اور سننا اپنا مقصد حیات سمجھ لیتا ہے اور جب کوئی عشق حقیقی سے سرشار ہو کر محبوب حقیقی، نور من نور اللہ، حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہی امور اپنا لے تو یہ سب کام عبادت بن جاتے ہیں۔ پھر محب اپنے محبوب کی تعریف میں یوں لب کشا ہوتا ہے،

افکار اسلامی

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

شمع رسالت کے پروانوں نے اپنے آقا علیہ السلام کے ساتھ اپنے اپنے ذوق اور علم کے مطابق محبت کا اظہار کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سو اسمائے گرامی امام قسطلانی نے مواہب الدنیہ میں بیان فرمائے جبکہ قاضی ابوبکر ابن العربی نے احکام القرآن میں بعض صوفیہ کرام کے حوالے سے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور نبی کریم علیہ السلام کے بھی ہزار نام ہیں اور ہر نام ایک وصف کو ظاہر کرتا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسمائے حسنیٰ سے مشرف فرمایا جن میں الحمید، رؤف، رحیم، نور، الحق، المبین، الشہید، الکریم، العظیم، الجبار، الخبیر، الفتاح، الشکور، العلیم، الاول، الاخر، القوی، الصادق، الولی، المولیٰ، العفو، الھادی، المومن، المھیمن، العزیز، المقدس، مبشر، بشیر اور نذیر شامل ہیں۔

آقا و مولیٰ، فخر موجودات، مقصود کائنات، صاحب معجزات، جامع صفات، باعث تخلیق کائنات، ارفع الدرجات، اکمل البرکات، مالک کونین، سید الثقلین، نبی الحرمین، امام القبلتین، وسیلتنا فی الدارین، صاحب قاب قوسین، صادق و امین، سید المرسلین، خاتم النبیین، امام المتقین، شفیع المذنبین، راحۃ العاشقین، مراد المشتاقین، شمس العارفین، سراج السالکین، مصباح المقربین، اکرم الاکرمین، اجمل الاجملین، اکمل الاکملین، محبوب رب دو جہاں، وجہ قرار کون و مکاں، راحت قلب و جسم و جاں، شافع عاصیاں، حامی بیکساں، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، صدر العلیٰ، نور الھدیٰ، خیر الوریٰ، صاحب شفاعت

کبریٰ، صاحب معراج واسریٰ، غنچہ راز وحدت، چشمہ علم و حکمت، نوشہ بزم جنت، قاسم کنز نعمت، نو بہار شفاعت، گل باغ رسالت، شمع بزم ہدایت، مصطفیٰ جان رحمت، جمیل الشیم، شفیع الامم، شہریار ارم، تاجدار حرم، منبع جود وکرم، سید العرب والعجم، دافع البلاء والالم، صاحب لوح وقلم، مدنی تاجدار، حبیب پروردگار، سید ابرار، احمد مختار، مالک کل، دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل، فخر دوعالم، نور مقدم، قبلہ عالم، کعبہ اعظم، مونس آدم، مرسل خاتم، رحمت عالم، رہبر مکرم، نور مجسم، ہادی اعظم، سرکار دوعالم، نبی مکرم آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم باری تعالیٰ کی ذات وصفات کے کامل مظہر اور ظاہری وباطنی حسن وجمال کے بے مثل وبے مثال پیکر ہیں۔آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے اور نہ کوئی ہوگا۔ مولانا حسن رضا خاں فرماتے ہیں،

آسماں گر ترے تلووں کا نظارا کرتا
روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا
دھوم ذروں میں انا الشمس کی پڑ جاتی ہے
جس طرف سے ہے گذر چاند ہمارا کرتا

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حسان الہند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال اور ظاہری و باطنی کمالات کو اشعار کی صورت میں بیان فرمایا ہے، اس حوالے سے امام اہلسنت کا معروف سلام، "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" خاص طور پر قابل ذکر ہے جو پیکر حسن وجمال کی رعنائیوں کا نہایت ایمان افروز اور دلکش بیان ہے۔

مخزن حسن اور منبع جمال، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کو اعلیٰ

حضرت قدس سرہ ایک نعت میں یوں بیان کرتے ہیں،

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

آپ نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس اور اعضائے مبارکہ کو پھول سے تشبیہ تو دی ہے مگر یہ بھی فرمایا ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
نہیں جس کے رنگ کا دوسرا، نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

اس گل باغ رسالت نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں بھی کئی امتیوں کو عطا ہوئی اور بیداری میں بھی۔ بعض مقرب اولیاء کرام کی طرح ولی کامل اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر بھی آقا علیہ السلام نے خاص کرم فرمایا کہ انہیں بیداری میں مواجہہ اقدس میں اپنا دیدار عطا فرمایا۔ تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ بچپن میں جبکہ قرآن کریم کے چند ہی پارے حفظ ہوئے تھے، ایک شب جب یہ ناکارہ و خطاکار سویا تو قسمت بیدار ہوئی اور خواب میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گئی۔

بخدا کہ رشکم آید بدو چشم روشن خود کہ نظر دریغ باشد بچنیں لطیف روئے

"خدا کی قسم! مجھے اپنی ان آنکھوں پر رشک آرہا ہے کہ ایسے بے مثال حسن کامل کی طرف نظر کرنا ہی غیرت کا مقام ہے" ۔ خدایا ایں کرم بار دگر کن

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری و باطنی حسن و جمال کما حقہ بیان کرنے کے لیے علم دین کے علاوہ اللہ عزوجل اور اسکے حبیب علیہ السلام کا خاص کرم

بھی شامل حال ہونا ضروری ہے۔ قاضی عیاض مالکی کی کتاب الشفا، حافظ ابو نعیم کی دلائل النبوت، امام بیہقی کی دلائل النبوت، امام سیوطی کی خصائص کبریٰ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمۃ کی مدارج النبوت کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ موجودہ دور کی مصروف ترین زندگی میں ایک ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی جو مختصر بھی ہو اور جامع بھی، نیز یہ کہ اس میں جمال صورت بھی ہو اور جمال صورت بھی۔

الحمد للہ! استاذی و مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم القدسیہ کی تصنیف لطیف "جمال مصطفیٰ" صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کی اس اہم ترین ضرورت کو پورا فرمایا اور عام قاری کے لیے مذکورہ ضخیم و عظیم کتب کا خلاصہ تحریر فرمادیا۔ ہزار شکر اس رب کریم کا جس نے مجھ عاجز و ناکارہ کو اس کتاب کی ترتیب و تزئین اور طباعت کا اہتمام کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ اگرچہ کتاب میں ماخذ کتب کے نام حوالہ جات کے طور پر ہر جگہ موجود ہیں پھر بھی کتاب کے آخر میں زیادہ اہم ماخذ کتب کی فہرست تحریر کردی گئی ہے۔

حضرت مصنف دامت برکاتہم العالیہ، مجھ فقیر اور افکار اسلامی کے اراکین کے جانب سے "جمال مصطفیٰ" صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نذر ہے، گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

انکی دھن، انکی لگن، انکی تمنا، انکی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامان حیات

عبدالمصطفیٰ
محمد آصف قادری غفرلہ ولوالدیہ

مقدمہ

استاذ العلماء، علامہ مفتی عبدالرزاق چشتی بھترالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ کتاب الایمان)

"تم میں سے کوئی شخص بھی مومن نہیں ہو سکتا یہانتک کہ اسے اسکے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جاؤں"۔

اس حدیث شریف میں والد کا ذکر ہے والدہ کا نہیں۔ یا تو اسلیے کہ والد اشرف ہے والدہ سے، تو جب والد کا ذکر ہو گیا تو والدہ سے حضور کو زیادہ محبوب سمجھنا خود بخود واضح ہو گیا، یا دوسری وجہ یہ ہے کہ والد کا معنی ہے صاحب اولاد، اس معنی کے لحاظ سے یہ لفظ ماں اور باپ دونوں کو شامل ہو گا یعنی اب مطلب یہ ہو گا کہ مجھے والدین سے زیادہ محبوب سمجھے۔

محبت کی تین قسمیں ہیں، طبعی، عقلی اور ایمانی۔ حدیث شریف میں جس محبت کا ذکر ہے وہ طبعی نہیں کیونکہ اس میں انسان کو اختیار نہیں اسلیے طبعی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھنے کا حکم نہیں دیا گیا کیونکہ یہ طاقت سے ماوراء ہے اور طاقت سے زائد چیز کا حکم نہیں دیا جاتا۔

محبت عقلی یہ ہے کہ انسان اپنی عقل سے کسی چیز کو اختیار کرے خواہ وہ خواہشات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو جیسے مریض کا کڑوی دوا پینا، اگرچہ وہ اس سے طبعاً نفرت کرتا ہے لیکن۔ عقل کے واسطے سے اسے اپنے لیے مفید سمجھتے

ہوئے اختیار کر لیتا ہے۔ اس محبت کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب سمجھنا ضروری ہے یہانتک کہ آپ نے اگر کسی کو حکم دیا ہوتا کہ تو اپنے کافر والدین یا کافر اولاد کو قتل کر دے تو اس پر آپ کے حکم پر عمل کرنا فرض ہوتا کیونکہ عقل کا یہی تقاضا ہے کہ آپ سے محبت والدین اور اولاد کی نسبت زیادہ ہو۔

محبت ایمانی یہ ہے کہ محبوب کے اجلال (بزرگی)، توقیر (عزت) احسان اور رحمت کی وجہ سے محبت ہو۔ اس محبت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کی اغراض کو غیروں کی اغراض پر ترجیح دے یہانتک کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنی جان سے بھی محبوب کو زیادہ عزیز سمجھے۔

و لما کان صلی اللہ علیہ و سلم جامعا لموجبات المحبۃ من حسن الصورۃ و السیرۃ و کمال الفضل و الاحسان مالم یبلغہ غیرہ استحق ان یکون احب الی المؤمن من نفسہ فضلا من غیرہ۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں محبت کی تمام وجوہ موجود ہیں، حسن صورت آپ کو حاصل ہے، حسن سیرت کے آپ مالک ہیں، فضل و احسان میں آپ کو وہ کمال درجہ حاصل ہے جو کسی کو حاصل نہیں تو اب ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مومن اپنی جان سے بھی زیادہ آپ کو محبوب سمجھے۔ جب اپنی جان سے بھی آپکو زیادہ محبوب سمجھنا ضروری ہو گیا تو دوسروں سے زیادہ آپ سے محبت کرنا تو اور ہی زیادہ ضروری ہو گیا۔

اس اعلیٰ درجہ کی محبت کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاصل کیا، جب آپ نے یہ حدیث پاک سنی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، لانت یارسول اللہ احب الی من کل الامن نفسی۔ یارسول اللہ آپ مجھے ہر

ایک سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میری اپنی جان کے۔ حضور نے فرمایا، لا والذی نفسی بیدہ حتیٰ اکون احب الیک من نفسک۔ نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہانتک کہ میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، فانک الان واللہ احب الی من نفسی۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، الان یا عمر تم ایمانک۔ اے عمر! اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔ (بخاری)

خیال رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے یہ کہا کہ مجھے اپنی جان سے محبت ہے اور پھر یہ کہا کہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، اسکی کیا وجہ ہے؟ اسکی دو وجوہ ہیں ایک تو یہ احتمال پایا گیا کہ آپ نے شاید پہلے یہ سمجھا ہو کہ محبت سے مراد طبعی محبت ہے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد سمجھ لیا ہو کہ اس سے مراد محبت عقلی و ایمانی ہے۔

لیکن دوسرا احتمال یہ ہے کہ: انہ اوصلہ اللہ تعالیٰ الی مقام الاتم برکۃ توجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فطبع فی قلبہ حبہ حتی صار کانہ حیاتہ ولبہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے اس اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا اور آپکے دل میں حضور کی محبت ایسے پختہ ہو گئی گویا کہ حضور ہی حضرت عمر کی حیات اور عقل بن گئے۔ یعنی پہلے بشری تقاضے کے مطابق آپ کو واقعی اپنی ذات سے محبت زیادہ ہو لیکن حضور کی خصوصی توجہ کی وجہ سے آپکو یہ بلند و بالا مقام حاصل ہو گیا کہ آپکو اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گئی اور مقصد حیات آپ ہی بن گئے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے کامل ایمان حاصل ہوگیا وہ کبھی اس کے ثمرات یعنی فوائد سے محروم نہیں ہو سکتا، بیشک وہ خواہشات میں کیوں نہ گھرا ہوا ہو، اکثر اوقات اس پر غفلت کے پردے کیوں نہ چھائے ہوں پھر بھی وہ اپنے نبی کا ذکر آنے پر آپ کو دیکھنے کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ آپکی ظاہری حیات طیبہ میں آپ کی محبت کے پیش نظر صحابہ کرام نے آپ پر اہل و عیال، خویش و اقارب اور مال و دولت کو قربان کر دیا اور پر خطر مقامات پر انہیں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کا کوئی خوف دامن گیر نہیں ہوا۔

اب بھی ہم روزمرہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ کتنے ہی لوگ کثیر شہوات میں مبتلا رہتے ہیں، اکثر وقت لہو و لعب میں گذارتے ہیں، نفع مند اعمال سے غافل رہتے ہیں لیکن جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر انوار کا ذکر کیا جاتا ہے، گنبد خضرا کا ذکر ہوتا ہے تو وہ آبدیدہ ہو جاتے ہیں، انکی آنکھوں سے اشک رواں ہو جاتے ہیں اور وہ کثیر مال خرچ کر کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے آپ کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ میں پہنچ جاتے ہیں، یہ سب کچھ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کے ثمرات ہیں۔

(از مرقاۃ ج ا ص ۴۳، ۴۴)

اس سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان کبھی کامل نہیں ہو سکتا خواہ کوئی ہزاروں سجدے ہی کیوں نہ کرتا رہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اکثر اوقات خواہشات اور غفلت میں گذرنے کے باوجود آپکی محبت کی برکات ضرور حاصل ہوتی ہیں۔

جب وہ محبوب بے مثل بھی ہے بے مثال بھی، باجمال بھی ہے باکمال بھی،

حسن صورت میں اسکا کوئی ثانی ہنیں حسن سیرت میں اسکی کوئی نظیر ہنیں، وہ محبوب جس کا ہر عضو کسی نہ کسی معجزہ سے مزین ہے، وہ محبوب جس کا پسینۂ مبارک کستوری و عنبر سے زیادہ خوشبودار ہے، وہ محبوب جن کے فضلات بھی برکات سے خالی ہنیں، اس محبوب سے محبت کرنے کے لیے اس کے اوصاف و کمالات سے باخبر ہونا ضروری ہے۔

وہ اوصاف بیان کرنے میں عمریں بیت سکتیں ہیں لیکن ان کا بیان مکمل ہنیں ہو سکتا، انکو قرطاس ابیض پر رقم کرنے کے لیے کئی دفاتر بھی ناکافی ہونگے لیکن جہاں تک ممکن ہوسکے انسان ان سے آگاہ رہے، کیونکہ آپ کے اوصاف کا علم حاصل ہونے پر محبت میں اور اضافہ ہوگا۔ احادیث کی کتب میں آپ کے اوصاف و کمالات مختلف ابواب میں مندرج ہیں یعنی وہ موتی مختلف جگہ بکھرے ہوئے ہیں جنہیں عام انسان کے لیے ایک جگہ جمع کرنے اور انہیں ایک سلک میں پروکر ایک قیمتی ہار کی شکل میں لانے کی ضرورت تھی۔

اگرچہ بسوط کتب میں اس کی پہلے بھی کوششیں ہو چکی ہیں تاہم عام شخص کے لیے وقت کی قلت کا لحاظ کرتے ہوئے مختصر انداز میں خلاصہ کے طور پر حادی۔ حق حضرت علامہ الشاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی نے ان موتیوں کو جمع کر کے جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے پیش فرمایا ہے۔ آپ کے تلمیذ رشید اور مرید باصفا حضرت قاری محمد آصف قادری مدظلہ العالی نے اس کتاب کی ترتیب و تزئین میں خاص اہتمام فرمایا، اللہ تعالیٰ مصنف موصوف اور مرتب کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور سب مسلمانوں کو اپنے حبیب پاک کی محبت پر قائم ودائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

==============================

شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

محقق عظیم، مصنف جلیل، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و نعت ہر مسلمان کا وظیفہ اور وجہ سکون قلب ہے، مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی کماحقہ حمد نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے شاہکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کا حق ادا کرنا بھی کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں ہے۔ رب کائنات نے تمام دنیا کے ساز و سامان کو قلیل فرمایا ہے اور وہ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتا ہے، وانک لعلیٰ خلق عظیم۔ اے حبیب! بیشک تم خلق عظیم کے مرتبے پر فائز ہو۔ اس ذات اقدس کے مقام و مرتبہ اور عظمت اخلاق کے بیان کا حق کون ادا کر سکتا ہے؟

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

ائمہ دین کو دینی امامت کا منصب ہی اسلیے حاصل ہوا کہ انہوں نے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تحریر و تقریر کے ذریعے عوام و خواص تک پہنچایا اور لوگوں کے دلوں میں عظمت خداوندی اور رفعت مصطفائی کی عقیدت راسخ کی۔ مصنفین اور خاص طور پر ائمہ دین، مفسرین، محدثین اور

فقہاء نے اپنی کتابوں کے آغاز کو جہاں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے بابرکت بنایا وہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرتے ہوئے آپ کے اوصاف حمیدہ اور شمائل مبارکہ کے بیان سے سعادت حاصل کی۔

مفسرین نے قرآن پاک کی تفسیر کرتے ہوئے مختلف آیات کے تحت بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہ گلہائے عقیدت پیش کیے جن کے مطالعہ سے مشام جان معطر ہو جائے۔ محدثین نے اپنی کتابوں میں متعدد ابواب قائم کر کے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل و شمائل اور معجزات مستند انداز میں پیش کیے۔ بعض محدثین نے اس عنوان پر مستقل کتابیں تحریر کیں جیسے دلائل النبوۃ از امام ابو نعیم، دلائل النبوۃ از امام بیہقی، خصائص کبریٰ از امام جلال الدین سیوطی، حجۃ اللہ علی العالمین از علامہ یوسف نبہانی۔

حدیث کے شارحین نے اپنی شرحوں میں، سیرت نگاروں نے کتب سیرت میں، صوفیاء نے کتب تصوف میں اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ حسن ناز میں اپنی اپنی بساط کے مطابق ہدیہ عقیدت و نیاز پیش کیا ہے۔

اس وقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب مدظلہ العالی کی تازہ تصنیف "جمال مصطفیٰ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم پیش نظر ہے، اس کے بارے میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ سرکار دوعالم پیکر زیبائی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اور بیان کرنے والا "دیدہ صدیق" کا حامل صحیح العقیدہ سنی ہو تو فرشتے بھی مرحبا کہہ اٹھیں۔

ادارہ افکار اسلامی، اسلام آباد کے اراکین لائق صد مبارک باد ہیں جنہوں نے عصر حاضر کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی کی سرپرستی میں تحریری اور تقریری تبلیغ کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، ان کی متعدد مطبوعہ کتب راقم کی نظر سے گزر چکی ہیں، موضوعات کا انتخاب، انداز بیان اور کتابت و طباعت سب کچھ ہی جاذب نظر اور دیدہ زیب ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور افکار اسلامی کے اراکین کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ صالح لٹریچر کے ذریعے دارالحکومت اسلام آباد میں بیٹھ کر امت مسلمہ کی فکری اور ایمانی راہنمائی کرتے رہیں اور علم و عمل کا پیغام ہر کس و ناکس تک پہنچاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی قبول فرمائے اور اجر جمیل سے نوازے آمین۔

==========================

ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

مشیر وفاقی شرعی عدالت و شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لاہور

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی راقم کے بہت ہی کرم فرما احباب میں سے ایک علمی اور ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ صاحب علم و طریقت ہونے کے علاوہ اہل قلم بھی ہیں آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے زیر نظر کتاب ایک علمی و تحقیقی شاہکار ہے۔ راقم نے اس کے بعض حصے دیکھے، عنوانات جاذب اور انداز تحریر نہایت دلنشیں ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

حقیقت یہ ہے کہ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کماحقہ توصیف تو خالق جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کر سکتا ہے، بندوں کی کیا مجال کہ اس کا حق ادا کر سکیں، البتہ اپنی اپنی بساط و ہمت کے مطابق اسے بیان کرنے کا شرف حاصل کرنا ایمانی تقاضا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف اہلسنت کے حصے میں آئی ہے۔

حضرت شاہ صاحب مدظلہ نے یہ قلم کاری فرما کر اہلسنت پر خاص کرم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کاوش کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین

==========================

حضرت علامہ پیر علاء الدین صدیقی

سجادہ نشین دربار عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

باسمہ تعالیٰ

حضرت علامہ پیر سید شاہ تراب الحق صاحب قادری کی تصنیف لطیف جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم من وعن پڑھی، روح کو راحت، صدر کو انشراح، دل و دماغ کو طمانیت و جلا کی کیفیت سے متکیف پایا۔

یوں محسوس ہوا جیسے حضرت شاہ صاحب قبلہ نے رسول اکرم نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل حمیدہ، خصائل جمیلہ اور فضائل متکاثرہ کے بحر بیکراں میں شناوری کرتے ہوئے جو درہائے یکتا ہاتھ لگے، انہیں پوری امانت و دیانت کے ساتھ ایمان و اخلاص کے دھاگے میں پرو کر ملت اسلامیہ کے دلوں کی دنیا کو منور کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ زیر نظر کتاب عقائد کی درستگی، تعمیر سیرت، اخلاص و الفت کی پختگی اور طہارت قلب و نظر کے لیے اکسیر اعظم ہے۔

اللہ کریم شیر بیشہ، اہلسنت محقق و محترم شاہ صاحب قبلہ کی حیات طیبہ کے شب و روز کو طوالت و صحت سے نوازے تاکہ ایسے کارہائے نمایاں سے امت کی راہبری و راہنمائی کا اہتمام ہوتا رہے۔

==========================

فاضل جلیل علامہ محمد افضل کوٹلوی

ایم اے (عربی، اسلامیات، سیاسیات)، ناظم جامعہ قادریہ فیصل آباد

جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، ایمان تازہ ہوگیا۔ کتاب کیا ہے ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کی آئینہ دار اور سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر ہے۔ اقبال نے مسلمانوں کے روحانی انحطاط، دینی بے رغبتی اور اسلام سے دوری کا سبب جمال مصطفیٰ سے بیگانگی بتاتے ہوئے کہا تھا،

عصر ما مارا ز ما بیگانہ کرد　　از جمال مصطفیٰ بیگانہ کرد

بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی اور اس کے مطالعہ سے یقیناً ایمان کو تازگی، روح کو بالیدگی، عقیدے کو پختگی، عمل کو نکھار اور ذہنوں کو جلا ملے گی۔

حضرت علامہ شاہ تراب الحق صاحب قادری دامت برکاتہم کو حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے جو گہری وابستگی اور محبت ہے کتاب کا ایک ایک لفظ اس کا آئینہ دار ہے۔

ادیب شہیر علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی

مترجم کتب حدیث و مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

دینی و مذہبی خدمات کے حوالے سے علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں، آپ نے اب تک نہ صرف یہ کہ اپنی نگرانی میں مسلک اہلسنت کی حقانیت، باطل فرقوں کے رد اور اصلاح عوام کے سلسلے میں بیشمار کتب کی طباعت کا اہتمام فرمایا بلکہ خود بھی اہم اعتقادی اصلاحی موضوعات پر قلم اٹھایا۔

جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب کا ایک عظیم تحقیقی شاہکار ہے جو نہ صرف ان کے عشق رسول کا منہ بولتا ثبوت ہے بلکہ گلستان محبت رسول کے مہکتے پھولوں کی آبیاری میں بھی نہایت عمدگی سے ممد و معاون ہے۔

اس کتاب مستطاب میں سرکار دوعالم کے سراپا مبارک کو نہایت حسین، دلکش اور محبت بھرے انداز میں پیش کیا گیا ہے بالخصوص باب ششم میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کا خلاصہ احادیث کی روشنی میں نہایت اچھوتے انداز میں پیش فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے اور خدمات عالیہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم۔

استاذ العلماء علامہ مفتی حاکم علی رضوی

صدر مدرس جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ

زیر نظر کتاب "جمال مصطفیٰ" کو بعض مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا، پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مد ظلہ نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ حضرت موصوف کی تحریر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہے اس کے ساتھ سیرت طیبہ کا بیان سونے پر سہاگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اس مبارک ارشاد میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو کامیابی کا اعلیٰ نمونہ قرار دیا گیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایمان کی بنیاد ہیں جیسا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے،

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

مصنف حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے نہایت جانفشانی سے عاشقان محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نادر مضامین سپرد قرطاس کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ مولیٰ کریم اپنی بارگاہ بیکس پناہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر پڑھنے والوں کو سعادت دارین سے بہرہ ور فرمائے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

پیر طریقت دیوان سید آل سیدی معینی پیرزادہ
سابق مرکزی صدر، جماعت اہلسنت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اس کریم ذات نے ہماری راہنمائی اور ہدایت کے لیے آقائے نامدار احمد مختار خاتم الانبیاء رحمت دوعالم نور مجسم شافع محشر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بھیجا تاکہ ہم آپ کی صفات مقدسہ پر گفتگو، تقریر، تحریر کرکے اور تعلیمات عالیہ پر عمل کرکے دارین میں سرخرو ہو سکیں۔ وہ لوگ باعث عزت و تکریم ہیں جنہوں نے آپ کا ذکر اس طرح کیا کہ دوسروں کے دل میں بھی آقا کی محبت بیدار کردی، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کچھ تحریر کرنا تو بہت بڑے حوصلے اور علم کا کام ہے میں تو اپنے لیے اس بات کو بھی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ سیدی جدی و مولائی حضور خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کے وسیلے سے آج آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی سے موسوم کتاب "جمال مصطفیٰ" پر کچھ تحریر کروں، اللہ تعالیٰ میری اس تحریر کو غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے طفیل قبول فرمائے اور ہمیں آقا کے غلاموں میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین

عزیزم حافظ محمد آصف قادری سلمہ نے جس ذوق و شوق سے اپنے شیخ کامل اور استاذ مکرم پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی مدظلہ کی کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے اسے دیکھ کر بیحد سکون اور مسرت حاصل ہوئی

کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج بھی ایسے عشاق موجود ہیں جو اس قدر محنت و لگن سے دین مبین کے فروغ کے لیے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شمع ان کے بڑے روشن کر رہے ہیں، انہیں محفوظ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعیء جمیلہ کو قبول و منظور فرمائے۔آمین

حضرت علامہ شاہ صاحب دامت برکاتہم ایک مستند اور جید عالم دین ہونے کے علاوہ سلسلہ قادریہ کے ایک پیر کامل بھی ہیں، حضرت کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ سے خاص نسبت حاصل ہے اور اسی نسبت کا عکس آپ کی تحریر و تقریر میں نظر آتا ہے۔آپ نے آج کے دور کے مطابق سہل اور آسان طریق سے بہت سے مسائل اس میں بیان فرمائے اور موجودہ دور کے ذوق کے مطابق اردو زبان کا استعمال فرمایا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی تحریر میں سمونا ناممکن ہے مگر اسکا مطلب قطعاً یہ ہنیں کہ جمال مصطفیٰ بیان ہی نہ کیا جائے، بلکہ جتنا بیان ہو وہ کم از کم اس طرح تو ہو کہ عشاق کے دلوں میں اس کی طلب اور بڑھ جائے اور فی الواقع یہ بات اس کتاب میں عیاں ہے۔

سرکار کو دیکھنے والے جب آپ کا مکمل جمال نہ دیکھ پائے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم صرف تصور میں آقا علیہ السلام کے کامل جمال کو پا سکیں، باری تعالیٰ ہمارے دلوں میں جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگزیں فرمائے آمین۔

حضرت شاہ صاحب نے حسن و خوبی کے ساتھ آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ کو جمع فرمایا اور پھر اس پر ایسے اکابرین امت کے اقوال نقل فرمائے کہ کسی کو مجال ہنیں کہ وہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی قسم کی کمی کر سکے۔

حضرت شاہ صاحب نے اپنی تحریر میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں زیادتی کرنے کا، جو اغیار کا ہم پر الزام ہے، اسکا خوب جواب تحریر فرمایا ہے اور اس بارے میں جو اکابرین امت کے اقوال پیش کیے ہیں وہ اغیار کے سکوت کے لیے کافی ہیں اگر کوئی سمجھے۔

فی الواقع اور فی الحقیقت یہ بات ہم سب مومنوں کا ایمان ہے کہ ذات باری تعالیٰ کے بعد اعلیٰ ترین مقام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ مخلوق کی تعریف دراصل خالق ہی کی تعریف ہے جیسے مصنوع کی تعریف صانع کی تعریف ہوتی ہے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں مبالغہ ممکن نہیں کیونکہ جو وصف بھی آپ کے لیے ثابت کیا جائے گا وہ آپ کے حقیقی اعلیٰ مقام کے سامنے ہیچ ہوگا پس آپ کی شان میں مبالغہ یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صفت الوھیت بیان کی جائے اور یہ یقیناً منع ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو سید الانبیاء کے عشق کا گھر بنادے اور ہمیں آقا علیہ السلام کی بے حدو بے حساب تعریف کرنے کی سعادت وتوفیق نصیب فرمائے آمین۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب دامت برکاتہم کو اس سے بھی زیادہ خدمت دین کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے اور انکی تصانیف کی ترتیب واشاعت کے سلسلے میں عزیزم محمد آصف قادری سلمہ کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ بجاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مفسر قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ
سربراہ ادارہ تعلیمات اسلامیہ، راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ و الصلوۃ و السلام علیٰ حبیبہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

حسن سے پیار رکھنا اور حسن کے لیے دلفگار رہنا زمینی چیز نہیں، آسمانی عطیہ ہے۔ ایسا عطیہ جو ہر زمانے اور ہر دور میں انسان کے مشترکہ سرمائے کی حیثیت سے ابھرا ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ زندگی کی انتہائی معراج اسی کے لیے اسی میں کھو جانا اور اسکی جستجو میں والہانہ رویوں کا روپ دھار لینا ہے۔ وہ انسان بڑا عظیم انسان ہوتا ہے جو حسن کی روشنیوں تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ حسن کا سرچشمہ آب حیات سے کم نہیں بلکہ آب حیات اعجاز حسن کی ایک کرن ہی تو ہے، عقل اور ادراک حسن ہی کے قاصد کی حیثیت رکھتے ہیں، ریاضت اور انقیاد حسن ہی کی زندہ خوشبوئیں ہیں، شعرو سخن حسن ہی کا تڑپتا عکس ہے۔ حسن کی تلاش اپنے حقیقی مخزن سے عشق ہے اور حسن کے جلووں کو دیکھ کر غیر کو دیکھنا گناہ ہے۔

انبیاء اور اولیاء حسن کے پرتو بھی ہیں اور کوچہ، حسن کے خوبرو مسافر بھی۔ تماشہ۔ حسن پھولوں کی لطافت، ستاروں کی جھلملاہٹ، بہاروں کا بانکپن، چمنستانوں کی پھبن، گلزاروں کی دل آویزی، شمس و قمر کے اجالوں، فضاؤں کے ہمک، آسمانوں کی پہنائیوں، آوازوں کے آہنگ، موسیقی کی دھن، بادلوں کی کڑک اور بجلیوں کی چمک دمک سب ہی میں دیکھا جا سکتا ہے لیکن حسن کی یہ لکیریں اور خطوط جمال کی یہ ادائیں اور حدود اتنی مختصر ہیں کہ نگاہ

عشق و مستی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں۔ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں طور جل نہ جائے اور کعبہ کسی اور کا حسن دیکھ کر اسی کا طواف نہ کرنے لگ جائے۔ حسن ازل کا کامل پرتو صورت کے ساتھ سیرت کا بھی جگمگاتا پیکر ہو سکتا ہے۔ مذاہب عالم کا اجماع ہے کہ کائنات کن فکاں میں ایسا ملکوتی من موہنا محبوب صرف اور صرف، محض اور محض، عین اور عین اور بالکل اور کل نور مجسم اور مجسم رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فکر کی کشود، بندوں کی معراج، مذاہب کا مقصود، ادیان کی روح، عبادتوں کی اساس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ دانش، دین، فکر، فن اس وقت تک خلا میں رہتے ہیں جب تک انکا موضوع اور مرکز میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نہ بن جائے۔ میرے نزدیک حسن کے رنگ، خوشبوؤں کے نغمات خلود، بلندیاں اور ارجمندیاں، اجالے اور روشنیاں، مستیاں اور کیفیات، اظہار اور نمود، سکوت اور خمود، اضمار اور استظہار سب میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں ہیں۔

وہ شخص بہت بلند بخت اور ارفع نصیب ہوتا ہے جسے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میسر آجائے۔ لکھنے والے دب جاتے ہیں جب تک ان کی تحریریں وضو کر کے میرے آقا کی نعت نہ کہیں، مؤرخ کوڑے اور کوڑی کی قیمت نہیں رکھتے جب تک آقائے حسن کا طواف منشور حیات نہ بنالیں، فن و ادب کے صفحات سیاہ رہتے ہیں جب تک ان میں میرے آقا کے حسن نعت کا چراغاں نہ ہو، سلاطین زمانہ کے منہ پر کوئی تھوکتا بھی نہیں جب تک وہ آقا کی دہلیز رحمت پر پڑی خاک کو سرمہ، چشم بنانے کا عزم نہ رکھتے ہوں۔ عزتیں حضور سے ہیں، کرامتیں حضور کی ہیں، بخت نصیب انکی عطاؤں کا جوش ہے،

انکی نسبت سدرۃ المنتہیٰ کا عروج رکھتی ہے، انکے خادم ملوک زماں ہیں، انکے نوکر رشک دوراں ہیں۔

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو ؛ فروغ دیدہ۔ افلاک ہے تو
تیرے صید زبوں افرشتہ و حور ؛ کہ شاہین شہ لولاک ہے تو

شہ لولاک کے وہ عاشق جن کی رگ رگ اور رواں رواں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیرہ جمایا ان میں آشفتہ سر مجذوب بھی ہیں اور رقصاں بہ تن منصور بھی ہیں، دریدہ صدر سخن گو بھی ہیں اور فگار جگر ادیب بھی ہیں، صحرا نورد مسافر بھی ہیں اور جنوں خیز قلمکار بھی ہیں، خاکی بدن انسان بھی ہیں اور دودھ وجود حوریں بھی ہیں، شعلہ رنگ جنات بھی ہیں اور نور روپ فرشتے بھی ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے برصغیر پاک وہند میں عشق رسول اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دھوم مچائی ان میں سے اکثر امام احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) کے تلمیذ ہیں، ماننے والے ہیں اور ان سے عشق نبی سیکھنے والے ہیں، انہی قافلہ۔ مستفیدین میں ایک نام سید شاہ تراب الحق قادری کا بھی ہے۔ شاہ تراب الحق قادری کا مسلک، مسلک عشق ہے وہ بھی ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت تصور کرتے ہیں اور اس ریاضت کے لیے انکی سوچیں بھی یہ آہنگ رکھتی ہیں کہ:

لفظ جب تک وضو نہیں کرتے ہم تیری گفتگو نہیں کرتے

شاہ تراب الحق قادری بڑے عظیم آدمی ہیں ان میں باعث کشش بڑی باتیں ہیں، رسیلے ہیں تجیلے ہیں، دبدبہ دار ہیں طرحدار ہیں، سخن فہم ہیں سخن شناس ہیں، ادیب ہیں خطیب ہیں، متین ہیں فہیم ہیں، علامہ ہیں فہامہ ہیں، لیکن ان کے سارے رنگ پھیکے ہوتے اگر وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق نہ

ہوتے۔ بات عشق کی چل نکلی تو ذہن میں رہے کہ عشق میں نسبت عجوب بڑی چیز ہوتی ہے۔ اس حوالے سے شاہ تراب الحق قادری کے سید ہونے اور آل رسول ہونے کا بھی بڑا خیال آیا۔

الحمد للہ! شاہ جی نے اپنے آباؤ اجداد کی فکر و عشق میں ڈوبی ہوئی روایات کو اپنے زاویہ میں زندہ رکھا۔ آپ قومی اسمبلی کے ممبر بھی بنے لیکن اپنے تصلب فکری کو فراموش نہ کیا بلکہ سیاستدان عالم بھی ہو تو جبہ و دستار بھولتے بھولتے خدا اور رسول کو بھی بھول جاتا ہے۔ آپ پیری مریدی بھی کرتے ہیں لیکن آپ کے متصوفانہ خیالات پر قرون اولیٰ کے بزرگوں کا رنگ غالب دکھائی دیتا ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ کبھی ٹی وی کی اسکرین پر بھی دکھائی دیتے ہیں لیکن داڑھی عمامہ اور لباس کی حدود بحمد للہ سکڑتی نہیں۔ شاہ جی کا متاثر نہ ہونا اور اپنی تابدار خاندانی مذہبی اور روحانی اقدار و روایات سے دوسروں کو متاثر کرنا باعث تحسین ہے۔ شاہ جی تسلی رکھیں کہ مذہب عشق خلا میں معلق رہنے والی چیز نہیں، اسکا اعتراف وقت کی آواز، قبر کا نور اور آخرت کی عزت ہوتی ہے۔

سید شاہ تراب الحق قادری بولتے بھی ہیں، کہتے بھی ہیں اور لکھتے بھی ہیں آپ کی کتب ضیاء الحدیث، تصوف و طریقت اور فلاح دارین اپنی عظمت تسلیم کروا چکی ہیں لیکن خیال ہے کہ آپکی کتابوں میں جو مقام "جمال مصطفیٰ" کو حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کو میسر نہیں۔ "جمال مصطفیٰ" میں دراصل بلاواسطہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کی ہر قاری، کتاب کے دل اور روح میں جا اترتی ہے۔ مطالعہ کا وہ مرحلہ بڑا دلچسپ ہوتا ہے جب شاہ صاحب خاکی بدن انسان کو دہلیز جنت پر جا بٹھاتے ہیں، جہاں اسے کتاب و سنت کے آئینہ میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہونے لگتی ہے، وہ ان کے یاقوتی لبوں سے جھڑتے

پھول دیکھتا ہے، وہ انکی تابانی اور درخشندگی سے اپنا مقدر اجالتا ہے، انکی زلف جنت گیر کی خوشبو سے لے کر انکی نگاہ ناز کے جلووں تک بہت کچھ بلکہ سب کچھ قاری. کتاب بے نقاب و بے حجاب دیکھنے لگ جاتا ہے۔

اور پھر مناظر حسن کے جلوے صد آتشہ ہو جاتے ہیں جب شاہ جی حسن حق کی جستجو میں اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری کے رکوع اور سجدے کتاب پڑھنے والے کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت مصنف شاہ تراب الحق قادری یہاں پہنچ کر خود ہی اپنے سر پر کرامتوں کا ایک تاج رکھ لیتے ہیں جو یقیناً دیر تک لوگوں کے اشہب ذوق کو مہمیز لگا تا رہے گا۔ آئیے اب ہم آپ کو زحمت انتظار کی کلفتوں سے زیادہ دیر تک دوچار نہیں رکھنا چاہتے، جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے اور جمال مصطفیٰ دیکھیے اور جمال مصطفیٰ کی خوشبو سے مشام ایمان کو معطر کیجیے، اور شاہ صاحب اور فقیر پر تقصیر کی مغفرت کے لیے دعا کیجیے۔ اللہ ہم سب کو اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتوں سے نوازے آمین۔

علامہ مولانا ضمیر احمد ساجد

ایم اے عربی ادب (اسلامی یونیورسٹی)، امیر جماعت اہلسنت اسلام آباد

الحمد للہ وحدہ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ من لا نبی بعدہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ "بلاشبہ قرآن کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں" ۔ پس نہ تو قرآن کے الفاظ ضائع ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اس کے معانی کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ قرآن کے معانی کا مجموعہ سیرت مصطفیٰ ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

قرآن حکیم میں ان دونوں پہلوؤں کو کتاب و حکمت سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ دونوں چیزیں لامحدود وسعتیں رکھتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہمیں سیرت نگاروں میں ایسی ایسی ہستیاں نظر آتی ہیں جن کی زندگیاں صرف اسی مشن کے لیے وقف ہو گئیں اور وہ سیرت مبارکہ پر ایسا گرانقدر ذخیرہ چھوڑ گئے جو امت مسلمہ کے لیے تاحیات علمی سرمایہ رہے گا، لیکن یہاں آکر سیرت کا مطالعہ کرنے والا محوِ حیرت اور انگشت بدنداں ہو جاتا ہے کہ کوئی بھی سیرت نگار یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ اس نے سیرت طیبہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر لیا ہے بلکہ وہ اپنے آپ کو ساحل سمندر سے بہت دور محسوس کرتا ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی "جمال مصطفیٰ" صلی اللہ علیہ وسلم ہے، میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اور بہت خوشی ہوئی کہ اس کتاب میں نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و کمالات اختصار و جامعیت کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیے گئے ہیں، قرآن حکیم، کتب احادیث اور کتب سیر سے مختلف پھول چن چن کر مصنف زید مجدہ نے یہ گلدستہ تیار کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب پر خاصی محنت کی گئی ہے مگر اس کے مطالعہ سے کتاب کی خوبصورتی کی جو اصل وجہ معلوم ہوتی ہے وہ مصنف کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے پناہ محبت ہے۔

باب چہارم کے ایک عنوان "اسلامی تفریحی مشاغل" کے مطالعہ سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ مصنف نئی نسل کے دلوں میں پیغام سیرت طیبہ اتارنے کے لیے کتنے بیتاب اور حریص ہیں۔ عام طور پر کسی کتاب میں اشعار کی کثرت اسکے اصل مضمون سے توجہ ہٹا دیتی ہے مگر زیر نظر کتاب میں رسول اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کے خصائص وکمالات پر ایسے ایسے عشاق کے اشعار دیے گئے ہیں جن سے قاری، کتاب کی طلب وجستجو میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے اور پڑھنے والا ایک بار شروع کر کے پوری کتاب پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مثال کے طور پر مصنف مدظلہ اس کتاب کے باب سوم میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی "آواز مبارک" کے بارے میں "وسائل الوصول" سے ایک روایت نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں، "حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کا لہجہ رعب دار ہو جاتا اور آپکی آواز مبارک بلند ہو جاتی گویا آپ کسی لشکر کو ڈرا رہے ہیں کہ تم پر اب حملہ ہوا چاہتا ہے۔

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

کتاب ھذا میں ایک اور بڑا علمی اضافہ ہے جو سیرت طیبہ لکھنے والوں اور دیگر اہل علم شخصیات کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے اور وہ ہے اس کتاب کا پانچواں اور چھٹا باب۔ ان ابواب میں قرآن حکیم سے دو سو خصائص اور احادیث مبارکہ سے بھی دو سو خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آیات و احادیث کے خلاصے کی شکل میں لکھے گئے ہیں، اگر شرح و بسط سے لکھا جائے تو مذکورہ خصائص سے چار سو کتابیں وجود میں آ سکتی ہیں۔ اس سے ہر مطالعہ کرنے والا شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ کتنی جامع ہے۔ اگر اس کتاب کو اردو کے علاوہ دوسری زبانوں جیسے انگریزی، عربی وغیرہ میں بھی ترجمہ کر دیا جائے تو بیحد مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

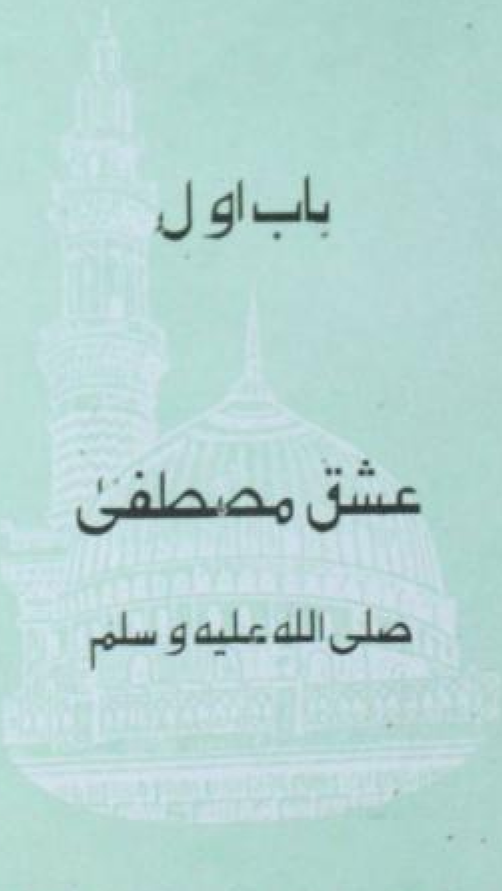

باب اول

عشق مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

افکار اسلامی

افکارِ اسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ حبیبہ الکریم

ایمان و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے، "(اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو"۔ (سورۃ الفتح: ۸، ۹)

اسی سورت کی آیت ۱۳ میں فرمایا گیا، "اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اسکے رسول پر تو بے شک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے"۔ (کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ)

دوسری جگہ ارشاد ہوا، "تو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا"۔ (التغابن: ۸)

مزید ارشاد ہوا، "تو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اسکی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور انکی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ"۔ (الاعراف: ۱۵۸)

اسی سورت کی آیت ۱۵۷ کے آخر میں فرمایا گیا، "تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اسکے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے"۔ (کنز الایمان)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا اور آپ کی تعظیم و توقیر کرنا فرض ہے۔ کتاب الشفا میں ہے کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور احکام الٰہیہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ان سب کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرے۔ جب زبانی اقرار اور قلبی تصدیق دونوں جمع ہوں گی تب ہی ایمان مکمل ہوگا۔

محض زبانی اقرار رسالت کو قرآن حکیم نے منافقت قرار دیا ہے۔ سورہ منافقون کی پہلی آیت میں ارشاد ہوا، "جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں (تو) کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں"۔ (کنزالایمان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ ہی آپ کی اطاعت واتباع بھی واجب ہوگئی۔ قرآن کریم کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ "اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔ (آل عمران: ۳۱)

۲۔ "تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا"۔ (آل عمران: ۳۲)

۳۔ "اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ"۔ (آل عمران: ۱۳۲)

۴۔ "اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو"۔ (التغابن: ۱۲)

۵۔ "اور جو [illegible] رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"۔

(الحشر: ۷)

۶- "اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو"۔ (محمد: ۳۳)

۷- "اور جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانے اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا"۔
(الفتح: ۱۷)

۸- "اور اگر تم رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے"۔ (النور: ۵۴)

۹- "اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اسکے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا"۔
(الاحزاب: ۳۶)

۱۰- "اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اسلیے کہ اللہ کے حکم سے اسکی اطاعت کی جائے"۔ (النساء: ۶۴)

۱۱- "تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں"۔ (النساء: ۶۵)

۱۲- "اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانو"۔ (الانفال: ۲۰)

۱۳- "جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا"۔ (النساء: ۸۰)

۱۴- "جس دن انکے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے، کہتے ہونگے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا"۔ (الاحزاب: ۶۶)

۱۵- "یہ نبی مسلمانوں کا انکی جان سے زیادہ مالک ہے"۔ (الاحزاب: ۶)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنے والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واتباع کرنی چاہیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی متعدد آیات میں اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے منکر آخرت میں جہنم کا ایندھن بنادیے جائیں گے۔

محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی روح اور دین کی اصل ہے۔ محبت رسول اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی اور اسکی حقیقت علمائے حق نے اپنے اپنے انداز میں بیان فرمائی ہے اگرچہ الفاظ مختلف ہیں لیکن روح سب کی ایک ہی ہے۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی محبت ہے۔ یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں کہ محبت ایک کیفیت ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہنیں۔

بعض اہل علم کا قول ہے کہ محبت محبوب کی رضا چاھنے کا نام ہے، بعض کے نزدیک محبوب کی پسند کو اپنی پسند اور اسکی ناپسند کو اپنی ناپسند بنالینا محبت ہے، بعض نے محبوب کے ذکر کے دوام کو محبت قرار دیا ہے۔ بعض کے نزدیک دل سے محبوب کے سوا سب کچھ فنا کر دینے کا نام محبت ہے۔ جبکہ بعض کے خیال میں محبوب پر سب کچھ نچھاور کر دینے کا نام محبت ہے۔ (مدارج النبوۃ)

سورہ توبہ آیت ۲۴ میں ارشاد ہوا، "تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اسکے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہانتک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ

(ہدایت) نہیں دیتا"۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر تمام چیزوں سے زیادہ اللہ عزوجل اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لازم ہے۔ اسی حوالے سے چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اسکے والد، اسکی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں"۔ (بخاری، مسلم)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بیشک آپ مجھے میری جان کے سوا ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا، تم میں سے کوئی بھی ہرگز اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسکے نزدیک اسکی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ آپ کا یہ فرمان سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں محبت کی یہ منزل بھی اتر آئی عرض کی، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی بیشک آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہوگیا"۔ (بخاری)

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی حلاوت عطا کرتی ہے، قوت محرکہ کے طور پر اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل کرتی ہے، یہ قرب باری تعالیٰ اور روحانیت میں ترقی کا باعث بھی ہے اور آخرت میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و معیت حاصل ہونے کا اہم وسیلہ بھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا، قیامت کے لیے تونے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی، نہ بہت سی نمازیں جمع کی ہیں اور نہ روزے اور نہ ہی صدقات لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، "پھر تو قیامت میں انہی کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے"۔ (بخاری)

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے

جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بیشک آپ مجھے میری جان اور اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، جب میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپکی یاد آتی ہے تو جب تک میں خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپکا دیدار نہیں کرلیتا مجھے صبر نہیں آتا، جب میں موت کو یاد کرتا ہوں تو میں یقین کرتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیائے کرام کے ساتھ اعلیٰ درجے میں ہونگے اور میں جنت میں نہ جانے کہاں ہوں گا مجھے ڈر ہے کہ میں آپکو نہ دیکھ سکوں گا۔ وہ یہ عرض کر رہا تھا کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت (النساء: ٦٩) لے کر نازل ہوئے،

(ترجمہ) "اور جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانے تو اسے انکا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ، اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں"۔ (طبرانی، ابو نعیم)

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا

جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے تھے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم میرے والد کے ایمان لانے کے مقابلے میں ابو طالب کا ایمان لانا یقیناً میری آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈک اور روشنی پہنچاتا کیونکہ ابو طالب کے ایمان لانے سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہوتی۔ (مدارج النبوۃ) سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان، مال، والدین اور اولاد سے زیادہ محبوب ہیں۔ (کتاب الشفا)

صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت میں اپنا سب کچھ حتیٰ کہ جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے، دو ایمان افروز واقعات اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب ہجرت کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور پہنچے تو پہلے آپ غار میں داخل ہوئے، صفائی کی اور جو سوراخ نظر آئے انہیں اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ کر بند کیا اور دو سوراخ بند کرنے کے لیے کوئی چیز نہ ملی تو ان پر اپنی ایڑیاں لگا دیں۔ پھر آقا علیہ السلام غار میں تشریف لے گئے اور آپ کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔

اسی دوران سوراخ کے اندر سے سانپ نے آپ کے پاؤں پر کاٹ لیا، آپ حضور کے آرام کا خیال کرتے ہوئے ساکن بیٹھے رہے لیکن سانپ کے زہر کی انتہائی تکلیف کے باعث آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جو حضور علیہ السلام کے چہرہ اقدس پر گرے۔ حضور بیدار ہوئے اور آپ کا حال دریافت فرمایا، آپ نے سارا واقعہ عرض کیا۔ آقا علیہ السلام نے آپکے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو فوراً آرام آگیا مگر آپکے انتقال کے وقت یہی زہر لوٹ آیا اور اسی کے اثر سے آپکی شہادت ہوئی۔ (مشکوٰۃ)

غزوہ خیبر سے واپسی پر مقام صہبا میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا، آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہ پڑھی تھی مگر آپ نے آقا علیہ السلام کو بیدار نہ کیا یہانتک کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب آقا علیہ السلام نے چشمانِ کرم کھولیں تو مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حبیب کبریا علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی، الٰہی! علی تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھے اسلیے انکے لیے سورج کو لوٹا دے۔ آپ کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج پھر نکل آیا۔

اس حدیث پاک کو امام قاضی عیاض مالکی نے کتاب الشفا میں، امام طحاوی نے مشکل الآثار میں روایت کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا،

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں، "محبت اہل ایمان کے دلوں کی زندگی اور انکی روحوں کی غذا ہے، مقامات رضا اور احوال محبت میں یہ مقام سب سے بلند اور افضل ترین ہے"۔ امام المحدثین کے اس ایمان افروز قول میں ان لوگوں کے اعتراض کا جواب بھی موجود ہے جنہیں یہ شکایت ہے کہ اہلسنت کے علماء تو جب دیکھو عشق رسول یا محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کی باتیں کرتے ہیں کبھی نعتیں پڑھ رہے ہوں گے اور کبھی درود و سلام۔
اس مسئلہ کو سمجھانے کے لیے مثال عرض کرتا ہوں۔
فرض کیجیے کہ آپکے مکان میں ایک پودا لگا ہوا ہے اور آپ اسے روزانہ پانی دیتے ہیں کوئی شخص اگر آپ سے یہ کہے کہ جناب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ خود تو عمدہ عمدہ کھانے کھائیں اور بہترین مشروب پئیں اور اس پودے کو روزانہ صبح و شام صرف پانی ہی دیں۔ اگر آپ اس کے فریب میں آگئے اور آپ نے پودے کو ایک دن پانی دیا دوسرے دن تیل تیسرے دن گھی اور چوتھے دن کوئی اور قیمتی غذا وغیرہ۔ اب آپ بتائیے کہ کیا اسطرح پودے کی آبیاری ہوگی ؟کیا اسکی نشوونما ہوگی ؟ ہرگز نہیں، ہر عقلمند یہی کہے گا کہ پودے کی آبیاری اور نشوونما پانی سے ہوتی ہے۔ پس اسی طرح اہلسنت کی روحانی نشوونما صرف عشق مصطفیٰ اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے۔

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دیں ہست حبِ رحمۃ اللعالمیں

ارشاد باری تعالیٰ ہوا، " سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے "۔ (الرعد ۲۸)
حدیث قدسی میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے، " (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر قرار دے دیا ہے پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا "۔ (کتاب الشفا)
ثابت ہوا کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کو سکون اور روح کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔ یہی بات امام المحدثین نے مدارج النبوۃ میں فرمائی اور اسی حقیقت کو امام یوسف نبہانی نے انوار محمدیہ میں یوں بیان فرمایا،
" جاننا چاہیے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی تمنا ہر چاہنے والے

کے دل میں پائی جاتی ہے، یہ وہ اعلیٰ مقام ہے جسکی طرف عابدوں کی نگاہیں لگی رہتی ہیں اور جسکے لیے عشاق اپنے آپ کو فنا کر دیتے ہیں اور جسکی روح پرور ہوا کے جھونکے عابدوں کو تر و تازہ کر دیتے ہیں۔ محبت رسول دلوں کی قوت، روحوں کی غذا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ ایک ایسی زندگی ہے کہ جو اسے حاصل نہ کر سکا اسکا شمار مردوں میں ہوگا اور یہ ایسا نور ہے کہ جو اسے نہ پا سکا وہ اندھیروں کی گہرائیوں میں ڈوب گیا پس رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان، اعمال، باطنی احوال اور روحانی مقامات کی روح ہے"۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است　　　آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

امام قاضی عیاض مالکی قدس سرہ کتاب الشفا میں اور امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ کسی سے محبت و عشق ہو جانے کی تین بڑی وجوہات ہوتی ہیں۔

اول: اس کا حسن و جمال کہ طبیعت فطری طور پر حسین و جمیل اور خوبصورت چیزوں کی طرف مائل ہوتی ہے۔

دوم: اس کا حسن اخلاق کہ طبیعت فطری طور پر اچھی سیرت و اخلاق والے، صاحب کمالات اور متقی و صالحین وغیرہ کی طرف مائل ہوتی ہے۔

سوم: اس کا انعام و احسان کہ طبیعت فطری طور پر انعامات دینے والے اور احسان کرنے والے کی طرف مائل ہوتی ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان تمام صفات اور کمالات کی جامع ہے جو محبت کے اسباب اور عشق کے موجب ہیں۔ اب ہم قرآنی آیات، احادیث نبوی اور جلیل القدر ائمہ کرام کی کتب معتبرہ کی روشنی میں مذکورہ تینوں اسباب کا اجمالی طور پر جائزہ لیتے ہیں۔

باب دوم

حسن و جمالِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

افکارِ اسلامی

افکارِ اسلامی

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب" ۔(المائدہ ۱۵)

اس آیت مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس کو نور فرمایا گیا، سیدالمفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ نور سے مراد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ تفسیر جلالین، تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر مدارک، تفسیر بیضاوی، تفسیر روح البیان، تفسیر مظہری وغیرہ معتبر تفاسیر میں یہ معنی موجود ہیں۔ علامہ صاوی کی تفسیر میں ہے، "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اسلیے فرمایا گیا کہ آپ بصارتوں کو نورانی بناتے ہیں اور کامیابی کی طرف ہدایت دیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں"۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اسکے لیے جو اس نور سے اپنا دل منور کرنا چاھے" ۔(تفسیر ابن جریر)

آنکھ والا ترے جلوے کا نظارہ دیکھے
دیدہ۔ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ "امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذالاساتذ حافظ الحدیث امام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ حضور

پر قربان! مجھے بتا دیجیے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا، اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا پھر وہ نور، جہاں خدا نے چاہا سیر کرتا رہا، اسوقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، انسان کچھ نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے کے چار حصے کیے پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین، تیسرے سے جنت اور چوتھے سے دوزخ بنائے، ...... الی آخر الحدیث"۔

یہ حدیث امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں، امام قسطلانی نے مواہب الدنیہ میں، امام ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ میں، علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں، علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں، علامہ حسین دیار بکری نے تاریخ الخمیس میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں روایت کر کے اس پر اعتماد کیا ہے۔ (افسوس کہ موجودہ زمانے کے وہابیہ نے مصنف عبد الرزاق سے اس حدیث کو نکال دیا ہے۔ مرتب) علامہ محقق نابلسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں، "بیشک ہر چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی جیساکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے"۔ (صلاۃ الصفاص ۳)

مجدد امت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں،

انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

سورہ الاحزاب میں ارشاد ہوا، "اے غیب بتانے والے نبی! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر"۔ (آیت ۴۵، ۴۶)

تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نور نبوت سے قلوب و ارواح کو منور کیا، حقیقت میں آپکا وجود مبارک ایک ایسا آفتاب عالم تاب ہے جس نے ہزارہا آفتاب بنا دیے اسی لیے اسکی صفت میں منیر (چمکا دینے والا) ارشاد فرمایا گیا"۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قلب انور اور جسم منور کی وجہ سے سراج منیر تھے ایمان والے اس آفتاب کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں اور اسکے انوار سے نورانی ہو جاتے ہیں"۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں اپنا قصیدہ "بانت سعاد" پیش کیا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر انہیں اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ اسمیں یہ شعر بھی تھا،

ان الرسول لنور یستضاء به

مهند من سیوف الله مسلول

"بیشک رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک بے نیام تلوار ہیں"۔ (مدارج النبوۃ)

سورہ النور آیت ۳۵ میں فرمایا گیا ہے، "اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا، اسکے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اسمیں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے"۔ حضرت کعب الاحبار اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں دوسرے لفظ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ "مثل نورہ" یعنی اسکے نور کی مثال سے حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال مراد ہے"۔(کتاب الشفا)
تفسیر مظہری میں اس آیت کے تحت مذکور ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیان کیا کہ "اس کے نور کی مثال سے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال مراد ہے، مشکوٰۃ یعنی طاق سے مراد حضور کا سینہ اقدس ہے، زجاجہ یعنی فانوس سے مراد قلب انور ہے اور مصباح یعنی چراغ سے مراد نبوت ہے"۔
تفسیر کبیر میں حضرت سہل بن عبداللہ کا قول بیان کیا گیا ہے کہ مصباح سے مراد قلب اقدس اور زجاجہ سے مراد سینہ مبارک ہے"۔
مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

حقیقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اور بیشک پچھلی (یعنی ہر آنے والی گھڑی) تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے"۔(الضحیٰ: ۴)
تفسیر خزائن العرفان میں ہے، "گویا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ساعت بہ ساعت آپ کے مراتب ترقی کرتے رہیں گے"۔
امام قاضی عیاض قدس سرہ شفا شریف میں فرماتے ہیں، "رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا جو فضل و کرم ہے اور جو کمالات آپکو عطا فرمائے گئے

ہیں عقلیں انکو سمجھنے سے اورزبانیں انہیں بیان کرنے سے قاصر ہیں"۔ امام قسطلانی مواہب الدنیہ ج ۴ میں، امام شعرانی کشف الغمہ ج ۲ میں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ج ۴ میں اور محدث علی قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵ میں فرماتے ہیں کہ "آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے فضائل وکمالات اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جاسکتا"۔

امام نبہانی فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو کماحقہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا جیسا کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کسی نے بھی کماحقہ نہ جانا۔ اسی لیے سید التابعین اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف عکس دیکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو نہ پاسکے۔ آپ سے پوچھا گیا، کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی نہیں دیکھا؟ فرمایا، ہاں انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کماحقہ نہیں دیکھا"۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، "جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا"۔ (بخاری) شارحین اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا"۔ (جواہر البحار)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

من رانی قد رای الحق جو کہے
کیا بیاں اس کی حقیقت کیجیے

امام قسطلانی نے مواہب الدنیہ میں یہ حدیث پاک بیان فرمائی ہے، انا مراۃ

جمال الحق یعنی" میں حق تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہوں"۔ امام اجل شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور لامحدود و لامتناہی انوار الہٰی کا مظہر ہے"۔ آپ اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں،

حق را بچشم اگرچہ ندیدند لیکنش
از دیدن جمال محمد شناختند

"اگرچہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن اس ذات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال سے پہچان لیا ہے"۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں، "حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ظہور اول اور تمام حقائق کی اصل حقیقت ہے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا، اول ما خلق الله نوری" اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا"۔ یہ بھی آپکا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا فرمایا گیا اور تمام ایمان والے میرے نور سے پیدا کیے گئے"۔ (مکتوبات دفتر سوم حصہ نہم مکتوب ۱۲۲) امام بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں،

اعی الوریٰ فهم معناه فليس یریٰ
للقرب و البعد منه غیر منفحم

یعنی "آپ کی حقیقت سمجھنے سے تمام مخلوق عاجز ہے اور ہر دور و نزدیک آپ کے حقیقی کمالات بیان کرنے سے قاصر ہے"۔ بعض لوگ اہلسنت پر شان رسالت میں غلو کرنے کا الزام لگاتے ہیں جو کہ صریح بہتان ہے۔ اکابرین امت کے اقوال پہلے بھی پیش کیے گئے مزید دلائل ملاحظہ فرمانے سے قبل یہ جان لیجیے کہ غلو کیا ہے؟ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں، "غلو سے مراد حدود

سے آگے بڑھنا ہے خواہ زیادتی کی صورت میں ہو یا کمی کی صورت میں۔ یعنی افراط و تفریط دونوں ناجائز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا انکار کرنا تفریط اور آپ کو نعوذ باللہ خدا یا خدا کا بیٹا کہنا افراط ہے اور ان دونوں سے بچنا صراط مستقیم ہے۔ بقول مولانا حسن رضا بریلوی،

حسن سنی ہے افراط اور تفریط اس سے کیونکر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں، "آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں مبالغہ ممکن نہیں کیونکہ جو وصف بھی آپکے لیے ثابت کیا جائے گا وہ آپکے حقیقی اعلیٰ مقام کے سامنے ہیچ ہو گا پس آقا علیہ السلام شان میں مبالغہ یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صفت الوہیت بیان کی جائے اور یہ یقیناً منع ہے"۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴)

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم
واحکم بما شئت مدحاً فیہ واحتکم

"جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کی شان میں کہا وہ چھوڑ اور اسکے سوا جو کچھ آپکی تعریف میں کہنا چاہے حکم لگا کر اور فیصلہ کر کے کہہ دے"۔

مجدد دین و ملت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبد الہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سر خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

امام ابن حجر مکی شافعی فرماتے ہیں، "سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و

شمائل کا شمار اور بیان ناممکن ہے پس اے حضور کی تعریف کرنے والے! تو آپ کی تعریف میں جتنا بھی مبالغہ کر لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام کو اور اوصاف حمیدہ کو احاطہ نہیں کر سکتا، کہاں آسمان اور کہاں پکڑنے والا ہاتھ!" ۔(جواہر البحار ج ۳)

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

"اے صاحب حسن و جمال، اے سردار کائنات! آپ کے چہرہ انور سے ہی چاند نے نور حاصل کیا ہے ۔ آپکی تعریف کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں، مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہر کمال و بزرگی آپ ہی کے لیے ہے" ۔

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ:

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفار نے طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ " محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انکے رب نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا" ۔ یہ سن کر آپکی طبیعت مبارکہ میں بتقاضائے بشریت کچھ ملال سا پیدا ہوا۔ اس پر سورہ والضحیٰ نازل ہوئی ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا،

"چاشت (کی طرح چمکتے ہوئے چہرے) کی قسم اور رات (کی مانند شانوں کو چھوتی ہوئی زلفوں) کی جب پردہ ڈالے کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بیشک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے" ۔(آیات ۱ تا ۵)

صدر الافاضل شیخ التفسیر مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی تفسیر خزائن

العرفان میں فرماتے ہیں، "بعض مفسرین نے فرمایا، چاشت سے اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے عنبریں سے"۔ علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر روح البیان میں، علامہ نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں، قاضی عیاض مالکی نے کتاب الشفا میں اور امام زرقانی نے شرح مواہب میں یہی مفہوم بیان فرمایا ہے۔

محدث علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں، "یہ سورت جس مقصد کے لیے نازل ہوئی اسکا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ضحیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور اور لیل سے آپ کی مبارک زلفیں مراد ہیں"۔

علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں، "بعض مفسرین نے ضحیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس اور لیل سے آپکی مبارک زلفیں مراد لی ہیں امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول کو ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ معنی لینے میں کوئی حرج نہیں"۔ (تفسیر روح المعانی) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی تفسیر عزیزی میں اکابر مفسرین کا یہ قول بیان کیا ہے کہ "ضحیٰ سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور اور لیل سے آپکی زلف عنبریں مراد ہیں"۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

ہے کلام الہٰی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

علامہ سید عمر آفندی خرپوتی قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں، "ضحیٰ سے نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مراد ہے اور لیل سے گیسوئے محبوب علیہ السلام۔ اور اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر

خوبصورت چہرے اور دلکش آواز والا، اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ دلکش آواز والے ہیں"۔ (طیب الوردہ)

دانائے شیراز شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

اگر نہ واسطہ روئے و موئے او بودے
خدائے نہ گفتے قسم بہ لیل و ہنار

"اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور اور مبارک زلفوں کی بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہرگز رات اور دن کی قسم ارشاد نہ فرماتا"۔

عارف کامل علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

دو چشم نرگسینش را کہ مازاغ البصر خوانند
دو زلف عنبرینش را کہ واللیل اذا یغشی

"حضور علیہ السلام کی دونوں نرگسی آنکھیں ایسی خوبصورت ہیں کہ (قرآن میں انکے بارے میں) ارشاد ہوا، آنکھ (دیدار الٰہی سے) کسی طرف نہ پھری" اور آپکی زلف عنبریں ایسی سیاہ ہیں کہ فرمایا گیا، "رات کی قسم جب چھا جائے"۔

جار اللہ سمہودی کے قصیدہ ذوقافیتین کا مشہور شعر ملاحظہ فرمائیں،

الصبح بدا من طلعتہ ا واللیل دجیٰ من وفرتہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال ہی سے صبح طلوع ہوئی اور آپ کی زلفوں کی سیاہی سے ہی رات چھا گئی"۔

بے مثل حسن و جمال:

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور کے فیض سے تخلیق فرمایا اور نفس بشریت میں اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے

مظہر اور باری تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں۔ تمام امت کا اتفاق ہے کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فضل وکمال اور حسن وجمال میں بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا ہے۔ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں یوں عرض کرتے ہیں،

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

"آپ جیسا حسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ جیسا خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں، آپ کو ہر عیب سے ایسے پاک پیدا فرمایا گیا گویا آپکو آپ کی مرضی کے مطابق پیدا فرمایا گیا"۔ (دیوان حسان بن ثابت)

امام قسطلانی مواہب الدنیہ میں فرماتے ہیں، "جان لو کہ ایمان کی تکمیل کے لیے یہ عقیدہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس ایسا حسین وجمیل تخلیق فرمایا ہے کہ آپ سے پہلے نہ کوئی آپ کی مثل تھا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی آپکی مثل ہوگا"۔ یہی بات محدث علی قاری نے جمع الوسائل میں اور حافظ ابن حجر مکی کے حوالے سے علامہ نبہانی نے جواہر البحار میں بیان فرمائی ہے۔

امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر اقدس سے لے کر قدم مبارک تک مجسم نور تھے آپ کے جمال باکمال کو دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم انور ماہتاب و آفتاب کی طرح روشن تھا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشری لباس میں نہ

ہوتے تو آپکی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا اور آپکے حسن و جمال کا ادراک ہرگز ممکن نہ ہوتا"۔ (مدارج النبوۃ ج ۱)

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال کامل طور پر ظاہر نہیں ہوا کیونکہ اگر آپ کا حسن کامل طور پر ظاہر ہو جاتا تو آنکھیں آپکے دیدار کی تاب نہ لاسکتیں"۔ (زرقانی)

شاہ ولی اللہ الدر الثمین میں فرماتے ہیں کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم کو خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی انہوں نے عرض کی، حسن یوسف علیہ السلام دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے اور بعض انہیں دیکھ کر بیہوش ہو جاتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ایسی کیفیات کیوں طاری نہیں ہوئیں؟ ارشاد ہوا، میرے رب تعالیٰ نے غیرت کے باعث میرا حقیقی جمال لوگوں سے مخفی رکھا، اگر وہ ظاہر کر دیا جاتا تو لوگ اس سے بھی زیادہ بیخود ہو جاتے جیسے یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا کرتے تھے۔

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو؟

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زنان
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

احادیث کریمہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حلیہ مبارکہ اور اوصاف

جمیلہ بیان ہوئے ہیں امام قسطلانی انکے بارے میں فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف مذکور ہیں وہ بطور تمثیل کے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ان سے کہیں بلند و بالا ہے"۔ (مواہب الدنیہ)

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی ہنیں وہ بھی ہنیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی ہنیں وہ بھی ہنیں
بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جانفزا
حیرت نے جھنجلا کر کہا یہ بھی ہنیں وہ بھی ہنیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں، "جس نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ہے اس نے اپنی سمجھ اور عقل و فہم کے مطابق کی ہے اور آپکی ذات اقدس ہر صاحب عقل و دانش کے فہم سے بالاتر ہے"۔ (شرح فتوح الغیب) یعنی ان تمام بزرگوں نے اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت کو بیان فرما دیا ہے اور اوصاف کی حقیقت تو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی ہنیں جانتا۔

فان فضل رسول الله ليس له
حد فيعرب عنه ناطق بفم

"بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کی کوئی حد ہنیں کہ جو کوئی فصاحت والا اپنے منہ سے بول سکے"۔ (قصیدہ بردہ)

اسی لیے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا لیکن آپکی عظمت و جلال کے باعث میں آپکے چہرہ اقدس کا دیدار نہ کر سکتا تھا اسی لیے اگر کوئی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے کے لیے کہتا تو میں کچھ نہ کہہ پاتا کیونکہ میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن جہاں تاب کو آنکھ بھر کر دیکھ ہی نہ سکا تھا۔
(بخاری، کتاب الشفا)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جب عرض کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان فرمائیں تو انہوں نے معذرت کی پھر اصرار کرنے پر فرمایا، "آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بھیجنے والے (اللہ تعالیٰ) کی شان کا مظہر ہیں"۔ (مواہب الدنیہ)

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشق بے ثبات
تو کائنات حسن ہے یا حسن کائنات
اک خالق جہاں ہے تو اک مالک جہاں
اک جان کائنات ہے اک وجہ کائنات

ذکر جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال اور آپکے حلیہ مبارکہ کے ذکر سے دلوں میں محبت وعشق کی حرارت پیدا ہوتی ہے اور جن کے دل محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہو چکے ہوں انکے لیے یہ سکون دل اور آرام جاں کا باعث ہوتا ہے کیونکہ جب عاشق صادق اپنے محبوب کے دیدار و وصال سے محروم ہوتا ہے تو محبوب کا تصور، اسکی یادیں اور اسکی باتیں ہی دل کو سکون پہنچاتی ہیں۔

آئی جو انکی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جیسے جیسے محبوب کی خوبیوں اور کمالات سے آگاہی ہوتی جاتی ہے، محبت بڑھتی جاتی ہے۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اسلامی لشکر یمامہ کے سردار ثمامہ کو قیدی بنا کر لایا تو اسے مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا گیا روزانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے گفتگو فرماتے۔ تیسرے دن اسے حضور کے حکم سے کھول دیا گیا وہ چلا گیا اور غسل کر کے بارگاہ نبوی میں قبول اسلام کے لیے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کی قسم روئے زمین پر پہلے آپکے چہرے سے بڑھ کر مجھے کوئی شے ناپسند نہ تھی لیکن اب مجھے آپکے چہرہ اقدس سے بڑھ کر کوئی شے محبوب ہنیں ہے"۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پرانوار نے اسکے دل کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ آج اگر ہم بھی باطنی پاکیزگی حاصل کر کے اپنے دل کی دنیا بدلنا چاہیں اور عظمت رفتہ حاصل کرنا چاہیں تو ہمیں صحابہ کرام کے ان مقدس ارشادات کو اپنا وظیفہ بنانا ہوگا جن میں انہوں نے جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال اور فضائل وکمالات کو بیان فرمایا ہے تاکہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ بیدار ہو اور پھر یہ جذبہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا داعی و محرک بن جائے۔

جواہر البحار میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارکہ ذکر کرنے کی غرض و غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کا تصور کرنے اور اس کا مسلسل مشاہدہ کرنے سے سعادت کبریٰ بھی نصیب ہوگی اور تمہارے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان استمداد کی راہ بھی کھل جائے گی"۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت بہت چھوٹا تھا اسلیے میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن

ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے متعلق سوال کیا اور میری خواہش تھی کہ وہ انکے اوصاف بیان فرمائیں تاکہ انکے بیان کو میں اپنے لیے سند بناؤں۔ (شمائل ترمذی) محدث علی قاری جمع الوسائل میں فرماتے ہیں، "تاکہ ان اوصاف کے ذریعہ میں آپ سے تعلق مزید مضبوط کرلوں اور انہیں اپنے ذہن وخیال میں محفوظ کرلوں"۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ سرکار کی صورت مبارکہ کو اپنے ذہن ودماغ میں بسانے کی کوشش کرتے اور یہی بات انکے لیے باعث فخر بھی ہوتی جیساکہ شمائل ترمذی میں حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کا ارشاد موجود ہے کہ انہوں نے فرمایا، "آج میرے سوا روئے زمین پر کوئی اور ایسا شخص نہیں ہے جس نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہو"۔

حضرت ابن سعید بن میسب رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی ایسے شخص سے ملتے جس نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کا دیدار نہ کیا ہوتا تو آپ اسے فرماتے کہ آؤ میں تمہیں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال اور حلیہ مبارک کے متعلق بتاؤں پھر حلیہ مبارک بیان فرماکر کہتے، "میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ پہلے کوئی دیکھا اور نہ آپکے بعد"۔

(طبقات ابن سعد)

حسان الہند امام اہلسنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جیسا کسی نے دیکھا نہیں اور آپکی مثل پیدا ہوا ہی نہیں، کائنات کے مالک و مختار ہونے کا تاج آپ ہی کے سر اقدس پر سجتا ہے اور سب آپ ہی کو دو جہاں کا بادشاہ جانتے ہیں۔

مکہ المکرمہ کے عظیم محقق ڈاکٹر محمد علوی مالکی اپنی تصنیف الانسان الکامل میں لکھتے ہیں، "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و ہیبت اور وقار کے باعث صحابہ کرام آپکو نظر بھر کر نہ دیکھ پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارکہ وہی صحابہ کرام بیان فرماتے ہیں جو اس وقت بچے تھے یا اعلان نبوت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت تھے جیسے حضرت ہند بن ابی ہالہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

بلاشبہ جن صحابہ کرام نے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرمایا ہے یہ انکا ملت اسلامیہ پر احسان عظیم ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے جس کے حصول کے لیے تابعین صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے اعضائے مقدسہ کے بارے میں سوالات کرتے اور حضور کا حلیہ مبارک دریافت فرماتے جیسا کہ روایات سے ثابت ہے۔ اگر ایمان کی نظر سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی متعدد آیات میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال اور اعضائے مقدسہ کا ذکر فرمایا ہے۔

چند آیات پہلے بیان کی گئیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا، سراج منیر قرار دیا گیا، آپکے چہرہ اقدس کو والضحیٰ فرمایا گیا۔ اب مزید آیات ملاحظہ فرمائیں۔ سورہ بقرہ آیت ۱۴۴ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کا ذکر فرمایا، "ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔

سورہ شعراء آیت ۱۹۴ میں آپکے قلب مبارک کا ذکر فرمایا، "اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر"۔ سورہ البقرہ آیت ۹۷، سورہ الشوریٰ آیت ۲۴، سورہ الفرقان آیت ۳۲ اور سورہ والنجم آیت ۱۱ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

سورہ القیامہ آیت ۱۶ میں آپکی زبان اقدس کا ذکر فرمایا، "تم یاد کرنے کی جلدی میں اپنی زبان کو حرکت نہ دو"۔ سورہ الدخان آیت ۵۸ میں بھی آپکی زبان حق ترجمان کا ذکر فرمایا گیا۔

سورہ التوبہ آیت ۶۱ میں کان مبارک کا ذکر فرمایا، "تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لیے کان ہیں"۔ سورہ والنجم آیت ۱۷ میں آپکی چشمان مبارک کا ذکر فرمایا، "آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی"۔ سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۹ میں آپ کے دست اقدس اور گردن مبارک کا ذکر فرمایا، "اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھیے"۔

سورہ الم نشرح کی پہلی آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینے کا ذکر فرمایا، "کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا"۔ اور اگلی آیت میں آپکی پشت مبارک کا بھی ذکر فرمایا، "اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ بوجھل کر دی تھی"۔

یہ تو صریحاً اعضائے مبارکہ کا ذکر تھا بعض اکابر مفسرین فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم میں "یس" اور "طہ" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات ہے۔ (تفسیر مظہری) حضرت ابن عطاء فرماتے ہیں کہ سورہ ق کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت کی قسم ارشاد فرمائی ہے، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قرآن پاک میں والنجم سے مراد حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اقدس ہے۔ (کتاب الشفا)
سورہ البلد کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں سے لگنے والی خاک گزر کی قسم ارشاد فرمائی، سورہ الحجر آیت ۲، میں جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک جان کی قسم ارشاد فرمائی اور سورہ الزخرف آیت ۸۸ میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری گفتگو کی قسم ارشاد فرمائی۔ امام نعت گویاں، اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ القوی آپکی اس شان محبوبیت کو یوں بیان فرماتے ہیں،

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

استاد زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں،

تیرے صانع سے کوئی پوچھے ترا حسن و جمال
خود بنایا اور بنا کر آپ پیارا ہو گیا
نام تیرا ذکر تیرا، تو، ترا پیارا خیال
ناتوانوں بے سہاروں کا سہارا ہو گیا
اے حسن قربان جاؤں اس جمال پاک کے
سینکڑوں پردوں میں رہ کر عالم آرا ہو گیا

غزوہ احد میں ایک صحابیہ کے والد، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے اسے ان کی شہادت کی خبر دی گئی مگر اس نے بار بار یہی پوچھا کہ آقا علیہ السلام کیسے ہیں؟ مجھے جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرا دو۔ پھر جب اس نے آقا علیہ السلام کو دیکھ لیا تو کہنے لگی، کل مصیبۃ بعدک جلل یعنی آپ سلامت ہیں تو میرے لیے ہر مصیبت آسان ہے۔ (سیرت ابن ہشام، مدارج النبوۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات رعایا کی نگہبانی کے لیے گشت پر تھے کہ دیکھا، ایک گھر میں چراغ روشن ہے اور ایک بوڑھی عورت اون بن رہی ہے، وہ حضور علیہ السلام کی یاد میں نعت پڑھ رہی ہے اور حضور کے دیدار کی شدید آرزو ظاہر کر رہی ہے۔ حضرت عمر اسکے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا، ان کلمات کو دوبارہ کہو، اس نے غمزدہ آواز میں ان اشعار کو دہرایا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے۔ (مدارج النبوۃ)

آقا علیہ السلام کے دیدار کو صحابہ کرام بہت بڑی نعمت جانتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک صحابی حبیب کبریا علیہ السلام کے چہرہ انور کو پلکیں جھپکائے بغیر مسلسل دیکھ رہے تھے آپ نے فرمایا، اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟ عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں میرے آقا! میں آپ کی بابرکت زیارت سے لذت حاصل کر رہا ہوں۔ (طبرانی)

جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کی، میں آقا علیہ السلام کے روضہ اقدس کی زیارت کرنا چاہتی ہوں، آپ نے اسے حجرہ مبارک میں آنے کی اجازت عطا فرمائی، وہ عورت روضہ انور دیکھ کر اتنا روئی کہ وہیں جان قربان کر دی۔ (کتاب الشفا) اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار کی تڑپ عطا فرمائے۔ آمین

اس ایمان افروز تمہیدی گفتگو کے بعد اب اللہ تعالیٰ عزوجل کے محبوب اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر و اعضائے مقدسہ کا حسن و جمال احادیث مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

باب سوم

جمال اعضائے مبارکہ مطہرہ

افکارِ اسلامی

افکارِ اسلامی

۱۔ جسم اطہر:

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اس بات پر اتفاق تھا اور ائمہ دین نے اسے ایمان کامل کی شرط بھی قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو ایسا حسین و خوبصورت بنایا ہے کہ اس کی مثل نہ تو پہلے کوئی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔

فھو الذی تم معناہ وصورتہ
ثم اصطفاہ حبیباً باریٔ النسم
منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

"آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی مقدس ذات ایسی ہے جو اپنے ظاہری کمالات اور باطنی ترقیوں میں مکمل ہے اور جن کو خالق ارواح نے محبوبیت کے لیے منتخب فرمایا۔ آپ کی مقدس ہستی اپنے اوصاف و محاسن میں کسی کی شرکت سے بالاتر ہے اور آپ کا جوہر حسن کسی دوسرے میں تقسیم شدہ نہیں"۔

(طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ)

امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام انبیاء کرام بلکہ ساری مخلوق سے زیادہ حسن و جمال دیا گیا تھا مگر ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ایسا بے مثل حسن و جمال عطا فرمایا ہے جو کسی اور مخلوق کو نہیں دیا گیا، حقیقت یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا ایک حصہ دیا گیا تھا اور آقا علیہ السلام کو تمام حسن و جمال یعنی حسن کل

عطا فرما دیا گیا۔ (خصائص کبریٰ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر اعضائے مبارکہ کی ساخت کے اعتبار سے حسن اعتدال کا آئینہ دار تھا بلا شبہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ حسن مجسم پیکر انسانی کی صورت میں ظاہر ہو گیا ہے۔

حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر حسن اعتدال کا مرقع تھا"۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ آقا علیہ السلام کے جسم اقدس کی تعریف یوں فرماتے ہیں، "رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر بہنایت حسین و خوبصورت تھا"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں حسن اور خوبصورت جسم والے تھے"۔ (سیرت ابن کثیر) آپ ہی سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم دور سے سب لوگوں سے زیادہ دلکش اور جاذب نظر دکھائی دیتے اور قریب سے دیکھنے پر سب سے زیادہ حسین و جمیل معلوم ہوتے۔ (الوفا)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تخلیق کے اعتبار سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھے"۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال یوں بیان فرماتے ہیں، "میں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو حسین نہ پایا"۔ (مسند احمد)

افکارِ اسلامی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں

ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس اور جلد مبارک کی نرمی کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "میں نے کبھی کسی ایسے ریشم یا دیباج کو نہیں چھوا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلی کی طرح نرم و ملائم ہو"۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر نہایت نرم و ملائم تھا"۔ (الوفا) امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آقا علیہ السلام جس راستے سے مسجد کو تشریف لے جاتے وہ راستہ آپ کے جسم اقدس کی خوشبو کے باعث پہچانا جاتا تھا"۔ (مسند امام ابو حنیفہ)

بعثت سے قبل بادل کا ایک ٹکڑا دھوپ میں ہمیشہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر سایہ کیے رہتا۔ (خصائص کبریٰ) آقا علیہ السلام کے جسم اقدس کی ایک اور خوبی احادیث کریمہ میں یہ بھی وارد ہے کہ آپ کو چالیس جنتی مردوں کی قوت عطا فرمائی گئی۔ (زرقانی، خصائص کبریٰ) آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "میں ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اور کسی نے میرے ستر کو نہیں دیکھا"۔ (زرقانی)

آقا کریم علیہ السلام کے جسم اطہر کی پاکیزگی سے متعلق آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر کوئی نجاست نہیں تھی، حضور علیہ السلام پاک و صاف حالت میں

پیدا ہوئے (کتاب الشفا) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم آب و گل میں جلوہ گر ہوئے اور میں نے آپ کے جسم اقدس کی طرف نگاہ کی تو آپ کو چودہویں کے چاند کی طرح پایا جس سے تازہ کستوری کی خوشبوئیں اٹھ رہیں تھیں ۔ (ابو نعیم ، زرقانی)

امام زرقانی اور اکابر ائمہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر تو بہت اعلیٰ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس پر بھی کبھی مکھی ہنیں بیٹھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوؤں وغیرہ سے بھی محفوظ رہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور آپ کا جسم اطہر ہر قسم کی گندگی اور بدبو سے پاک تھا امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں،

نور عین لطافت پہ الطف درود
زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام

2۔ چہرہ اقدس:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ عزوجل کے حسن و جمال کے کامل مظہر ہیں جو بھی آپ کا دیدار کرتا آپ پر فدا ہو جاتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ "آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کا ہمیشہ دیدار کرتا رہوں" ۔ (المنبہات)

آپ کے حسن و جمال کے بارے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "میں نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی نہ دیکھا" ۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "میں نے بہت حسین اشیاء دیکھیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہ پایا" ۔ (ابن عساکر)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والا آپ سے محبت کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے والا ہر شخص یہ کہتا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ آپ کے بعد"۔ (شمائل ترمذی)

وصف جس کا ہے آئینہ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات والا صفات کے لحاظ سے بھی بڑی شان والے تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی عظمت والے تھے آپ کا چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت کے لحاظ سے سب سے زیادہ حسین وجمیل تھے اور سیرت کے اعتبار سے سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے"۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "میں نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہ دیکھا، یوں محسوس ہوتا تھا گویا آفتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس میں جلوہ گر تھا"۔ (شمائل ترمذی)

خامہ قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس ایسے منور ہو جاتا

کہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا"۔ (بخاری، مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا، کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس تلوار کی طرح چمکدار تھا؟ آپ نے فرمایا، نہیں بلکہ وہ سورج و چاند کی طرح چمکدار تھا (یعنی گولائی کی طرف مائل تھا)"۔ (بخاری، مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا آپ سرخ دھاری دار لباس زیب تن کیے ہوئے تھے میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو، آخر کار میں نے یہی فیصلہ کیا کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے بہت زیادہ حسین و خوبصورت ہیں"۔ (شمائل ترمذی)

مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں،

حسن بے داغ کے میں صدقے جاؤں
یوں دمکتے ہیں دمکنے والے

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے فرمایا، "اے بیٹے! اگر تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتا تو یہ محسوس کرتا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے"۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جان جاں میں جان تجلا کہوں تجھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمام انسانوں سے زیادہ حسین اور نورانی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی تعریف کرنے والے ہر شخص نے اسے چودھویں کے چاند سے تشبیہہ دی، آقا

علیہ السلام کے چہرہ انور پر پسینہ کی بوندیں موتیوں کی مثل معلوم ہوتی تھیں اور پسینہ مبارک خالص کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا۔ (ابو نعیم، زرقانی)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

من وجهه شمس الضحیٰ من خده بدرالدجیٰ

من ذاته نورالهدیٰ من کفه بحرالهمم

"وہ جن کا چہرہ چمکتا ہوا سورج ہے اور رخسار مبارک چودھویں کا چاند، وہ جن کی ذات ہدایت کا نور ہے اور جنکی ہتھیلی میں سخاوت کا دریا ہے"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "مجھے نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کا آخری دیدار اس وقت نصیب ہوا جب (وصال سے قبل) پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ اٹھا کر ہمیں نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا پس میں نے آپ کے چہرہ انور کو مصحف کا ایک ورق پایا، لوگ اس وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے"۔ (شمائل ترمذی)

امام نووی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور کو مصحف پاک کا ورق اس لیے کہا کہ جس طرح قرآنی ورق کلام الہیٰ ہونے کی وجہ سے حسی ومعنوی انوار کا خزینہ ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس بھی حسی ومعنوی انوار کا منبع ہے"۔

جلوہ موئے محاسن چہرہ انور کے گرد

آبنوسی رحل پہ رکھا ہے قرآن جمال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "ایک رات میں کچھ سی رہی تھی کہ سوئی زمین پر گر پڑی میں اسے تلاش کر رہی تھی کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے نکلنے والی نوری

شعاعوں سے میں نے وہ سوئی تلاش کرلی"۔(ابن عساکر)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی روشنی میں سوئی مل جانے کا واقعہ اتفاقاً نہیں ہوا بلکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں رات کے اندھیرے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی روشنی میں سوئی میں دھاگا ڈال لیا کرتی تھی"۔(خصائص کبریٰ)

سوزن گمشدہ ملتی تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں،

لواحی زلیخا لور أین جبینہ
لائرن بالقطع القلوب علی الایدی

"اگر زلیخا کو طعنے دینے والی عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منور پیشانی دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کی بجائے اپنے دل کاٹ دیتیں"۔(زرقانی)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو پہلی نظر میں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے یہود کے بڑے عالم تھے، پکار اٹھے "یہ مقدس اور نورانی چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا"۔(مشکوٰۃ)
حضرت حارث بن عمرو السھمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منیٰ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھے اور جو اعرابی آپ کا دیدار کرتا، بے اختیار کہہ اٹھتا، "یہ نورانی چہرہ بابرکت ہے"۔(ابو داؤد)
حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "مجھے قریش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور قاصد بھیجا، جب میری پہلی نظر حضور علیہ السلام کے چہرہ اقدس پر پڑی تو میرے دل میں اسلام داخل ہو گیا"۔(ابو داؤد)

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اس گل پاک منبت پہ لاکھوں سلام

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان سے اعلان نبوت نہ فرماتے تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و کمالات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت واضح ہو جاتی"۔ (تفسیر مظہری)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے،

لو لم تکن فیه آیات بینة
لکان منظره ینبیک بالخبر

"اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا اظہار نہ بھی ہوتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا منظر آپ کے نبی ہونے کی دلیل تھا"۔ (خصائص کبریٰ)

اہل مدینہ نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے کہا،

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

"ہم پر چودھویں کا چاند ثنیات الوداع پہاڑی سے طلوع ہوا"

حضرت عباد بن عبدالصمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ آپ نے کنیز سے کھانا لانے کے لیے کہا جب وہ لے آئی تو فرمایا رومال لا۔ وہ ایک میلا رومال لائی آپ نے تنور گرم کروا کے وہ رومال آگ میں ڈال دیا اور پھر اسے نکالا تو وہ دودھ کی طرح سفید نکلا ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ انھوں نے فرمایا، "یہ وہ رومال ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ اقدس مس کیا کرتے تھے جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے اسی طرح صاف کرتے ہیں کیوں کہ اس

شے پر آگ اثر نہیں کرتی جو انبیاء کرام علیہم السلام کے چہرہ مبارک سے مس ہو جائے"۔(ابو نعیم، خصائص کبریٰ)

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

3۔ جسم اطہر کی رنگت مبارک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی رنگت مبارک نہ تو بالکل سفید تھی جو آنکھوں کو بھلی نہ لگے اور نہ ہی گندمی بلکہ سرخی مائل سفید تھی جو ملاحت آمیز ہونے کی وجہ سے نہایت جاذب نظر تھی۔" ملاحت ایسی خوبی ہے جو دیکھنے میں خوشنما اور دلنشیں ہے جس کا ادراک ذوق سلیم ہی کر سکتا ہے"۔ (مدارج النبوۃ) اس ملاحت آمیز رنگت کو اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نے نمکین حسن سے تعبیر فرمایا ہے،

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی
ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سرخی مائل سفید تھا"۔(شمائل ترمذی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگت مبارک کو صحابہ کرام نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق بیان فرمایا لیکن یہ امر طے شدہ ہے کے آپ کے جسم اقدس کی رنگت روشن اور چمکدار تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اس

قدر سفید رنگ اور حسین تھے کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپ کا جسم چاندی میں ڈھالا گیا ہے۔ (شمائل ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روشن اور چمکدار رنگت والے تھے۔ (الوفا)

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی جلد مبارک تمام لوگوں سے زیادہ حسین و خوبصورت تھی۔ (مجمع الزوائد) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کا پھول جیسا کھلا ہوا رنگ تھا نہ بالکل سفید اور نہ گندمی (یعنی جاذب نظر تھا)۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "رسول معظم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک سفید تھا جس میں (سرخی مائل ہونے کی وجہ سے) ملاحت بھی تھی"۔ (مسلم)

ان کے حسن بالملاحت پر نثار
شیرہ جاں کی حلاوت کیجیے

برادر امام اہلسنت مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں،

دنیا کے حسینوں کو جو دینی تھی ملاحت
تھوڑا سا نمک ان کے نمک داں سے نکالا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نور مجسم صلی الہ علیہ وسلم کا رنگ

مبارک نہایت خوشنما اور چمکدار تھا، پسینہ مبارک آپ کے جسم اقدس پر ایسے دکھائی دیتا جیسے موتی۔ (بخاری، مسلم) حضرت ابو طالب کا یہ شعر صحابہ کرام میں بہت معروف تھا،

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

یہ گورے رنگ والا ہے جس کے صدقہ میں بارش مانگی جاتی ہے جو یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کا محافظ ہے"۔ (مدارج النبوۃ، خصائص کبریٰ)

4۔ قد مبارک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت دراز قد تھے اور نہ پست قامت بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا بے مثل شاہکار تخلیق فرمایا کہ جب آپ تنہا کھڑے ہوتے تو میانہ قد نظر آتے اور اپنے پروانوں کے جھرمٹ میں جلوہ گر ہوتے تو بلند قامت دکھائی دیتے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں، "حضور علیہ السلام میانہ قد والے سے قدرے لمبے اور زیادہ دراز قد سے قدرے پست تھے"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "آقا صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت دراز قد تھے اور نہ ہی بہت چھوٹے قد والے بلکہ آپ میانہ قد تھے"۔ (شمائل ترمذی)

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

ہے گل باغ قدس رخسار زیبائے حضور
سرو گلزار قدم قامت رسول اللہ کی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انور اور چہرہ اقدس کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے"۔ (ابن عساکر)

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا، نہ اتنا لمبا کہ آنکھوں کو برا لگے اور نہ اتنا چھوٹا کہ دیکھنے والوں کو حقیر نظر آئے۔ آپ دو شاخوں کے درمیان ایک ایسی شاخ کی طرح تھے جو سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور حسن و جمال میں نمایاں ہو"۔ (سیرت ابن کثیر)

یاد قامت کرتے اٹھیے قبر سے
جان محشر پر قیامت کیجیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب دو دراز قد مردوں کے ساتھ چل رہے ہوتے تو ان سے زیادہ بلند قد نظر آتے اور جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو جاتے تو وہ دونوں دراز قد دکھائی دیتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد نظر آتے"۔ (دلائل النبوۃ)

امام شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے عیاض میں اسکی حکمت یہ بیان فرماتے ہیں، "اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والوں کی آنکھوں میں یہ بات پیدا فرما دی تھی کہ آپ انہیں بلند قامت نظر آتے۔ یہ خصوصیت اسلیے عطا فرمائی گئی کہ کوئی شخص صورت کے لحاظ سے بھی نبی علیہ السلام سے بلند دکھائی نہ دے اور آپکی تعظیم میں اضافہ ہو۔ اسی لیے جب یہ ضرورت نہیں رہتی تو آپ اسی قد مبارک پر دکھائی دیتے ہیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی تھی"۔

طائران قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ نہیں تھا۔ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ذکوان (تابعی) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

"سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی میں نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں ہوتا تھا"۔ (خصائص کبریٰ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ جب آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپکے چہرہ اقدس کی نورانیت سورج پر غالب آجاتی اور جب آپ چراغ کے سامنے جلوہ فرما ہوتے تو آپکی نورانیت چراغ کی روشنی پر غالب آجاتی"۔ (الوفا)

امام ابن سبع فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا نور ہونے کی وجہ سے آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا"۔ (زرقانی)

امام قاضی عیاض مالکی، امام قسطلانی، امام رازی، امام ابن حجر، امام سیوطی، امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، امام احمد رضا محدث بریلوی اور بیشمار محدثین وائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہی بات بیان فرمائی ہے۔

قد بے سایہ کے سایہء مرحمت
ظل ممدود رأفت پہ لاکھوں سلام

ظل ممدود رأفت کا مطلب ہے، رحمت و عنایت کا کبھی نہ ختم ہونے والا سایہ۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قد انور کا سایہ نہیں ہے مگر آپ کی ذات اقدس تمام جہان پر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا دائمی سایہ ہے باری تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہمیں اس سایہء رحمت میں رکھے آمین۔ اسی بات کو دور حاضر کے ایک شاعر نے یوں بیان کیا ہے،

"لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

5- سر اقدس:

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس نہ چھوٹا تھا اور نہ بہت بڑا البتہ حسن اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ مواہب الدنیہ میں شیخ ابراھیم بیجوری کا قول منقول ہے کہ سر کا بڑا ہونا دماغی قویٰ کے کامل ہونے کے علاوہ سردار ہونے کی بھی علامت ہے۔ محدث علی قاری آپ کے سر اقدس کے عظیم ہونے کو آپکی رفعت شان اور عظمت پر دلیل قرار دیتے ہیں۔ (مرقاۃ ج ۱۱)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس موزونیت کے ساتھ بڑا تھا"۔ (شمائل ترمذی، بیہقی)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے آپ کے سر اقدس کا حسن اعتدال کے ساتھ بڑا ہونا بیان فرمایا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا"۔ (بخاری، مسند احمد)

چونکہ عرب میں سر کا چھوٹا ہونا عیب سمجھا جاتا ہے اور بہت بڑا سر حسین نہیں ہوتا اسلیے محدثین کرام فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام کا سر اقدس چھوٹا نہیں تھا بلکہ اعتدال کے ساتھ بڑا تھا اور آپکے حسن و جمال کو چار چاند لگا رہا تھا اس بات کی تائید مذکورہ بالا روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے،

لم ار بعده و لا قبله "آقا صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین و جمیل نہ میں نے آپ سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں"۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور پر اپنی محبوبیت کا تاج ایسے سجایا کہ ساری نعمتیں انہی کے در اقدس سے تقسیم ہوتی ہیں گویا جس کو جو کچھ خدا سے ملتا ہے در خیر الوریٰ سے ملتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں،

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

ابو جہل ملعون نے ایک بار جبیب کبریا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کو پتھر سے کچلنے کا ناپاک ارادہ کیا۔ جب حضور علیہ السلام حالت نماز میں تھے وہ اس ناپاک ارادے سے پتھر لیے قریب آیا اور پھر اچانک خوفزدہ ہو کر پیچھے پلٹا، اسکے جسم پر لرزہ طاری تھا اور پتھر اسکے ہاتھ سے زمین پر گر چکا تھا۔ اپنے ساتھیوں کے پوچھنے پر بولا، میں جب انکے قریب ہوا تو میں نے ایک مست اونٹ سامنے پایا، اتنے بڑے سر، لمبی گردن اور خوفناک دانتوں والا اونٹ میں نے کبھی نہیں دیکھا، اگر میں جان بچا کر نہ بھاگتا تو وہ مجھے پھاڑ کھاتا۔ آقا علیہ السلام نے یہ سنا تو فرمایا، وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے اگر ابو جہل میرے قریب آتا تو اسے ہلاک کر دیتے۔ (بیہقی، ابو نعیم)

6۔ موئے مبارک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ تو گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ ان دونوں کیفیات کے درمیان یعنی کچھ خمدار تھے۔ آپ کے بال مبارک پہلے کانوں کی لو تک ہوتے پھر بڑھ کر کانوں سے نیچے ہو جاتے اور کبھی دوش اقدس تک پہنچ جاتے۔

بعض لوگ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زلف مبارک کا ذکر کرنے پہ چراغ پا ہوتے ہیں کہ "یہ کون سا دین کی باتیں ہیں" وہ بنظر انصاف ان احادیث کریمہ کا مطالعہ فرمائیں جن میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک کا ذکر حضور علیہ السلام کے تربیت یافتہ صحابہ کرام نے فرمایا ہے وما توفیقی الا باللہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک نہ بالکل خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھے"۔ (بخاری)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک قدرے بل کھائے ہوئے تھے اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نہ نکالتے۔ جب بال مبارک بڑھ جاتے تو کان کی لو سے تجاوز کر جاتے"۔ (شمائل ترمذی)

اس حدیث پاک کی شرح میں علماء فرماتے ہیں کہ اگر آسانی سے مانگ نکل آتی تو آپ نکال لیتے اور اگر کنگھی کی ضرورت ہوتی تو کنگھی نہ ہونے کی صورت میں نہ نکالتے اور جس وقت کنگھی موجود ہوتی، آپ مانگ نکال لیتے۔ بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ابتدا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کی وجہ سے مانگ نہ نکالتے تھے پھر آپ اہل کتاب کی مخالفت میں مانگ نکالنے لگے جیسا کہ شمائل ترمذی کی ایک اور حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ تو زیادہ پیچ دار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ خمدار تھے" (شمائل

ترمذی) آپ ہی سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک نہایت حسین و خوبصورت تھے۔ (ابن عساکر)

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی حسین سفید رنگت اور آپ کی زلفوں کی گہری سیاہی کو نہیں بھول سکتا"۔ (ابن عساکر)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گیسوؤں کا ذکر ان پیارے الفاظ میں کرتے ہیں، "میں نے کوئی زلفوں والا سرخ جبہ میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل نہیں دیکھا آپ کے پیارے پیارے گیسو آپکے مبارک شانوں کو چھو رہے تھے"۔ (شمائل ترمذی)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ جب یہ بات بیان فرماتے تو ہمیشہ مسکرا دیتے۔ (دلائل النبوۃ)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ "جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسو مبارک کانوں کی لو تک تھے میں نے سرخ جبے میں ملبوس آپ سے بڑھ کر کوئی حسین نہ دیکھا"۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں اور دونوں شانوں کے درمیان تھے۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نصف کانوں تک تھے۔ (شمائل ترمذی)

ان احادیث مبارکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی دو حالتیں واضح ہیں ایک ابتدائی یعنی کان کے نصف یا کان کی لو تک گیسو مبارک ہوتے اور دوسری انتہائی کہ گیسوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شانوں کو چھونے لگتے نیز حجۃ الوداع کے موقع پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک منڈوا دینا بھی ثابت ہے۔ اب تینوں حالتوں کو عاشق صادق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے دو ایمان افروز اشعار میں ملاحظہ فرمائیں،

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو
آخر حج غم امت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

امام قرطبی خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں فرماتے ہیں، "نبی کریم کے بال مبارک پیدائشی طور پر کنگھی شدہ تھے"۔ اسلیے ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار کنگھی کرتے تھے"۔ (شمائل ترمذی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

شانہ ہے پنجہ قدرت ترے بالوں کے لیے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "آقا صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک پر اکثر تیل لگاتے اور داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے اور عمامہ مبارک کے نیچے ایک رومال رکھ لیتے (تاکہ عمامہ خراب نہ ہو)، وہ رومال تیل سے تر رہتا تھا"۔ (شمائل ترمذی)

اعلیٰ حضرت نے اسکی بہت خوب منظر کشی فرمائی ہے، فرماتے ہیں،

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ ہے جو امام اہلسنت کو اپنے آقا کی بارگاہ میں یوں لب کشا کرتا ہے،

دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو
سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کے موقع پر بال مبارک ترشوائے تو صحابہ کرام حلقہ باندھے ہوئے مستعد تھے کہ حضور علیہ السلام کا کوئی موئے مبارک زمین پر نہ گرے بلکہ ہم میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ آئے۔ (مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ آقا علیہ السلام نے اپنے موئے مبارک اپنے پروانوں میں خود تقسیم فرمادیے۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا، ہمارے پاس آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ یا انکے اہل خانہ سے ملے ہیں، تو حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "آقا علیہ السلام کا ایک بال مبارک میرے پاس ہونا مجھے دنیا اور اسکی تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب ہے"۔ (بخاری)

صحابہ کرام ان بالوں سے برکت حاصل کرتے تھے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک چاندی کی ڈبیا میں محفوظ تھا آپ اس موئے مبارک کو پانی میں ڈبوتیں، جو بیمار اس پانی کو پیتا شفا پاتا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ بعد وصال آقا علیہ السلام کا

موئے مبارک میری زبان کے نیچے رکھ دیا جائے پس ایسا ہی کر کے انہیں دفن کیا گیا۔ (الاصابہ) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بھی حضور علیہ السلام کے مبارک بال اور ناخن کے تراشے کفن میں رکھنے کی وصیت فرمائی، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں موئے مبارک سی رکھے تھے جس کی برکت سے وہ جنگوں میں فتح پاتے تھے۔ (بیہقی) جنگ یرموک میں انکی ٹوپی گر گئی تو دوران جنگ تلوار و نیزہ چلانے کی بجائے انہوں نے ٹوپی تلاش کی، بعد ازاں یہ وجہ بیان فرمائی کہ یہ ٹوپی جس جنگ میں میرے سر پر ہوتی ہے میں موئے مبارک کی برکت سے ضرور فتح پاتا ہوں۔ (مستدرک للحاکم، حجۃ اللہ علی العالمین)

ہم بھی عاشق صادق فاضل بریلوی کے لفظوں میں دعاگو ہیں،

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

7۔ جبین سعادت:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی کشادہ اور چمک دار تھی جس پر بیزاری اور دنیاوی تفکرات کے آثار تک نہ تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کشادہ تھی"۔ (دلائل النبوۃ) حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمکدار رنگت اور کشادہ پیشانی والے تھے"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آپ کی چمکدار پیشانی کے بارے میں فرمایا،

متیٰ یبد فی اللیل البھیم جبینہ

بلج مثل مصباح الدجی المتوقد

"جب اندھیری رات میں آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو روشن چراغ کی طرح چمکتی دکھائی دیتی" (دیوان حسان)

ابن عساکر اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں ایک روز چرخہ کات رہی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے نعلین پاک کو پیوند لگا رہے تھے میں نے آپکی جبین سعادت پر پسینہ کے قطرے دیکھے جن سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں میں اس خوبصورت منظر کو دیکھنے میں اپنا کام بھول گئی۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کی، آپ کی مبارک پیشانی پر پسینہ کے قطرے یوں لگ رہے ہیں جیسے نور کے ستارے ہوں۔ اگر اس کیفیت کو ابو کبیر ہذلی دیکھ لیتا تو وہ پکار اٹھا کہ میرے اس شعر کا مصداق حضور ہی ہیں،

اذا نظرت الی اسرة وجھه

برقت کبرق العارض المتھلل

"جب میری نگاہ انکے روئے تاباں پر پڑی تو اس کے رخساروں کی چمک ایسی تھی جیسے بادل کے ٹکڑے میں بجلی کوند رہی ہو"۔

حسان الہند، مجدد امت، اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں،

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنہیں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین سعادت پر سجدہ کرنے کا شرف حاصل ہوا، واقعہ یوں ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضور علیہ السلام کی پیشانی

مبارک پر سجدہ کر رہے ہیں، صبح آپ نے یہ خواب بارگاہ رسالت میں بیان کیا۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر سیدھے لیٹ گئے اور فرمایا، اپنی اس خواب کو سچ کر لو، چنانچہ آپ نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین اقدس پر سجدہ کیا۔ (مشکوٰۃ)

8۔ ابرو مبارک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک دراز و باریک اور محرابی صورت میں تھے۔ علامہ حلبی فرماتے ہیں، "دونوں ابروؤں کے درمیان اتنا کم فاصلہ تھا کہ غور سے دیکھنے پر واضح ہوتا"۔ (انسان العیون)

اسی لیے بعض صحابہ کرام نے ابرو مبارک کے باہم متصل ہونے کا ذکر کیا ہے جبکہ وہ حقیقت میں ملے ہوئے نہ تھے۔ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک باریک اور ملے ہوئے تھے"۔ (سیرت ابن کثیر)

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک خم دار، باریک، گھنے اور الگ الگ تھے، دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو جلال کے وقت سرخ ہو جاتی تھی"۔ (شمائل ترمذی)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ اس رگ کو رگ ہاشمیت قرار دیتے ہوئے یوں سلام عرض کرتے ہیں،

چشمہ مہر میں موج نور جلال

اس رگ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

محدث ابن جوزی روایت کرتے ہیں کہ وصال ظاہری کے وقت آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غسل دیا گیا تو سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے آقا علیہ السلام کے ابرو مبارک میں لگے ہوئے پانی کو چاٹ لیا اسی کے سبب انکا مبارک سینہ قرآن و حدیث کے اسرار و رموز کا گنجینہ بن گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ جس دن سے میں نے وہ پانی پیا ہے میری قوت حافظہ بہت بڑھ گئی ہے۔ (کنزالعمال)

9۔ چشمان مقدس:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھیں بڑی اور قدرتی طور پر سرمگیں تھیں آپ کی پرکشش آنکھیں خوب سیاہ اور خوبصورت تھیں اور انکی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے۔ ان چشمان مقدس پر گھنی، سیاہ اور لمبی پلکوں کا دلربا سایہ تھا۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھیں خوب سیاہ، سرمگیں اور پلکیں گھنی اور لمبی تھیں"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی مبارک پلکوں کا حسین اور دراز ہونا بیان فرمایا ہے۔ (دلائل النبوۃ)

امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس پلکوں کی تعریف یوں کرتے ہیں،

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ
ظلۂ قصر رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "جب بھی میں رحمت عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں کو دیکھا تو یہ سمجھا کہ آپ نے سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ ایسا نہیں تھا"۔ (شمائل ترمذی)

سرمگیں آنکھیں، حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لا مکاں تک جن کا رمنا نور کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کی سرخی کو کتب سابقہ میں نبوت کی ایک علامت قرار دیا گیا ہے (دلائل النبوۃ) حضرت ہند رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیچی نگاہ والے تھے اور آسمان کی بجائے زمین کی طرف زیادہ نظر فرماتے تھے۔ آپ کا دیکھنا آنکھ کے ایک گوشہ سے ہوتا تھا"۔ (شمائل ترمذی)

اپنی ایک میٹھی نظر کے شہد سے
چارہ، زہر مصیبت کیجیے

اللہ تعالیٰ نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں کو ایسی طاقت عطا فرمائی تھی کہ آپ بیک وقت آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے اور اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔ (زرقانی، خصائص کبریٰ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام رات کے اندھیرے میں بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں"۔ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غیب جاننے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جب تم رکوع و سجود کرتے ہو تو میں بیشک تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں"۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مالک کل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، "میری تم سے ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے

اور میں اس حوض کو یہیں سے دیکھ رہا ہوں"۔(بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "خدا کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا رکوع"۔(بخاری) ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا، "میں وہ وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے"۔(ترمذی)

ان احادیث مبارکہ معلوم ہوا کہ خشوع جو کہ دل کی ایک کیفیت ہے اور آنکھ سے دیکھی ہی نہیں جا سکتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھیں اسے بھی دیکھ لیتی ہیں۔ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مادی چیزوں کے علاوہ غیر مرئی چیزوں کو بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔

ایک بار عرفہ کی رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے دعائے مغفرت فرمائی، ارشاد باری تعالیٰ ہوا، میں نے سب کو بخشا سوائے ظالم کے کیونکہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔ آپ نے عرض کی، یارب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت میں کوئی اچھا درجہ عطا فرما اور ظالم کو بخش دے۔ یہ عرض قبول نہ ہوئی پھر صبح مزدلفہ میں حضور علیہ السلام نے یہی دعا مانگی تو قبول ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے آخر میں تبسم فرمایا، حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی، آقا! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، خدا آپ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے، آپ کے مسکرانے کا سبب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا، ابلیس کو جب علم ہوا کہ اللہ عزوجل نے امت کے حق میں میری دعا قبول فرمالی ہے تو میں نے دیکھا کہ وہ حسد کے باعث اپنے سر پر مٹی ڈال رہا ہے اور بخت حسرت و افسوس کر رہا ہے تو مجھے یہ دیکھ کر ہنسی آ گئی۔(ابوداؤد، ابن ماجہ)

آپ کی قوت بصارت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث پاک میں یوں بیان ہوئی ہے، مختار کل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، "اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو ظاہر فرمادیا پس میں دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں"۔ (طبرانی، ابو نعیم)

مجدد دین وملت، امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا ہے،

شش جہت سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال
دھوم "والنجم" میں ہے آپ کی بینائی کی
فرش تا عرش سب آئینہ، ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے امی! تری دانائی کی

دوسری جگہ حدائق بخشش میں یوں فرمایا،

سر عرش پر ہے تری گذر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک کو دیدار باری تعالیٰ سے مشرف ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے اپنے رب تعالیٰ کو احسن صورت میں دیکھا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "میں نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ہے"۔ (مسند احمد)

طبرانی نے معجم اوسط میں صحیح سند کے ساتھ آپ ہی سے روایت کیا ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا، ایک بار

سر کی آنکھوں سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔ (خصائص کبریٰ)
شارح مسلم امام نووی کا ارشاد ہے کہ اکثر علماء اسی بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے شب معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ (زرقانی)

مجدد برحق، شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

10۔ گوش مبارک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کان مبارک دلکش و حسین اور کامل و تام تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کے مبارک بال ہلکے خم دار، آنکھیں لمبی پلکوں والی، چہرہ انور حسین و پاکیزہ، داڑھی مبارک نہایت خوبصورت اور آپ کے دونوں کان مبارک کامل تھے"۔ (سیرت ابن کثیر)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے مبارک کانوں کی دلکشی کو یوں بیان فرماتی ہیں، "رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیاہ زلفوں کے جھرمٹ میں سے دونوں سفید کانوں کا دیدار ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے تاریکی میں دو چمکدار ستارے طلوع ہو گئے ہوں"۔ (ابن عساکر)

آپ کے مقدس کانوں کی قوت سماعت بھی قوت بصارت کی طرح معجزانہ شان رکھتی ہے۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، "میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، میں آسمان کی چرچراہٹ کو بھی سن رہا ہوں اور اسکو ایسا ہی کرنا چاہیے کیونکہ اس میں چار انگشت برابر جگہ بھی ایسی نہیں ہے

جہاں کوئی فرشتہ سجدہ میں نہ ہو"۔ (مسند احمد، ترمذی)

ایک اور حدیث میں فرمایا، "میں شکم مادر میں لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی آواز سنتا تھا"۔ (خصائص کبریٰ) حضور علیہ السلام قبروں میں دیے جانے والے عذاب کی آوازیں بھی سنتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کا درود بھی خود سنتے ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یعنی میری توجہ سلام بھیجنے والے کی طرف ہو جاتی ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں"۔ (مسند احمد، ابوداؤد، بیہقی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ وہ یوم مشہود ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی بندہ کسی جگہ سے بھی مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اسکی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا، ہاں! بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے"۔ اس حدیث کو حافظ منذری نے ترغیب میں ذکر کیا اور فرمایا کہ ابن ماجہ نے اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا۔ (طبرانی، جلاء الافہام)

سچی عقیدت و محبت سے آقا و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام کے تحفے پیش کرنے والوں پر حضور علیہ السلام خصوصی کرم فرماتے ہیں، آپ کا ارشاد گرامی ہے، "اہل محبت کا درود میں خود اپنے کانوں سے سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا بھی ہوں"۔ (دلائل الخیرات)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف دور و نزدیک ہی کی نہیں بلکہ گذشتہ اور آئندہ کی آوازیں بھی سماعت فرماتے ہیں جیساکہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے جنت میں چلنے کی آواز سماعت فرمائی۔ (بخاری، مسلم)

11۔ بینی مبارک:

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک خوبصورت اور اعتدال کے ساتھ دراز تھی نیز درمیان میں سے قدرے بلند تھی اس پر ہر وقت نور چمکتا رہتا اور جو شخص غور سے نہ دیکھتا وہ یہ سمجھتا کہ ناک مبارک اونچی ہے حالانکہ بینی مبارک بلند نہ تھی بلکہ یہ بلندی اس نور کی وجہ سے محسوس ہوتی تھی جو اسے گھیرے ہوئے تھا۔ جواہر البحار میں ہے کہ آپ کی بینی مبارک حسن تناسب اور موزونیت کے ساتھ پتلی تھی۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "آپکی بینی مبارک مناسب دراز، بلندی مائل اور نہایت خوبصورت تھی اس پر ہر وقت نور درخشاں رہتا (جس کی وجہ سے) غور سے نہ دیکھنے والا ناک مبارک کو بلند خیال کرتا"۔ (شمائل ترمذی)

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

12۔ رخسار مبارک:

جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک نرم وہموار، نہایت حسین

اور سرخی مائل سفید تھے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک نرم وہموار تھے"۔ (شمائل ترمذی)

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت قدس سرہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک کی نورانیت اور چمک دمک کا ذکر یوں فرماتے ہیں،

جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
انکے خد کی سہولت پہ بیحد درود
انکے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

13۔ دہن اقدس:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک حسن اعتدال کے ساتھ فراخ وکشادہ تھا آپ کو کبھی جمائی نہیں آئی کیونکہ جمائی شیطان کے اثر سے ہوا کرتی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام شیطان کے اثر سے محفوظ و معصوم ہیں۔ (زرقانی)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک فراخ تھا"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک کشادہ تھا"۔ (مسلم)

علماء فرماتے ہیں کہ عرب تنگ منہ کو ناپسند کرتے اور فراخ منہ کو اچھا جانتے تھے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن اقدس تو اسلیے باعظمت و باکمال تھا کہ اس سے نکلنے والی ہر بات اللہ تعالیٰ کی وحی ہوتی تھی جیسا کہ سورہ والنجم کی آیت ۳ اور ۴ میں ارشاد ہوا، "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ

تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے "۔ (کنزالایمان)

ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی روایت موجود ہے کہ قریش نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھنے سے منع کیا میں نے یہ بات بارگاہ نبوی میں عرض کی تو ارشاد ہوا، لکھو! خدا کی قسم اس منہ سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی نہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں،

وہ دہن جس کی ہر بات وحی. خدا
چشمہ. علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

غزوہ خیبر کے دن حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایسا زخم لگا کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ شہید ہوگئے۔ جب وہ آقا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دم فرمایا پھر انہیں کبھی تکلیف نہ ہوئی۔ (بخاری)

14۔ لعاب دہن مبارک:

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن مبارک زخمیوں اور بیماروں کے لیے شفا اور زہر کے لیے تریاق تھا۔ جب غار ثور میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے کاٹا تو اسکے زہر کا اثر آپ ہی کے لعاب دہن سے دور ہوا، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے آشوب چشم کی یہ دوا بنا، حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کی آنکھ غزوہ بدر میں پھوٹ گئی جو آپ کے لعاب دہن لگا کر دعا فرمانے سے پھر روشن ہوگئی۔ (زرقانی، خصائص کبریٰ)

غزوہ خندق کے دن آقا علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر آٹے اور سالن میں لعاب دہن ڈال دیا تو وہ تھوڑا سا کھانا ایک ہزار صحابہ کے لیے کافی ہوگیا، سب نے سیر ہو کر کھایا پھر بھی کھانا ایسے باقی رہا جیسے کسی نے کھایا

ہی نہیں۔(بخاری، مسلم)

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کنوئیں میں ڈال دیا تو اسکا پانی اتنا شیریں ہو گیا کہ ایسا میٹھا پانی کسی اور کنوئیں کا نہ تھا۔(زرقانی، خصائص کبریٰ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ڈول میں پانی لایا گیا آپ نے اس میں سے کچھ پانی پیا اور کچھ کلی کر کے ایک کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کنوئیں کے پانی میں سے کستوری کی مانند خوشبو آنے لگی۔(ابن ماجہ، بیہقی، زرقانی)

حدیبیہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر کے پانی کی ایک کلی خشک کنوئیں میں ڈال دی تو ۲۵ دن تک تمام لشکر اس پانی سے سیراب ہوتا رہا۔ (بخاری)

جس سے کھاری کنوئیں شیرہ، جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

15۔ زبان اقدس:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس وحی، الہیٰ کی ترجمان تھی آپ کی فصاحت و بلاغت کے سامنے عرب کے بڑے بڑے فصحا، گونگے نظر آتے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک بار بارگاہ رسالت میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سارے عرب کے فصحا، کو سنا ہے مگر آپ سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہ پایا۔ آپ نے فرمایا، "میرے رب نے میری تربیت فرمائی ہے اور میری پرورش بنی سعد میں ہوئی ہے" (زرقانی، خصائص کبریٰ)

مجدد امت، ولی، کامل، اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں،

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں، پتھروں، درختوں اور دیگر مخلوق کی بولیاں جانتے تھے اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں جنہیں مشکوۃ باب المعجزات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں کوئی شخص کسی بھی زبان میں گفتگو کرتا آپ اس سے اسی کی زبان میں کلام فرماتے کیونکہ آپ تمام مخلوق کی زبانیں جانتے ہیں۔ (کتاب الشفا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ واضح اور ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ سننے والا اسے بآسانی یاد کر لیتا۔ (شمائل ترمذی)

اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود

اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے امور تکوینیہ کا مالک و مختار بنایا ہے اسلیے آپکی زبان حق ترجمان سے جو بات بھی نکلتی ضرور پوری ہوتی۔ ایک بار ایک شخص نے تکبر کی وجہ سے بائیں ہاتھ سے کھایا، آپکے منع فرمانے پر بولا، میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اب کبھی طاقت نہ رکھے گا۔ چنانچہ پھر وہ اپنا ہاتھ کبھی منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

ایک مرتبہ دشمن رسول، حکم بن ابی العاص نے آپکو ستانے کے لیے منہ بگاڑا

آپ نے فرمایا، کن کذالک "ایسا ہی ہو جا" پھر اسکا چہرہ بگڑا ہی رہا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ (خصائص کبریٰ)

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

16۔ آواز مبارک:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اور لہجہ مبارک سارے انسانوں سے بڑھ کر حسین اور دلکش تھا آپ جب چاہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک دور و نزدیک کے سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر یکساں سن لیا کرتے تھے جیسا کہ سوا لاکھ سے زائد صحابہ کرام نے آخری حج میں آپکا خطبہ سنا۔ (نسائی، ابو داؤد)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حسین چہرے اور دلکش آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں سورہ والتین تلاوت فرمائی میں نے ایسی حسین آواز کبھی نہیں سنی۔ (بخاری و مسلم)

آپ ہی سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں خطبہ دیا آپ کی آواز اتنی بلند تھی کہ گھروں میں بیٹھی خواتین نے بھی آپکا وعظ سنا۔ (بیہقی، ابو نعیم) حضرت عبدالرحمان بن معاذ تمیمی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی بیان فرمایا ہے۔ (وسائل الوصول)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کا لہجہ رعب دار ہو جاتا اور آپ کی آواز مبارک بلند ہو جاتی گویا کہ آپ کسی لشکر کو ڈرا رہے ہیں کہ تم پر اب حملہ ہوا چاہتا ہے۔

(وسائل الوصول)

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مسحور کن لہجے میں گفتگو فرماتے تھے۔ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی آواز گونج دار تھی۔ (سیرت ابن کثیر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، "اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام خوبصورت چہرے اور دلکش آواز والے مبعوث فرمائے اور تمہارے نبی کا چہرہ سب سے زیادہ حسین وجمیل اور اسکی آواز سب سے زیادہ دلکش ہے"۔ (دار قطنی)

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

17۔ دندان اقدس:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کشادہ اور روشن و تاباں تھے اور موتیوں کی لڑی کی طرح دکھائی دیتے تھے ان کے درمیان باریک ریخیں تھیں جب آپ کلام یا تبسم فرماتے تو ان سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک نہایت چمکدار و کشادہ تھے جب آپ مسکراتے تو دندان اقدس (برف کے) اولوں کی طرح (سفید) نظر آتے۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تو آپکے منہ مبارک سے ایسا نور نکلتا کہ دیواریں روشن ہو جاتیں۔

نبہانی، جمع الوسائل) آپ سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کا جڑاؤ نہایت حسین تھا۔ (دلائل النبوۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک کے درمیان مناسب فاصلہ تھا جب آپ گفتگو فرماتے تو دانتوں کے درمیان سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔ (شمائل ترمذی، دارمی)

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

18- لب ہائے نازک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹ نہایت خوبصورت، لطیف و نازک اور سرخی مائل سفید تھے علامہ نبہانی امام طبرانی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے اقدس اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (انوار محمدیہ)

ایک دوسری روایت میں امام طبرانی نے آقا علیہ السلام کے مبارک ہونٹوں کا الطف یعنی نرم و نازک ہونا بیان فرمایا ہے۔ امام زرقانی فرماتے ہیں کہ بعض علماء کے نزدیک نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹ حسین، نرم و نازک اور حسن اعتدال کے ساتھ پتلے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں،

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو موتیوں کی لڑی معلوم ہوتی جس سے موتی جھڑ رہے ہوں"۔ (سیرت ابن کثیر)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وصف کو اور لب ہائے نازک کے دیگر اوصاف کو ایک شعر میں یوں سمو دیا ہے،

وہ گل ہیں لب ہائے نازک انکے کہ ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل، یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں لٹا دیا گیا تو میں نے آخری بار آپ کے چہرہ اقدس کا دیدار کیا۔ میں نے دیکھا کہ آقا علیہ السلام کے لب مبارک حرکت کر رہے ہیں میں نے کان نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے، اللھم اغفر لامتی یعنی "اے اللہ! میری امت کو بخش دے"۔

(کنز العمال، مدارج النبوۃ، حجۃ اللہ علی العلمین)

19- ریش مبارک:

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک نہایت خوبصورت اور گھنی تھی۔ چہرہ اقدس اور سینہ مبارک کو ایسے مزین و آراستہ کیے ہوئے تھی کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔ (مسلم)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک گھنی تھی۔ (شمائل ترمذی)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "میرے ماں باپ آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، آپ درمیانہ قد تھے، سرخی مائل سفید رنگت تھی اور گھنی داڑھی"۔ (ابن عساکر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی ریش مبارک کے بال نہایت سیاہ اور حسین و خوبصورت تھے اور دونوں اطراف سے برابر تھے۔ (ابن عساکر)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کو لمبائی اور چوڑائی میں تراشتے اور طول و عرض میں برابر رکھتے تھے۔ (ترمذی) فقہا، فرماتے ہیں کہ داڑھی مشت بھر رکھنا واجب ہے اور اس سے زائد بالوں کو تراشنا سنت ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے ان روایات کا خلاصہ صرف دو اشعار میں یوں بیان فرمایا ہے،

خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن
سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام
ریش خوش معتدل مرہم ریش دل
ہالہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن اقدس کے گرد داڑھی مبارک کا حسن و جمال دل موہ لیتا ہے آپ کا دہن مبارک علم و حکمت کی نہر ہے اور اس رحمت کی نہر کے گرد داڑھی مبارک سبزہ کا طرح دکھائی دیتی ہے آپ کی ریش مبارک پر لاکھوں سلام ہوں۔

آپ کی ریش مبارک متوازن اور نہایت خوبصورت ہے دراصل اسکا دیدار ہی دل کے زخموں کا مرہم ہے یوں لگتا ہے جیسے چہرہ انور کے چاند کے گرد ہالہ بنا ہوا ہے آپکی ریش مبارک پر لاکھوں سلام ہوں"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سراقدس اور ریش مبارک میں چودہ سے زائد سفید بال نہیں گنے۔ بعض روایات میں یہ تعداد ۱۸ یا ۲۰ بھی آئی ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ سراقدس کے سفید بال تیل لگانے پر ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

20۔ گردن مبارک:

نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک لمبی اور چاندی کی طرح چمکدار تھی۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک گردن (حسن اعتدال اور خوبصورتی میں) ایسے تھی جیسے کسی مورتی کی تراشی ہوئی گردن ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی کی طرح صاف و سفید اور چمکدار تھی۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت گردن حسن اعتدال کے ساتھ لمبی تھی۔ (دلائل النبوۃ)

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقا علیہ السلام کی مبارک گردن چاندی کی بنی ہوئی صراحی کی مانند تھی۔ (ابن عساکر)

21۔ دوش اقدس:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھے نہایت خوبصورت، فربہ اور مضبوط تھے، دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت اور جلالت کو مسحور کن بنا رہا تھا۔

محدث ابن سبع روایت کرتے ہیں کہ جب آقا علیہ السلام لوگوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ کے مبارک شانے سب سے اونچے نظر آتے۔ (زرقانی) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اقدس کے درمیان فاصلہ تھا اور آپکے جوڑ نہایت مضبوط تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے جوڑ بھاری اور مضبوط تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوش مبارک کی خوبصورتی یوں بیان فرماتے ہیں، "جب آقا علیہ السلام اپنے دوش اقدس سے کپڑا ہٹاتے تو وہ ایسے چمکدار نظر آتے جیسے چاندی کے بنے ہوئے ہیں"۔ (بیہقی، خصائص کبریٰ)

ایک ایمان افروز حدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں بیان فرمائی ہے اسکا خلاصہ پیش خدمت ہے، فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف میں داخل ہو کر بت توڑ دیے جو بت بلندی پر نصب تھے انکے متعلق آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ میرے کاندھوں پر سوار ہو کر انہیں توڑ دو۔ وہ عرض گذار ہوئے، آقا! میں یہ گستاخی نہیں کر سکتا آپ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں تو زہے نصیب۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے علی! تم نبوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکو گے۔ پھر شیر خدا سر تسلیم خم کرتے ہوئے آپکے دوش اقدس پر سوار ہوئے اور بت گرانے شروع کیے۔ آپ نے فرمایا، علی! کس حال میں ہو؟ عرض کی، میری نظروں سے تمام حجابات اٹھا دیے گئے ہیں گویا میرا سر عرش کے نزدیک ہے اگر میں ہاتھ بڑھاؤں تو جہاں چاہوں پہنچ جاؤں اور جو چاہوں حاصل کر لوں۔

پھر جب حضرت علی بت توڑ کر چھلانگ لگا کر نیچے آئے تو مسکرانے لگے۔ وجہ پوچھی گئی تو عرض کی، میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی مگر مجھے چوٹ نہیں آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی! تجھے چوٹ کیسے لگتی کہ تجھے

اوپر لے جانے والا میں تھا اور نیچے لانے والا جبریل امین (علیہ السلام)۔

دوش بر دوش ہے جن سے شان و شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

22۔ پشت مبارک:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کشادہ اور ایسی چمکدار و خوبصورت تھی کہ جیسے پگھلائی ہوئی چاندی ہے۔ حضرت محرش بن عبداللہ الکعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں عمرے کا احرام باندھ رہے تھے میں نے آپ کی پشت انور کی زیارت کی اور اسے ایسا پایا جیسے چاندی کو پگھلایا گیا ہو۔ (مسند احمد، بیہقی)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کشادہ تھی"۔ (دلائل النبوۃ)

بخاری و مسلم کی یہ حدیث شریف پہلے بیان ہو چکی جس میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں"۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اسی بات کو یوں بیان فرمایا،

روئے آئینہ علم پشت حضور
پشتی قصر ملت پہ لاکھوں سلام

ابن عساکر نے حضرت جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بار میں مکہ آیا تو وہاں سخت قحط سالی تھی، قریش نے ابو طالب کی خدمت میں عرض کی، لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہیں، تم خدا سے بارش مانگو۔ پھر ابو طالب سورج کی مثل روشن چہرے والے بچے کو لیکر نکلے چند اور بچے بھی ساتھ تھے، ابو طالب نے اس نورانی بچے کی پشت کعبۃ اللہ سے لگا دی اس حسین و جمیل بچے

نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی، دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر بادل چھا گئے اور اتنی بارش ہوئی کہ شہر اور دیہات سب سیراب ہو گئے اور قحط ختم ہو گیا۔
ابو طالب نے قریش کو اپنے اشعار میں اسی واقعہ کی یاد دلائی تھی،

وابیض یستسقی الغمام بوجھه : ثمال الیتمیٰ عصمة للارامل
یلوذ به الھلاک من آل ھاشم : فھم عنده فی نعمة وفواضل

"یہ گورے رنگ والا روشن چہرہ جس کے صدقہ میں بارش مانگی جاتی ہے یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کا محافظ ہے۔ بنو ھاشم جیسے اعلیٰ لوگ ہلاکت کے وقت ان سے فریاد کرتے ہیں اور وہ ان کے پاس آکر نعمتیں اور برکتیں پاتے ہیں"۔ (زرقانی، خصائص کبریٰ)

23۔ مہر نبوت:

حضور علیہ السلام کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان ایک نورانی گوشت کا ٹکڑا تھا جو بدن اقدس کے دیگر اجزاء سے ابھرا ہوا تھا اسے مہر نبوت کہتے ہیں یہ نبوت کی علامات میں سے تھی۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مہر نبوت کو دیکھا وہ مسہری کی گھنڈی جیسی تھی (جو کبوتری کے انڈے کے برابر بیضوی شکل میں ہوتی ہے)۔ (بخاری، مسلم) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ سرخ غدود کی طرح اور کبوتری کے انڈے کی مثل تھی۔ (مسلم)

عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے قریب ہو کر میری پشت ملو، میں نے پشت مبارک پر ہاتھ پھیرا تو میری انگلیاں مہر نبوت کو بھی لگیں انکے شاگرد نے پوچھا

مہر نبوت کیسی تھی؟ فرمایا، کچھ بالوں کا مجموعہ تھی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مہر نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ پشت انور پر ابھرا ہوا گوشت تھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقا علیہ السلام کی پشت اقدس پر گوشت کے ٹکڑے کی مانند مہر نبوت تھی جس پر گوشت سے ہی لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (حاکم، خصائص کبریٰ)

چونکہ مہر نبوت کے بارے میں روایات مختلف ہیں اسلیے بعض علماء ان میں تطبیق یوں دیتے ہیں کہ یہ تمام تشبیہات ہیں اور ہر شخص اپنے ذہن اور فہم کے مطابق تشبیہہ دیتا ہے اور امام قرطبی فرماتے ہیں کہ مہر نبوت کی مقدار بھی کم و زیادہ ہوتی رہتی تھی اور اسکا رنگ بھی مختلف اوقات میں مختلف ہوتا تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک راز تھا جس کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ احادیث مبارکہ سے کئی صحابہ کرام کا مہر نبوت کو چومنا بھی ثابت ہے۔

حجر اسود کعبہ ، جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

24۔ سینۂ اقدس:

نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ مبارک کشادہ اور چمکدار تھا۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ اقدس کشادہ اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، آپ مضبوط جوڑوں والے تھے، بدن کا کھلا رہنے والا حصہ بھی روشن و چمکدار تھا، سینہ سے ناف مبارک تک

افکار اسلامی

بالوں کا ایک باریک خط تھا اسکے سوا سینۂ مبارک کے اطراف اور پیٹ پر بال نہ تھے البتہ آپکے مبارک بازوؤں، شانوں اور سینۂ اقدس کے اوپری حصہ پر قدرے بال تھے۔ (شمائل ترمذی)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک بالوں سے صاف تھا (یعنی بہت کم بال تھے) البتہ سینۂ اقدس سے ناف مبارک تک بالوں کی باریک اور لمبی لکیر تھی۔ (شمائل ترمذی)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ انور کشادہ اور ہموار تھا اور چمک دمک میں چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔ (دلائل النبوۃ)

قرآن حکیم میں آپ کے سینۂ اقدس چاک کیے جانے کا ذکر سورہ الم نشرح میں ہے آپ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرح صدر کے لیے دعا فرمائی تھی جبکہ آقا علیہ السلام کو یہ دولت بن مانگے عطا ہوئی۔

علامہ نور بخش توکلی فرماتے ہیں کہ آپ کا سینۂ اقدس چار بار چاک کیا گیا (سیرت رسول عربی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اقدس پر سلائی کے نشان کی زیارت کی ہے۔ (مسلم)

شیخ الاسلام مجدد امت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود
شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام

25- شکم مبارک:

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک اور سینۂ اقدس ہموار اور برابر تھے یعنی نہ تو شکم اقدس سینۂ مبارک سے بلند تھا اور نہ ہی سینۂ مبارک شکم

اقدس سے۔ امام قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ فربہ نہ تھے بلکہ آپ کا جسم اقدس پھرتیلا اور کم گوشت تھا۔ (کتاب الشفا)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ اقدس اور شکم مبارک ہموار تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک کی زیارت کی، یوں محسوس ہوا جیسے ایک دوسرے پر رکھے ہوئے اور تہہ کیے ہوئے کاغذ ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

کتب احادیث و سیرت سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے مالک و مختار ہونے کے باوجود رضائے الٰہی کے لیے فاقے کرتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی حالت دیکھ کر رو پڑتیں، آپ شکم اقدس پر پتھر باندھ لیتے تاکہ کمر سیدھی رہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھلنی نہ دیکھی یہانتک کہ آپکا وصال ہوگیا۔ پوچھا گیا آپ لوگ جو کیسے کھاتے تھے؟ فرمایا، ہم انہیں پیس کر پھونک مارتے اور جو بچتا اسے پکا کر کھا لیتے۔ (بخاری)

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

26۔ قلب اطہر:

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر اسرار الہیہ اور معارف ربانیہ کا مرکز ہے۔ تمام کائنات میں اسی قلب انور کے انوار و کمالات کا فیض جاری ہے۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر سب سے پہلا

دل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے راز کا امین بنایا کیونکہ آپکی تخلیق سب سے پہلے ہوئی"۔ (مواہب اللدنیہ)

جواہر البحار میں ہے کہ "جو بار امانت نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر نے اٹھایا اسکا کوئی متحمل نہیں ہو سکتا تھا" اسی میں یہ بھی ہے کہ "ظاہری اخلاق جو کہ باطنی اخلاق کی علامت ہوتے ہیں، جب ان میں مخلوق میں سے کوئی بھی آپکے برابر نہ ہو سکا تو کسی کا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کے برابر بھی ہرگز نہیں ہو سکتا"۔

سورہ ق کی پہلی آیت کی تفسیر میں امام ابن عطا فرماتے ہیں، "اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کی قوت کی قسم ارشاد فرمائی کہ اس نے بلاواسطہ رب تعالیٰ سے گفتگو فرمائی اور دیدار الٰہی کی سعادت حاصل کی اور یہ آپکے حال و مقام کی بلندی ہی ہے" (کتاب الشفا)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس کو باری تعالیٰ نے اتنی طاقت عطا فرمائی کہ اس نے نزول قرآن کو قبول کیا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

"اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم ضرور اسے دیکھتے جھکا ہوا پاش پاش ہوتا"۔ (الحشر: ۲۱)

جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ وتر پڑھے بغیر سو جاتے ہیں اور پھر اٹھ کر بغیر وضو کیے وتر ادا فرماتے ہیں؟ فرمایا، اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں مگر میرا دل بیدار رہتا ہے۔ (بخاری)

محدث علی قاری فرماتے ہیں، یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ انکے

قلب اقدس ہر وقت ہر حالت میں بیدار اور جمال حق تعالیٰ کے مشاہدے میں مستغرق رہتے ہیں۔(جمع الوسائل) شب معراج میں جب نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اقدس شق کیا گیا تو سیدنا جبریل علیہ السلام نے قلب اطہر آب زمزم سے دھوتے ہوئے فرمایا، "اس دل میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں"۔(فتح الباری شرح بخاری)

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچہ ء راز وحدت پہ لاکھوں سلام

27۔ بازو مبارک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو مبارک نہایت خوبصورت، مضبوط اور حسن اعتدال کے ساتھ طویل تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام کے دونوں بازو عظیم تھے۔(طبقات ابن سعد)
یعنی بازو مبارک طویل اور قوت والے تھے۔ آپ ہی سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک کلائیاں موزونیت کے ساتھ لمبی تھیں۔(الوفا)
ولیء کامل مجدد امت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں،

جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک کلائیوں پر بال تھے اور آپ کی کلائیاں دراز تھیں۔(شمائل ترمذی)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بازوؤں کی طرح بغل مبارک بھی سفید تھی اور ان پر بہت کم بال تھے۔ جمع الوسائل اور جواہر البحار میں ہے کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلیں ہمیشہ خوشبو سے مہکتی رہتیں۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آیا کرتی۔(خصائص کبریٰ)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (دعائے استسقاء کے لیے) ہاتھ مبارک اتنے بلند کیے ہوئے دیکھا کہ آپکی مقدس بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی۔(بخاری)

28۔ دست اقدس:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک نرم، خوشبو دار اور بےحد خوبصورت تھے۔ آپ کے دست اقدس پر بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بیعت قرار دیا (الفتح: ۱۰) اور غزوہ بدر میں آپ کے کنکریاں پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کنکریاں پھینکنا ارشاد فرمایا۔(الانفال: ۱۷)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "میں نے کسی ریشم یا دیباج کو آپ کے دست اقدس سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ ہی مشک و عنبر وغیرہ کسی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر پایا"۔(بخاری)
حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ کے دست اقدس کو ریشم سے بھی زیادہ ملائم پایا"۔(الوفا) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم و ملائم تھے"۔(ابو نعیم)
آپ ہی سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لگاتے یا نہ لگاتے مگر آپ کے ہاتھ مبارک عطار کے ہاتھ کی طرح خوشبو دار ہوتے، آپ سے مصافحہ کرنے والے شخص کے ہاتھ سارا دن خوشبو سے مہکتے

رہتے اور آپ جس بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے وہ خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں نمایاں ہو جاتا۔ (ابن عساکر)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ پر گوشت تھے"۔ (شمائل ترمذی) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا کے بارے میں آپ ہی کا ارشاد ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نماز پڑھ کر تشریف لائے تو لوگ آپ کے دست اقدس پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے، میں نے بھی آپکا دست مبارک پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو اسے برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار پایا۔ (بخاری)

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، "زمین کے تمام خزانے میرے ہاتھ میں دے دیے گئے"۔ (بخاری، مسلم) آقا علیہ السلام ہی کے دست اقدس میں قیامت میں حمد کا جھنڈا دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ) مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا ہے"۔ (بخاری، مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس دست شفا اور مشکل کشا ہے۔ چند احادیث اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں،

۱۔ نماز فجر کے بعد مدینے کے لونڈی غلام پانی کے برتن لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم برکت کے لیے ان میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیتے۔ (مسلم)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر دست اقدس پھیر دیا تو وہ صحیح ہو گئی۔ (بخاری)

۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حافظہ مانگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر کر انکی جھولی میں ڈال دی پھر وہ کبھی کچھ نہ بھولے -(بخاری)

۴- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مقدمات کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت مانگی آپ نے انکے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی - وہ فرماتے ہیں، مجھے تمام زندگی کبھی کسی مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے شبہ نہ ہوا -(ابن ماجہ)

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

۵- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ غزوہ احد میں رخسار پر آپڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے آنکھ کو اسکی جگہ پر رکھ دیا تو وہ فوراً روشن ہو گئی -(کتاب الشفا، اصابہ)

۶- آپ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دست مبارک پھیر دیا تو انکا چہرہ انتقال تک تر و تازہ رہا -(خصائص کبریٰ)

۷- حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داد تھا آپ نے دست اقدس پھیرا سب داغ غائب ہوگئے -(اصابہ)

۸- حضرت اسید بن ابی ایاس کنانی رضی اللہ عنہ کے سینے پر دست اقدس رکھا اور چہرے پر پھیر دیا جب وہ کسی تاریک گھر میں داخل ہوتے تو وہ گھر روشن ہو جاتا -(ابن عساکر، خصائص کبریٰ)

۹- حضرموت کے لوگوں کے دلیل طلب کرنے پر آپ نے کنکریاں اٹھالیں اور ان کنکریوں نے آپ کے دست مبارک میں تسبیح پڑھی -(ابو نعیم، خصائص کبریٰ)

۱۰- حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ کے سر پر آپ نے اپنا دست اقدس

پھیر کر فرمایا، تجھ میں برکت دی گئی۔ پھر جب کسی انسان یا جانور کے جسم پر ورم ہو جاتا تو حضرت حنظلہ اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر ورم کی جگہ ملتے تو ورم اتر جاتا۔(احمد، زرقانی، خصائص کبریٰ)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دست اقدس کے فیوض و برکات کا ذکر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں،

جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

29۔ انگلیاں مبارک:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور آپکی مبارک انگلیوں کے بارے میں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کشادہ تھے اور آپ کی مبارک انگلیاں موزونیت کے ساتھ لمبی تھیں۔(شمائل ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام کی مبارک انگلیاں ہتھیلیوں کی جانب سے موٹی اور حسن اعتدال کے ساتھ دراز تھیں۔(الوفا)

مالک کل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی مبارک انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔(القمر:۱، صحیح بخاری)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے فیوض و برکات سے متعلق چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوران سفر پانی ختم ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھا تو انگلیوں سے پانی کے

چشمے جاری ہو گئے جس سے تین سو لوگوں نے وضو کیا (بخاری)

۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کا ذکر فرمایا ہے (بخاری)

۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن پانی ختم ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس ایک ڈول میں رکھا تو آپکی مبارک انگلیوں سے پانی چشموں کی طرح نکلنے لگا ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ اسوقت کتنے تھے؟ فرمایا، اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی ہوتا مگر ہم پندرہ سو تھے۔ (بخاری، مسلم)

۴- امام رازی فرماتے ہیں کہ ایک دن آقا علیہ السلام پانی کے کنارے جلوہ افروز تھے کہ عکرمہ بن ابوجہل (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) آگئے اور بولے، اگر آپ سچے ہیں تو دوسرے کنارے پر پڑے ہوئے فلاں پتھر کو بلائیے۔ آپ نے اپنی مبارک انگلی سے اشارہ فرمایا تو وہ پتھر پانی پر تیرتا ہوا حاضر ہو گیا اور اس نے انسانی زبان میں حضور علیہ السلام کے رسول برحق ہونے کی گواہی دی۔ پھر آپکے حکم پر پتھر وہیں چلا گیا۔ (تفسیر کبیر، زرقانی)

۵- حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ گھوارے میں لیٹے ہوئے چاند سے باتیں کر رہے تھے اور جس طرف آپ انگلی سے اشارہ فرماتے، چاند اسی طرف کو ہو جاتا تھا۔ (بیہقی، خصائص کبریٰ)

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

30- پنڈلیاں مبارک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو مبارک دیگر اعضا کی طرح گوشت سے پر

تھے جبکہ پنڈلیاں مبارک پتلی، چمکدار اور نہایت حسین تھیں۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مقدس پر گوشت تھے"۔ (دلائل النبوۃ)

انبیاء تہ کریں زانو انکے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیاں مناسب حد تک پتلی تھیں۔ (ترمذی)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابطح کے مقام پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس پنڈلیوں کی زیارت کی وہ منظر میرے ذہن میں ایسا محفوظ ہے کہ گویا آج بھی میں ان مقدس پنڈلیوں کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہجرت کی شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرتے ہوئے آپ کے قریب پہنچے تھے اور آپکی مقدس پنڈلیوں کی زیارت انہیں نصیب ہوئی تھی وہ ان کی چمک دمک کو یوں بیان فرماتے ہیں، "آپ کی مبارک پنڈلیاں یوں نظر آرہی تھیں جیسے کھجور کا خوشہ اپنے پردے سے باہر نکل آیا ہو"۔ (الوفا، سیرت ابن کثیر)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں،

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم
شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام

31- قدمین شریفین:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک نہایت خوبصورت،

افکار اسلامی

نرم اور گوشت سے پر تھے، انگلیاں حسن اعتدال کے ساتھ لمبی اور تلوے قدرے گہرے تھے۔ وصاف رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین گوشت سے پر تھے، انگلیاں مبارک خوبصورت اور مناسب طور پر لمبی تھیں، پاؤں کے تلوے قدرے گہرے تھے، قدم مبارک ہموار تھے اور ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہرتا تھا"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے (طبقات ابن سعد، زرقانی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک مناسب طور پر بڑے تھے۔ (بخاری)

حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، "مجھے اب بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اقدس کا حسن و جمال یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ پاؤں مبارک کے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی دوسری انگلیوں سے لمبی تھی"۔ (مسند احمد، انوار محمدیہ)

حضرت زارع رضی اللہ عنہ جب وفد عبدالقیس کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچے تو ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور پاؤں مبارک کو بوسے دیے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تو وہ نرم ہو جاتا اور اس پر قدم مبارک کا نشان نظر آتا۔ (بیہقی، زرقانی) آپ جس خاک پر چلتے تھے اس خاک پا اور راہ گزر کی اللہ تعالیٰ نے قسم

ارشاد فرمائی (البلد:۱) یہ حضور علیہ السلام کی عظمت و محبوبیت کی دلیل ہے۔

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

32۔ مقدس ایڑیاں:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑیاں مبارک زیادہ بھاری اور موٹی نہیں تھیں بلکہ پتلی تھیں یعنی ان پر گوشت کم تھا۔ (مسلم، ترمذی)

تاجدار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ایڑیوں کے حسن و جمال کو اعلیٰ حضرت نے یوں بیان فرمایا ہے،

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوش تر ایڑیاں
جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ کوہ احد پر تشریف لے گئے تو احد پہاڑ (خوشی سے) ہلنے لگا آپ نے اس پر پاؤں مبارک مارا اور فرمایا، اے احد! ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ فرماتے ہیں،

ایک ٹھوکر سے احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، " حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو

قوت اور وقار سے قدم اٹھاتے، آپ کا جھکاؤ آگے کی جانب ہوتا گویا بلندی سے اتر رہے ہوں"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپکی رفتار مبارک کے بارے میں فرماتے ہیں، "میں نے آپ سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا گویا آپکے لیے زمین لپیٹی جاتی تھی ہم لوگ مشقت سے تیز چل کر آپکے ساتھ ہوتے تھے اور آپ اپنی معمول کی رفتار سے چلتے تھے"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضور علیہ السلام حضرت ابوطالب کے ساتھ مقام ذی المجاز میں تھے کہ دوران سفر انہیں پیاس لگی، آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری سے اتر کر قدم مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا، جب ابوطالب سیر ہو چکے تو پھر آپ نے قدم مبارک اس جگہ رکھ دیا تو پانی بند ہو گیا۔ (ابن عساکر، کتاب الشفا، زرقانی)

ایک صحابی نے اپنی اونٹنی کے سست رفتار ہونے کی شکایت کی تو آپ نے اونٹنی کو پاؤں مبارک سے ٹھوکر لگائی، پھر وہ ایسی تیز ہو گئی کہ کسی کو اپنے سے آگے بڑھنے نہیں دیتی تھی۔ (مسلم)

33۔ خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر ایسا خوشبودار تھا کہ آپ جہاں سے گذرتے وہ راستے مہکنے لگتے، جو آپ سے مصافحہ کرتا اسکے ہاتھوں سے بھی خوشبو آنے لگتی آپ جس بچے کے سر پر دست رحمت پھیرتے وہ خوشبو کی وجہ سے پہچانا جاتا، آپ کے پسینۂ مبارک کی خوشبو کا دنیا کی کوئی خوشبو مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ چند احادیث کریمہ ملاحظہ ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "میں نے کوئی خوشبو یا عطر ایسا نہیں سونگھا جو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی خوشبو یا ریح مبارک یا پسینہ مبارک کی طرح خوشبودار ہو"۔ (بخاری، مسلم)

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے گذر جاتے وہ راستہ آپ کے جسم اطہر کی مہک یا آپکے پسینہ مبارک کی خوشبو کی وجہ سے ایسا معطر ہو جاتا کہ بعد میں وہاں سے گذرنے والے جان لیتے کہ یہاں سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ہیں۔ (بیہقی، ابو نعیم، مشکوۃ)

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میرے ماں باپ آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی، آپ جیسا نہ پہلے کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہو گا۔ (ابن عساکر)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر پڑھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے جانے لگے کچھ لڑکے راستے میں ملے حضور نے ہر ایک کے رخسار پر دست شفقت پھیرا لیکن میرے دونوں رخساروں پر دست مبارک پھیرا۔ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو اسطرح محسوس کی جیسے آپ نے اپنا ہاتھ مبارک عطر فروش کے ڈبے سے نکالا ہے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے گھر میں بستر پر آرام فرما تھے میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آرہا ہے تو انہوں نے ایک شیشی میں آپکے بابرکت پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اور فرمایا، ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملائیں گے تاکہ وہ زیادہ خوشبودار ہو جائیں، دوسری روایت میں یہ ہے کہ ہم اسے برکت کے لیے اپنے بچوں کو لگاتے ہیں، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم ٹھیک کرتی ہو۔(مسلم)

بخاری شریف کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد جب مجھے اور میرے کفن کو خوشبو لگائی جائے تو یہ پسینہ مبارک ضرور لگایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

امام طبرانی سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک لے گیا اور اسکے اہل خانہ نے اسے استعمال کیا تو اسکا گھر ایسی عمدہ خوشبو سے مہک اٹھا کہ اہل مدینہ میں" بیت المطیبین" یعنی خوشبو والوں کا گھر مشہور ہو گیا۔(زرقانی، خصائص کبریٰ)

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

والله جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے جس راستے سے گذر جاتے وہ راستہ آپکے جسم اقدس کی خوشبو سے ایسا معطر ہو جاتا کہ بعد میں گزرنے والے جان لیتے کہ یہاں سے آقا گزرے ہیں۔

(خصائص کبریٰ)

عنبر زمین، عبیر ہوا، مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگذر کی ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں، "مدینہ طیبہ کے لوگ یہاں کی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبوئیں محسوس کرتے ہیں جن کے مقابلے میں دنیا کی تمام خوشبوئیں ہیچ ہیں"۔ (جذب القلوب)

عاشق مدینۃ النبی، اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں،

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر
رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

34۔ فضلات مبارکہ:

"حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے فضلات مبارکہ طیب و طاہر ہیں امام اعظم ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور شافعی مذہب کے بعض اکابر ائمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام کے فضلات مبارک کی طہارت اور پاکیزگی پر قوی دلائل موجود ہیں اور ائمہ کرام نے اسے آقا علیہ السلام کے خصائص میں شمار کیا ہے"۔ (ردالمختار شرح در مختار)

نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارکہ بول و براز وغیرہ امت کے حق میں طیب و طاہر تھے مگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کے سبب وہ آپ کے لیے نجاست کا حکم رکھتے تھے۔ (فتاویٰ رضویہ)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بارگاہ نبوی میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بیت الخلا تشریف لے جاتے ہیں جب آپ کے بعد میں وہاں جاتی ہوں تو مجھے کچھ نظر نہیں آتا بلکہ

کستوری سے بھی عمدہ خوشبو آتی ہے۔ ارشاد فرمایا، ہم انبیاء کرام کے اجسام جنتی ارواح کی صفت پر پیدا کیے جاتے ہیں (اسی لیے ہمارا بول و براز اور پسینہ لطیف و پاکیزہ اور خوشبو دار ہوتا ہے) اور ان سے جو کچھ نکلتا ہے اسے زمین نگل لیتی ہے۔ (ابو نعیم، کتاب الشفا، زرقانی، خصائص کبریٰ)

امام قاضی عیاض کتاب الشفاج ا میں، امام زرقانی شرح مواہب ج ۴ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ج ا میں فرماتے ہیں، "جب نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپکے بول و براز کو نگل لیتی تھی اور وہاں سے عمدہ اور پاکیزہ خوشبو آیا کرتی تھی"۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا مجھے پیاس محسوس ہوئی میں اٹھ کر اسے پانی سمجھ کر پی گئی کیونکہ وہ اپنی بہترین خوشبو کی وجہ سے مجھے پیشاب محسوس ہی نہ ہوا۔ صبح آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو میں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو اسے پانی سمجھ کر پی لیا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے اور فرمایا، آج کے بعد تجھے کبھی پیٹ کی کوئی بیماری نہ ہوگی۔ (مستدرک للحاکم، دلائل النبوۃ لابی نعیم، خصائص کبریٰ للسیوطی، شرح مواہب للزرقانی)

اسی طرح ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی برکت نامی کنیز نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب مبارک پی لیا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ام یوسف! تجھے کوئی بیماری لاحق نہ ہوگی سوائے موت کے مرض کے۔ (خصائص کبریٰ) امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے امام دار قطنی نے اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے (مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۸۵)

امام قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو اس عورت کو کلی کرنے کا حکم دیا اور نہ اس سے یہ فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مسلم اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما کا شکوہ کیا ہے کہ انہوں نے صحیح مسلم و صحیح بخاری میں اس حدیث کو کیوں شامل نہ کیا۔ (کتاب الشفا ج ا ص ۵۴)

امام قسطلانی نے مزید فرمایا، مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب مبارک اور خون مبارک کو بطور تبرک استعمال کیا جاتا تھا (مواہب لدنیہ) حافظ ابن حجر شافعی فرماتے ہیں کہ ائمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارکہ کے پاک و طاہر ہونے کو آپ کی خصوصیت قرار دیا ہے (فتح الباری شرح بخاری) امام نووی شارح مسلم، امام اعظم ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ کرام نے بھی یہی بیان فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوا کر خون دیا اور فرمایا کہ اسے کسی جگہ چھپا دو تو انہوں نے وہ خون پی لیا۔ آپ کے دریافت فرمانے پر عرض کی، میں نے آپکا خون اسلیے پی لیا کہ میں جانتا ہوں جس میں آپکا خون ہوگا اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔ ارشاد فرمایا، بیشک تو دوزخ کی آگ سے بچ گیا، مگر افسوس ان پر جو تجھے قتل کر دیں گے اور افسوس کہ تو ان سے نہ بچے گا۔ (مستدرک، ابو یعلی، بیہقی، کتاب الشفا، زرقانی، خصائص کبریٰ، عمدۃ القاری شرح بخاری)

اب آخر میں ایک اور ایمان افروز حدیث ملاحظہ فرمایئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی منافق کے پاس تشریف لے گئے، آپ دراز گوش پر سوار تھے اس منافق نے

شدید ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کہا، اپنے جانور کو دور لے جاؤ اسکی بدبو نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ یہ سنتے ہی ایک انصاری صحابی نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ کی قسم! آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی خوشبو تم سے زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہے"۔ (صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلح)

اسکی شرح میں محدثین فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام کے دراز گوش نے پیشاب کیا تو اس منافق نے ناگواری کا اظہار کیا جس پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے آقا علیہ السلام کی سواری کے گدھے کے پیشاب کی بو کو اس منافق سے اور کستوری سے بھی بہتر فرمایا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری)

سبحان اللہ! صحابی کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے کہ وہ گدھے کے پیشاب کی بو کو کستوری سے بہترین صرف اسلیے قرار دے رہے ہیں کہ وہ انکے آقا علیہ السلام کی سواری کا جانور ہے۔ ثابت ہوا کہ جب ایمان دل میں راسخ ہو جاتا ہے تو ہر وہ شے محبوب و پیاری ہو جاتی ہے جسکی نسبت آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جائے۔

عارف کامل امام سیدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام سراج البلقینی (جو کہ حافظ ابن حجر کے استاد ہیں) فرمایا کرتے تھے۔ "اللہ تعالیٰ کی قسم! کاش مجھے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز نصیب ہو جائے تو میں اسے شوق و محبت سے کھاؤں اور پیوں"۔ (الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر)

باری تعالیٰ ہمیں بھی اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارکہ کی سچی تعظیم و محبت نصیب فرمائے آمین۔

35- حسن سراپا:

آخر میں اہل محبت کے جذب و کیف کو فزوں کرنے کے لیے وصاف رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ

وجہ سے مروی مکمل حدیث پاک کا ترجمہ پیش خدمت ہے تاکہ ایک ہی بار مکمل سراپائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شمع رسالت کے پروانوں کے مشام جاں معطر کردے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک سے بخوبی واقف تھے میری خواہش تھی کہ وہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مجھ سے بیان کریں تاکہ میں انہیں یاد رکھ سکوں اور دل و دماغ میں بسالوں۔ انہوں نے فرمایا،

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات والا صفات کے لحاظ سے بھی بڑی شان والے تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی عظمت والے تھے۔ آپ کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ آپ میانہ قد والے سے قدرے لمبے اور زیادہ دراز قد سے قدرے پست تھے آپ کا سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک قدرے خم دار تھے، اگر سر کے بالوں میں خود بخود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے، جب بال مبارک بڑھ جاتے تو کانوں کی لو سے تجاوز کر جاتے۔

آقا علیہ السلام کا رنگ مبارک ہنایت چمکدار اور پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ آپ کے ابروئے مبارک خمدار، باریک، گھنے اور ایک دوسرے سے جدا تھے۔ ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت سرخ ہو جاتی تھی۔ آپ کی ناک مبارک بلندی مائل اور ہنایت خوبصورت تھی اس پر ایک نور چمکتا تھا جس کی وجہ سے غور سے نہ دیکھنے والا آپ کی ناک مبارک کو بلند سمجھتا۔ آپ

کی داڑھی مبارک گھنی اور رخسار مبارک نرم اور ہموار تھے۔

دہن اقدس اعتدال کے ساتھ فراخ تھا دندان مبارک حسین و خوبصورت تھے اور سامنے کے دانتوں کے درمیان باریک باریک ریخیں بھی تھیں۔ سینۂ اقدس سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک لکیر تھی آپ کی گردن مبارک ایسی حسین اور پتلی تھی کہ جیسے کسی مورت کی گردن صاف تراشی ہوئی ہو اور رنگت میں چاندی کی طرح صاف اور خوبصورت تھی۔ آپ کے تمام اعضائے مبارکہ نہایت معتدل، پر گوشت اور کسے ہوئے تھے۔ پیٹ مبارک اور سینۂ اقدس برابر و ہموار تھے۔ سینۂ اقدس کشادہ اور چوڑا تھا، دونوں کندھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا۔

آپ کے بدن مبارک کے جوڑ مضبوط اور طاقتور تھے۔ جسم اقدس کا کھلا رہنے والا حصہ بھی روشن و چمکدار تھا۔ سینۂ اقدس سے ناف مبارک تک بالوں کی لکیر تھی اسکے علاوہ سینۂ اقدس کے اطراف اور شکم مبارک بالوں سے خالی تھے۔ البتہ دونوں کلائیوں، کندھوں اور سینۂ مبارک کے بالائی حصہ پر قدرے بال تھے۔ آپ کی مبارک کلائیاں دراز اور مقدس ہتھیلیاں فراخ تھیں نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم مبارک پر گوشت تھے۔

آپکے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں مناسب طور پر لمبی تھیں۔ پاؤں مبارک کے تلوے قدرے گہرے تھے قدم مبارک ہموار تھے اور ان پر پانی نہیں ٹھہرتا تھا۔ آپ جب چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے، قدم مبارک زمین پر آہستہ رکھتے اور چھوٹے چھوٹے قدم چلنے کی بجائے مناسب کشادہ قدم رکھتے۔ جب چلتے تو معلوم ہوتا کہ گویا بلندی سے اتر رہے ہیں جب کسی کی طرف دیکھتے تو پورے بدن کے ساتھ پھر کر توجہ

فرماتے۔

آپ نیچی نگاہ والے تھے اور آسمان کی بجائے زمین کی طرف زیادہ نظر رکھتے تھے آپ کا زیادہ تر دیکھنا گوشہ، چشم (آنکھ کے کنارے) سے ہوتا (یعنی شرم و حیا کے باعث آنکھ بھر کر نہ دیکھتے) آپ چلنے میں صحابہ کرام کو آگے روانہ فرماتے، خود پیچھے تشریف لاتے اور جب کسی سے ملتے تو سلام کرنے میں خود ابتدا فرماتے"۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے پوتے حضرت محمد بن ابراھیم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارکہ بیان فرماتے تو کہا کرتے کہ:

"رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے قد کے تھے اور نہ ہی زیادہ چھوٹے قد کے بلکہ میانہ قد تھے۔ آپ کے بال مبارک نہ تو زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ خمدار تھے آپ کا جسم اقدس نہ تو موٹا تھا اور نہ ہی آپ کا چہرہ انور بالکل گول تھا البتہ چہرہ اقدس میں تھوڑی سی گولائی تھی آپ کا رنگ مبارک سرخی مائل سفید تھا۔

آپ کی مقدس آنکھیں نہایت سیاہ و سرمگیں اور پلکیں گھنی اور لمبی تھیں آپ کے جسم اقدس کے جوڑ مضبوط تھے اور شانوں کے درمیان کی جگہ بھی پرگوشت اور مضبوط تھی۔ آپ کے بدن مبارک پر بال نہیں تھے (یعنی بہت کم بال تھے) البتہ سینہ اقدس سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی آپ کے ہاتھ اور قدم مبارک پرگوشت تھے۔

جب آپ کہیں تشریف لے جاتے تو قوت سے پاؤں مبارک اٹھاتے گویا بلندی سے اتر رہے ہوں اور جب کسی کی طرف دیکھتے تو پورے بدن کے ساتھ توجہ

فرماتے۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ آخری نبی ہیں۔ آپ سب سے زیادہ سخی دل والے، سب سے زیادہ سچی زبان والے، ہنایت نرم طبیعت اور شریف ترین گھرانے والے تھے۔

جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا وہ (آپکے حسن وجمال اور رعب و وقار کے باعث) مرعوب ہو جاتا اور جو آپ کو جان پہچان سے دیکھتا وہ آپ سے محبت کرتا اور آپکی تعریف کرنے والا ہر شخص یہ کہتا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا (صاحب حسن وجمال اور صاحب فضل وکمال) نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

مذکورہ دو احادیث مبارکہ کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک سے متعلق جس حدیث پاک کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی وہ ایک ضعیف العمر صحابیہ حضرت ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور اسے ائمہ حدیث حاکم، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو بھی تسکین قلب و روح کا ذریعہ بنائیے۔ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

۔نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں حسن وجمال والے تھے، آپ کا جسم اقدس حسن تخلیق کا بے مثل شاہکار تھا، چہرہ اقدس ملاحت سے بھرپور اور شکم مبارک ہموار تھا، آپ کے حسن وجمال کو چھوٹا سر معیوب نہ بنا رہا تھا، آپ ہنایت حسین وجمیل اور خوبرو تھے۔

آپ کی مقدس آنکھیں سیاہ اور بڑی، پلکیں اعتدال کے ساتھ لمبی، آواز مبارک گونجدار، آنکھیں سرمگیں، ابرو باریک اور ملے ہوئے، گردن مبارک

حسین و چمکدار اور داڑھی مبارک گھنی تھی۔
جب آپ خاموش ہوتے تو پروقار دکھائی دیتے اور جب کلام فرماتے تو چہرہ انور مزید پروقار اور بارونق ہو جاتا، دل موہ لینے والی، آسان اور واضح گفتگو فرماتے۔
آپ کا کلام نہ تو بے فائدہ ہوتا اور نہ ہی بیہودہ۔ آپ کی گفتگو موتیوں کی لڑی معلوم ہوتی جس سے موتی جھڑ رہے ہوں۔
آقا علیہ السلام دور سے دیکھنے پر زیادہ بارعب اور خوبصورت دکھائی دیتے اور قریب سے دیدار کرنے پر نہایت نرم خو و شیریں اور سب سے زیادہ حسین و جمیل نظر آتے۔
آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا، نہ اتنا لمبا کہ آنکھوں کو برا لگے اور نہ اتنا چھوٹا کہ دیکھنے والوں کو حقیر نظر آئے۔ آپ دو شاخوں کے درمیان ایک ایسی شاخ کی طرح تھے جو سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور حسن و جمال میں نمایاں ہو۔
آپ کے ساتھی آپ کے گرد پروانہ وار رہتے، جب آپ گفتگو فرماتے تو وہ غور سے سنتے اور جب آپ انہیں حکم دیتے تو وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے۔ آپ سب کے مخدوم و محترم تھے اور ترش رو نہ تھے اور نہ ہی آپ کے فرمان کی مخالفت کی جاتی تھی"۔

(سیرت ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۱)

بارگاہ الہیٰ میں عاشقان مصطفیٰ علیہ السلام ایسی ہی دعا کرتے ہیں،

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا، ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوہ، پاک رسول دکھا، تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم

اللھم ارزقنا زیارۃ النبی الکریم الرؤف الرحیم
علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم آمین۔

باب چہارم

اخلاق عظیم

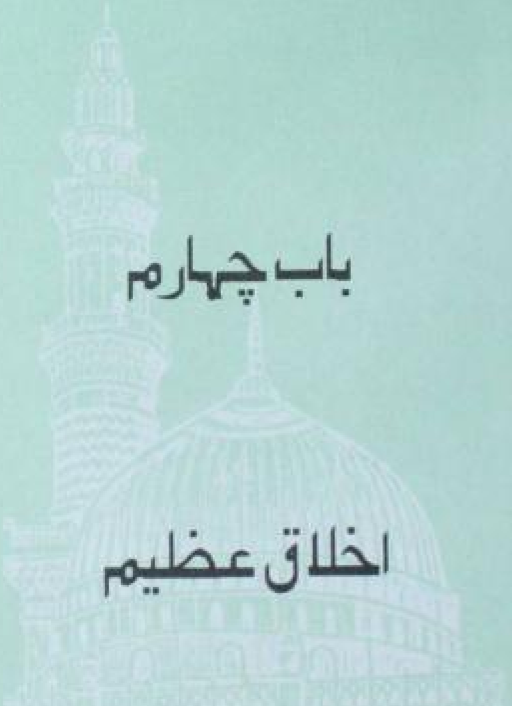

افکارِ اسلامی

افکارِ اسلامی

اخلاق حسنہ:

اگر کسی شخص میں کوئی ایک خوبی پائی جائے تو اہل دانش اسے عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس خوبی کی وجہ سے اس کی تعریف کرتے ہیں کہ فلاں بہت سخی ہے یا فلاں بہت بہادر ہے یا فلاں بہت صابر وشاکر ہے، تو جس ذات بابرکات میں پسندیدہ اخلاق اور کمالات اور خوبیاں اس کثرت سے پائی جائیں کہ ذہن انہیں شمار کرنے سے اور زبان انہیں بیان کرنے سے عاجز ہو جائے اور کسب و محنت کے ذریعے ان خصائص وکمالات کا حصول ممکن نہ ہو، اس مقدس ذات کی تعریف کا حق ادا کرنا ممکن نہیں۔

امام قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ عزوجل کے سوا کسی میں یہ طاقت ہی نہیں کہ وہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص وکمالات کا احاطہ کر سکے"۔ مزید فرماتے ہیں، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و اخلاق عالیہ ایسے ہیں کہ جن میں محنت وکسب کا کوئی دخل نہیں، بلکہ یہ اخلاق حسنہ آپ کی جبلت میں پیدائشی طور پر موجود تھے۔ آپ کی ذات بابرکات میں تمام محاسن وکمالات فطری طور پر اس طرح جمع فرما دیے گئے تھے کہ کوئی خوبی اور کمال اس کے احاطے سے باہر نہیں تھا"۔ (کتاب الشفا)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کے اخلاق حسنہ کی عظمت یوں بیان فرمائی ہے، ارشاد ہوا، "(اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) بیشک آپ کی خو یعنی اخلاق حسنہ بڑی عظمت اور شان والے ہیں"۔ (القلم: ۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، کان خلقہ القرآن یعنی "نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن تھا"۔ (مسلم، احمد، ابوداؤد)
خود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، "میں محاسن اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں"۔ (موطا امام مالک)
حلم و عفو، صبر و استقامت، جود و سخا، عدل و انصاف، شجاعت و استقلال، شرم و حیا، شفقت و رحمت، ایفائے عہد و صلہ رحمی، تواضع و انکساری، صداقت و ایمانداری، ایثار و مہمان نوازی، زہد و قناعت، سادگی و بے تکلفی، حسن ادب و حسن سلوک غرض یہ کہ حسن اخلاق کا وہ کون سا پہلو ہے جو آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیم کا حصہ نہ ہو۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تمام اخلاق جمیلہ اور خصائل حمیدہ کی جامع ہے۔

علم و عقل مبارک:

امام شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں،

فاق النبین فی خلق و فی خلق
ولم یدا نوہ فی علم ولا کرم

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حسن و جمال اور باطنی حسن و اخلاق میں تمام انبیاء کرام پر فوقیت رکھتے ہیں اور علم و کرم میں بھی کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے قریب نہیں پہنچ سکا"۔

تمام اوصاف و کمالات کا سرچشمہ عقل ہوتی ہے اسی سے علم و عرفان کے دریا نکلتے ہیں۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ کے حسن تدبیر کے بارے میں غور کرے وہ جان لے گا کہ عرب اسوقت دنیا کی وحشی ترین قوم تھی جسے کسی تہذیب و تمدن کی ہوا تک نہ لگی تھی، نہ انکے سامنے ماضی کی تاریخ تھی نہ مستقبل کے اندیشے، جنکے پاس تعلیم و تدریس کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، اس وحشی

قوم کی تربیت آپ نے اس انداز سے کی کہ چند ہی سالوں میں انکی کایا پلٹ گئی، قتل و غارت گری کی جگہ محبت اور ایثار انکا شعار بن گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے جس والہانہ عشق و محبت کا انہوں نے عملی مظاہرہ کیا وہ دنیا کی تاریخ کا ایک حیرت انگیز باب ہے، باپ نے میدان جنگ میں بیٹے کو للکارا، بیٹے نے باپ کو قتل کیا، شوہر نے بیوی کو اور بیوی نے شوہر کو چھوڑ دیا، آپ ہی کی خاطر لوگوں نے اپنے گھر بار چھوڑ دیے، یہ تمام انقلاب آفریں حقائق اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی دانا اور عقلمند نہیں ہوا۔ (وسائل الوصول)

امام زرقانی اور امام قاضی عیاض نے ابن عساکر و ابو نعیم کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ " حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عقل کے سامنے تمام انسانوں کی عقلیں دنیا کے تمام ریگستانوں کے مقابلے میں ریت کے ایک ذرے کی مانند ہیں" ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل مبارک اور آپ کے علوم و معارف کا ہماری محدود و ناقص عقلیں اندازہ ہی نہیں کر سکتیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ اگر یوں کہا جائے کہ عقل کے ہزار حصے ہیں جن میں سے نو سو ننانوے حصے حضور علیہ السلام کے پاس ہیں اور ایک حصہ تمام لوگوں کے پاس، تو یہ کہنا بھی صحیح ہے کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے انتہا کمالات ثابت ہیں تو جو کچھ بھی کہا جائے گا بیجا نہ ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ " بیشک ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں " (الکوثر: ۱) امام نووی " تہذیب " میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق کی تمام خوبیاں اور کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں جمع فرما دیے

تھے، آپ کو تمام اولین و آخرین کے علم سے نوازا گیا، اگرچہ آپ امی نبی تھے یعنی آپ نے کسی انسان سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا تھا لیکن اسکے باوجود آپ کو وہ علوم عطا فرمائے گئے جن سے کائنات میں کوئی آگاہ نہ تھا، آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ نے دنیا کے مال و متاع کے بجائے ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔ (وسائل الوصول)

قاضی عیاض فرماتے ہیں، "وہ تمام علوم جن پر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا ان میں ماکان و مایکون (جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا) کا علم، اپنی قدرت کے عجائبات اور اپنی عظیم بادشاہت کے علوم بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

"اور (اے محبوب) تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے" (النساء: ۱۱۳، کنزالایمان)

حقیقت یہ ہے کہ آپ کے فضل و کمال کا اندازہ کرنے میں عقلیں حیران اور آپ کے اوصاف کا قصہ بیان کرنے سے زبانیں گونگی ہیں اور نہ ہی اسکی انتہا تک پہنچ سکتی ہیں"۔ (کتاب الشفا)

اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے معطر و معنبر گلدستے سے چند مہکتے ہوئے پھول پیش خدمت ہیں۔

۱۔ حلم و عفو:

کسی کی زیادتی پر طاقت کے باوجود ضبط کرنا حلم اور کسی کی غلطی پر مؤاخذہ نہ کرنا عفو و درگذر کہلاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں یہ اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔

ارشاد ربانی ہے، "اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگذر کریں"۔ (النور: ۲۲)
دوسری جگہ فرمایا گیا، "اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو"۔ (الاعراف: ۱۹۹، کنزالایمان)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہ لیا لیکن جب آپ اللہ تعالیٰ کی متعین فرمودہ حدود کی بے حرمتی یعنی شرعی احکام کی خلاف ورزی دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کے لیے غضب ناک ہوتے اور اس کا بدلہ لیتے"۔ (بخاری)
آپ ہی سے مروی دوسری حدیث ہے کہ "رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں اونچی آواز سے گفتگو نہ فرماتے اور نہ ہی آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیا کرتے بلکہ معاف کر دیتے اور درگذر فرماتے"۔ (شمائل ترمذی)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کشادہ رو، نرم عادت اور نرم مزاج رہتے تھے۔ آپ بد اخلاق نہ تھے اور نہ ہی سخت دل، نہ چلانے والے، نہ بدگوئی کرنے والے، نہ عیب ڈھونڈنے والے اور نہ ہی تنگی کرنے والے۔ آپ جس چیز کی خواہش نہ رکھتے اس سے خود تو چشم پوشی فرماتے لیکن دوسروں کو مایوس نہ فرماتے اور خود اس کی دعوت قبول نہ فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک اعرابی ملا اور اس نے آپ کی چادر مبارک پکڑ کر آپ کو نہایت زور سے کھینچا۔ میں نے دیکھا کہ اس اعرابی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر چادر کے نشان پڑ گئے ہیں، اعرابی بولا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس

میں سے مجھے بھی دینے کا حکم کیجیے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھ کر ہنس دیے اور اسے کچھ مال دینے کا حکم فرمایا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے اپنے ہاتھ مبارک سے کبھی کسی کو نہیں مارا (خادم کو یا عورت کو)۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "ایک اعرابی نے (احترام مسجد سے ناواقف ہونے کی وجہ سے) مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام اسے مارنے کے لیے بڑھے تو حضور صلی علیہ وسلم نے فرمایا، اسے جانے دو اور پانی کا ڈول لا کر بہا دو کیونکہ تم نرم گیر بنا کر بھیجے گئے ہو سخت گیر نہیں"۔ (بخاری)

حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ پہلے یہودی عالم تھے۔ قبول اسلام سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک مقررہ مدت کے لیے قرض لیا تھا۔ وہ مدت پوری ہونے سے تین دن پہلے آگئے اور قرضے کی واپسی کے لیے بھرے مجمع میں سختی سے تقاضہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کھینچ کر کہا، عبدالمطلب کی اولاد کا یہی طریقہ ہے کہ لوگوں کا مال واپس کرنے میں بہانہ کرتے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا۔ وہ غضب ناک لہجے میں بولے، "اے خدا کے دشمن! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے، اگر حضور کا خیال نہ ہو تو ابھی تیری گردن اڑا دوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر! تمہیں چاہیے تھا کہ اسے تم محبت سے سمجھاتے کہ نرمی سے تقاضہ کرے اور مجھے ادائے حق کے لیے کہتے۔ پھر آپ نے فرمایا، "اس کا قرض ابھی ادا کرو اور بیس صاع زیادہ دینا کیونکہ تم

نے اسے ڈرایا دھمکایا ہے"۔
مال لیتے ہوئے حضرت زید حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، "اے عمر! اصل بات یہ ہے کہ میں نے توریت میں آخری نبی کی جتنی نشانیاں پڑھی تھیں وہ سب میں نے دیکھ لیں تھیں سوائے ان دو کے اول یہ کہ ان کا علم جہل پر غالب رہے گا اور دوم انکے ساتھ جتنا زیادہ جہل کا برتاؤ کیا جائے گا اتنا ہی انکا حلم بڑھتا جائے گا۔ چنانچہ آج میں نے یہ دونوں نشانیاں بھی دیکھ لیں اب میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں"۔ (دلائل النبوۃ، زرقانی)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ آپ نے ان سے صرف اتنا فرمایا، مجھے اپنا چہرہ نہ دکھایا کرو۔ اسی طرح ہندہ بنت عتبہ جنہوں نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائیں حضور نے انہیں بھی معاف فرمادیا۔ تاریخ عالم میں ایسے حسن اخلاق کی مثال نہیں ملتی۔

2۔ صبر و استقامت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبر و استقامت کا پیکر تھے۔ راہ حق میں آپ کو بیشمار تکلیفیں اور اذیتیں دی گئیں مگر آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا، "تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا"۔ (الاحقاف: ۳۵)
دوسری جگہ ارشاد ہوا، "اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے"۔ (النحل: ۱۲۷، کنزالایمان)
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا آپ کو صادق و

امین کہنے والے جانی دشمن بن گئے اور آپ پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیا۔ آپ جب گھر میں ہوتے تو صحن میں پتھر اور گندگی پھینک دیتے۔ راستے میں کانٹے بچھا دیتے جس سے آپ کے مبارک تلوے لہولہان ہو جاتے۔ ایک بار سراقدس پر کیچڑ پھینک دیا، ایک مرتبہ منیٰ میں دعوت حق دیتے ہوئے شیطان صفت کافروں نے آپکو نرغے میں لے لیا، گالیاں دیں اور پتھر برسائے۔ ان مصیبتوں کے باوجود آپ صبر و استقامت کے ساتھ انکی ہدایت کے لیے دعا فرماتے رہے۔

ایک دن آپ خانہ کعبہ میں دعوت حق دے رہے تھے کہ کفار نے آپکو مارنا شروع کر دیا۔ حضرت حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کو کسی نے خبر دی۔ وہ دوڑے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے نرغے سے نکال لیا لیکن کافروں نے انھیں تلواریں مار کر شہید کر دیا۔ اسی طرح جب بنی ہاشم کے افراد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دی تو عقبہ بن ابی معیط اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈال کر مروڑنے لگا۔ آپکی تکلیف دیکھ کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا وہ بچانے کے لیے آگے بڑھے تو مشرکوں نے انھیں اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔

ایک دن عقبہ ملعون نے خون اور گوبر سے بھری ہوئی اوجھڑی لاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر رکھ دی جبکہ آپ سجدے کی حالت میں تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آکر اس نجاست کو پشت مبارک سے دور کیا اور شریروں کو برا کہا۔ حضور اقدس نے فرمایا، "بیٹی صبر کرو، اللہ تعالیٰ ان نادانوں کو ہدایت دے گا یہ نہیں جانتے کہ انکی بھلائی کس بات میں ہے"۔

ابو جہل ملعون آپ کو اکثر پتھر مارا کرتا تھا ایک دن اس ملعون نے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کو زدو کوب کیا۔ اسکی یہ ناپاک حرکت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا باعث بنی۔ اسی دشمن رسول کے ہاتھوں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہانے شہادت پائی جوکہ اسلام میں پہلی شہادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے والوں پر اور آپکی دعوت قبول کرنے والوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے، مگر انکے پائے استقامت میں ذرا سی جنبش نہ آئی۔

قریش کے بے حد دباؤ پر جب حضرت ابو طالب نے آپ کو تبلیغ سے باز رکھنے کی کوشش کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، "اے چچا جان! خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو میں حق کہنے سے باز نہیں آؤں گا خواہ اس راہ میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے"۔

اعلان نبوت کے ساتویں سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اہل خاندان کو شعب ابی طالب میں نظر بند کر دیا گیا، نہ کسی سے مل سکتے تھے نہ خرید و فروخت کر سکتے تھے۔ غلہ ختم ہو گیا تو فاقے ہونے لگے عورتیں اور بچے بھوک سے بیتاب ہو کر روتے اور چلاتے مگر کافروں کو ترس نہ آتا تین سال یہ بائیکاٹ رہا، ان مصیبتوں کے باوجود آپ دین کی تبلیغ فرماتے رہے۔

جب آپ تبلیغ اسلام کے لیے طائف تشریف لے گئے تو وہاں کافروں نے اتنے پتھر برسائے کہ جسم اقدس کے ہر حصے سے خون بہا اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے پھر بھی آپ نے انکے خلاف دعا نہ فرمائی اور صبر کیا۔ طائف سے واپسی پر ایک فرشتے نے خدمت اقدس میں عرض کی، اگر اجازت ہو تو طائف کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں؟ ارشاد فرمایا، میں یہ نہیں چاہتا کیونکہ مجھے امید ہے کہ انکی آئندہ نسلیں خدائے واحد پر ایمان لائیں گی۔

قریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہہ کر گالیاں دیا کرتے مگر آپ فرماتے، دیکھو رب تعالیٰ کس طرح قریش کی گالیوں سے مجھے محفوظ رکھتا ہے کہ وہ مذمم کہہ کر گالیاں دیتے اور لعنت کرتے ہیں حالانکہ میں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں"۔(بخاری)

جب کفار و مشرکین کی ایذار سانیاں حد سے بڑھ گئیں تو آپ نے اپنا گھر بار چھوڑ کر راہ خدا میں ہجرت فرمائی۔ غزوہ احد میں آپ کے دندان مبارک زخمی کر دیے گئے اور آپ کا چہرہ اقدس خون آلودہ ہوا اسکے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے لیے یہ دعا فرمائی، "اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما یہ لوگ میرے منصب کو نہیں پہچانتے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات اور مصائب کا ذکر ایک حدیث پاک میں یوں فرمایا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ اتنا کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے اتنا زیادہ ستایا گیا کہ اتنا کسی اور کو نہیں ستایا گیا، ایک مرتبہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال (رضی اللہ عنہ) کے لیے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلال نے اپنی بغل میں چھپا رکھا تھا"۔(شمائل ترمذی)

3۔ جود و کرم اور سخاوت:

اگر قیمتی اور فائدہ مند چیز خوشی سے خرچ کی جائے تو یہ کرم ہے اور سخاوت یہ ہے کہ اپنا مال دوسروں کے لیے آسانی سے خرچ کیا جائے اور بری کمائی سے بچا جائے، اسی کو جود بھی کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا، "اور اپنی جانوں

پر ان (مستحقین) کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں"۔ (الحشر: ۹، کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ جود و کرم والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کسی کے سوال کو رد نہ فرماتے، موجود ہوتا تو عطا فرماتے اور نہ ہوتا تو قرض لے کر دیتے یا عطا کرنے کا وعدہ فرماتے اور سائل سے معذرت فرماتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کا بھی سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں "نہیں" نہ فرمایا۔ (شمائل ترمذی)

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت ماہ رمضان میں بہت زیادہ ہو جاتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

ایک بار کسی شخص نے سوال کیا کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں ہیں سب اسے دے دی جائیں۔ آپ نے وہ ساری بکریاں اسے عطا فرما دیں۔ اس نے اپنے قبیلے والوں سے جا کر کہا، تم اسلام قبول کر لو، خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ مال کے ختم ہونے کا اندیشہ دل میں لاتے ہی نہیں۔ (مشکوٰۃ)

ایک بار آقا علیہ السلام نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تب بھی میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ اسمیں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین راتوں تک رہ جائے سوائے اس کے جو قرض

ادا کرنے کے لیے ہو۔ (بخاری)

ایک دفعہ کسی شخص نے بارگاہ رسالت میں سوال کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے لیکن تم میرے نام پر اپنی ضرورت کی چیزیں خرید لو جب میرے پاس کچھ آئے گا تو ادا کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو پہلے بھی دے چکے ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں بنایا ہے۔ حضور کو یہ بات پسند نہ آئی ایک انصاری عرض گذار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خرچ کرتے جائیں کیونکہ مالک عرش آپکو مال کی کمی کا اندیشہ کبھی لاحق نہیں ہونے دے گا۔ یہ سنکر آپ مسکرائے اور چہرہ انور پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے آپ نے فرمایا، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے دن مجھے مال عطا فرماتے رہے اور اتنا مال عطا فرمایا کہ پہلے آپ میری نظر میں انتہائی ناپسندیدہ شخص تھے پھر آپ میرے نزدیک محبوب ترین ہو گئے۔ (ترمذی)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مالی امور کے نگراں یا خزانچی تھے آپ فرماتے ہیں کہ "آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مال جمع نہ رہتا، بعثت مبارکہ سے وصال ظاہری تک مالی معاملات میرے سپرد رہے جب کوئی بھوکا ننگا مسلمان آپکے پاس آتا آپ مجھے حکم دیتے اور میں کسی سے قرض لے کر اسکے کھانے اور پہننے کا انتظام کرتا"۔ (کتاب الشفا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

نصف وسق غلہ قرض لے کر ایک سائل کو عطا فرمایا۔ جب قرض خواہ وصولی کے لیے آیا تو اسے پورا وسق دیتے ہوئے فرمایا، نصف تمہارا قرض ہے اور نصف ہماری عطا ہے۔ (کتاب الشفا)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے بارگاہ نبوی میں چادر کا ہدیہ پیش کیا آپ اس چادر کو بطور تہبند باندھ کر تشریف لائے تو کسی صحابی نے عرض کی، کتنی اچھی چادر ہے! یہ مجھے عطا فرما دیجیے۔ آپ جب مجلس سے تشریف لے گئے تو وہ چادر اتار کر اس صحابی کو بھجوا دی۔ صحابہ کرام اس سے کہنے لگے تم نے اچھا نہیں کیا کہ یہ چادر مانگ لی جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اس صحابی نے کہا، اللہ تعالٰی کی قسم! میں نے یہ چادر صرف اسلیے مانگی کہ یہ میرا کفن بنے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ چادر اس صحابی کا کفن ہی بنی۔ (بخاری)

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے جابر! اپنا اونٹ مجھے بیچ دو۔ انہوں نے عرض کی، میرے آقا! مفت حاضر ہے۔ فرمایا، مفت نہیں چاہیے بیچ دو۔ انہوں نے ارشاد کی تعمیل کی۔ حضور نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اونٹ کی قیمت ادا کرنے کا حکم دیا پھر حضرت جابر سے فرمایا، اے جابر! قیمت اور اونٹ دونوں لے جاؤ اللہ تعالٰی تمہیں یہ دونوں مبارک کرے۔ (بخاری، مسلم)

4 ۔ صدق وامانت:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر صدق و امانت کے پیکر تھے۔ آپ کے بدترین دشمن بھی اعلان نبوت سے قبل آپ کو "صادق" اور "امین" کہا کرتے تھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کو اسلام کی دعوت دینا چاہی تو پہلے ان سے دریافت فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لیے آرہا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرلو گے ؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا، "بیشک ہم یقین کریں گے کیونکہ ہم نے تم کو ہمیشہ سچ ہی بولتے دیکھا ہے" ۔(بخاری)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے یہود کے بڑے عالم تھے ایمان لانے سے قبل جب انکی نظر چہرہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو دیکھتے ہی پکار اٹھے، "یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں" ۔(مشکوٰۃ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا"ہم تم کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن جو دعوت و پیغام تم لائے ہو، ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں" ۔ (ترمذی)

کتاب الشفا میں ہے کہ غزوہ بدر کے روز اخنس بن شریق نے ابوجہل سے تنہائی میں دریافت کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے ؟ تو ابوجہل نے جواب دیا، "خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں اور جھوٹ تو وہ کبھی بولتے ہی نہیں" ۔

شاہ روم ہرقل نے ابوسفیان سے (جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ سوال کیا کہ کیا نبوت کے اعلان سے قبل تمہیں ان پر کبھی جھوٹ بولنے کا گمان ہوا ؟ ابوسفیان نے جواب دیا، ہرگز نہیں انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا" ۔(کتاب الشفا)

حارث بن عامر ان فتنہ پرور اور شریر لوگوں میں سے تھا جو لوگوں کے سامنے حضور علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا کرتے تھے لیکن جب گھر والوں کے ساتھ

تنہائی میں ہوتا تو کہتا، "خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہرگز جھوٹے نہیں ہیں" ۔ (مدارج النبوۃ) گویا آپ کی صداقت ایسی مسلم حقیقت ہے کہ جس کا انکار بدترین دشمن بھی نہ کر پاتے تھے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری کا بھی کافروں کو اعتراف تھا اسی لیے وہ آپ کو امین یعنی امانت دار کہا کرتے تھے۔ کتاب الشفا میں ہے کہ کفار دور جاہلیت میں آپ سے اپنے فیصلے کروایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آسمانوں میں امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں" ۔

یہی وجہ تھی کہ کفار و مشرکین باوجود آپ سے مخالفت و دشمنی کے اپنا مال و دولت وغیرہ آپ ہی کے پاس امانت رکھوایا کرتے تھے اور کسی اور کو آپ سے بڑھ کر امانت دار نہیں سمجھتے تھے۔ جب کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی پوری تیاری کر لی اور حضور علیہ السلام کو ہجرت کا حکم ہو گیا اس مشکل وقت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی امانتوں کی فکر تھی۔ اس لیے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ یہ کام بھی لگایا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں انہیں واپس کر کے مدینہ منورہ آئیں۔ (مدارج النبوۃ)

آقا علیہ السلام اپنے غلاموں کو بھی اخلاق حسنہ اپنانے کی بیحد تاکید فرماتے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے، "تم لوگ اپنے نفس کے بارے میں میرے لیے چھ چیزوں کے ضامن بن جاؤ میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ وہ چھ باتیں یہ ہیں، جب تم بات کرو تو سچ بولو، جب وعدہ کرو تو پورا کرو، جب امانت دی جائے تو حفاظت سے ادا کرو، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنے ہاتھ (ناجائز کاموں سے) روک لو" ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

5۔ ایفائے عہد:

وعدہ پورا کرنا اسلامی اخلاق کا اہم جزو ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وعدہ پورا فرماتے خواہ وہ مسلمان سے کیا ہوتا یا کافر سے، اور اپنے پرائے سبھی اس حقیقت کے معترف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ابو سفیان نے ہرقل روم کے دربار میں یہ گواہی دی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی عہد شکنی نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ بن ابی الحسماء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اعلان نبوت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خرید و فروخت کی اور آپ کا کچھ بقایا رہ گیا میں نے وعدہ کیا کہ میں اسی جگہ وہ چیز لے کر آتا ہوں پھر میں بھول گیا۔ تین دن بعد مجھے یاد آیا اور میں وہاں پہنچا تو حضور کو اسی جگہ پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے مجھ پر مشقت ڈال دی میں تین دن سے یہیں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ قبول اسلام سے قبل قریش کے سفیر بن کر مدینہ منورہ آئے نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ کفر سے نفرت ہو گئی بارگاہ نبوی میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اب واپس مکہ نہیں جاؤں گا۔ حضور نے فرمایا، "میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ ہی قاصدوں کو اپنے پاس روکتا ہوں اب تم واپس جاؤ بعد میں چاہو تو آ جانا"۔ چنانچہ ابو رافع واپس چلے گئے پھر دوبارہ مدینہ شریف آئے اور اسلام قبول کیا۔ (ابوداؤد)

غزوہ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اور انہیں ایک ایک آدمی

افکار اسلامی

کی اشد ضرورت تھی۔ حذیفہ بن یمان اور ابو حسیل رضی اللہ عنہما بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مکہ سے آ رہے تھے کہ راستے میں ہمیں کفار نے گرفتار کر لیا اور پھر اس شرط پر رہا کیا کہ ہم جنگ میں آپ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ لیکن یہ عہد ہم نے مجبوراً کیا تھا ہم جہاد میں ضرور حصہ لیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، "ہر گز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور میدان جنگ سے واپس چلے جاؤ ہم ہر حال میں اپنا وعدہ پورا کریں گے اور ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے"۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ تینوں اوصاف یعنی سچ بولنا، امانت دار ہونا اور وعدے کی پابندی کرنا اپنے غلاموں کو اپنانے کی بارہا تعلیم دی ہے اور ان تینوں اوصاف سے محروم رہنے والے کو منافق قرار دیا ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد گرامی ہے، "منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے اور جب اسکے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے"۔ (بخاری، مسلم)

6۔ عفت و حیا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے، "تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"۔ (النجم: ۲ تا ۴، کنزالایمان)

آپ کے سیدھی راہ پر ہونے کی گواہی رب تعالیٰ نے دوسرے مقام پر یوں دی ہے ارشاد ہوا، "بیشک تم سیدھی راہ پر ہو"۔ (الحج: ۶۷) ان آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام ہر قسم کی خطا و غلطی سے معصوم ہیں۔ اعلان نبوت سے قبل یا بعد آپ سے کبھی کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔

قرآن حکیم میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا کا ذکر فرمایا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہوا، " بیشک تمہاری اس بات سے نبی کو ایذا ہوتی تھی لیکن وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے (اور حیا کے باعث کچھ نہیں کہتے تھے)" ۔ (الاحزاب: ۵۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کنواری پردہ نشیں دوشیزہ سے بھی زیادہ حیادار تھے ۔ (بخاری)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو ناپسندیدگی کے آثار آپ کے چہرہ انور سے ظاہر ہو جاتے (مگر آپ حیا کے سبب منہ سے کچھ نہ فرماتے) ۔ (شمائل ترمذی)

علماء فرماتے ہیں کہ " حیا وہ خوبی ہے جو برائی کے ارتکاب سے بچانے کا موجب اور حق دار کے حق میں کوتاہی سے محفوظ رکھنے کا باعث ہے" ۔ حدیث پاک میں حیا کو ایمان کا جزو کہا گیا ہے ۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں کمال درجہ کی حیا تھی حدیث پاک میں وارد ہے کہ آپ نے کبھی کسی ایسی عورت کو نہیں چھوا جس کے آپ مالک نہ ہوں ۔ آپ رفع حاجت کے لیے اس قدر دور نکل جاتے کہ لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے اور آپ اسوقت تک کپڑا نہ ہٹاتے جب تک بیٹھ نہ جاتے ۔ آپ شرم و حیا کے باعث اکثر نگاہیں نیچی رکھتے ۔ (شمائل ترمذی)

آپ جب آرام کے لیے تشریف لے جاتے تو چادر اوڑھ لیتے اور سر ڈھانپ لیتے ۔ (وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول) جب کوئی خطاکار خدمت اقدس میں حاضر ہو کر معافی چاہتا تو آپ حیا سے گردن جھکا لیتے (ترمذی)

آپ حیا کے باعث کسی کے چہرے کو مسلسل دیکھتے ہوئے گفتگو نہ فرماتے اگر کسی میں کوئی ایسی بات نظر آتی جو آپ کو مکروہ و ناپسند ہوتی تو آپ یہ نہ فرماتے

کہ فلاں شخص ایسا کہتا یا کرتا ہے بلکہ آپ نام لیے بغیر اس بری بات کی مخالفت فرماتے۔ (مدارج النبوۃ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ طبعاً فحش گو تھے اور نہ ہی بہ تکلف فحش یا غیر اخلاقی گفتگو فرماتے، آپ نہ تو اونچی آواز میں گفتگو فرماتے اور نہ ہی بازاروں میں شور کرتے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم فحش کہنے والے نہ تھے آپ کسی پر لعنت کرنے والے یا برا کہنے والے بھی نہیں تھے جب آپ کسی پر غصہ فرماتے تو یوں ارشاد فرماتے، "اسے کیا ہوا، اسکی پیشانی خاک آلود ہو"۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے گھر میں آنے کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا، یہ اپنے قبیلے کا برا شخص ہے۔ پھر اجازت عطا فرمائی جب وہ داخل ہوا تو نہایت نرمی سے گفتگو فرمائی جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کی، آقا! پہلے تو آپ نے وہ بات فرمائی اور پھر نرمی سے گفتگو فرمائی ایسا کیوں" ارشاد فرمایا، بیشک لوگوں میں سب سے برا وہ شخص ہے جسے لوگ اسکی فحش کلامی یا بدزبانی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، جب کوئی شخص آپکی مجلس میں بیٹھتا تو جب تک وہ خود نہ چلا جاتا آپ اسکے پاس بیٹھے رہتے اور جو آپ کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتا آپ اسکی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے۔ (شمائل ترمذی)

7۔ شجاعت و استقلال:

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ قوت غضب کی زیادتی اور اسے عقل کے تابع رکھنے

کا نام شجاعت ہے اور مشکل ترین حالات میں ثابت قدم اور بے خوف رہنے کا نام استقلال ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیگر اوصاف جمیلہ کی طرح اس وصف میں بھی بے مثل و بے مثال ہیں۔ بسا اوقات ایسے مشکل اور پریشان کن مواقع پر، جہاں بہادروں کے قدم اکھڑ گئے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شجاعت و استقلال کا پیکر بن کر ڈٹے رہے۔

حضور علیہ السلام نے مدنی زندگی کے دس برسوں میں ستائیس غزوات میں بنفس نفیس شرکت فرمائی جن میں نو غزوات میں قتال کی نوبت آئی جبکہ مجاہد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوالیس لشکر مختلف جنگی مہمات کے لیے خود روانہ فرمائے۔ آپ میدان ہائے جنگ میں افواج کی کمان خود فرماتے انکی تنظیم و ترتیب، ضروری ہدایات اور جنگی حکمت عملی یہ تمام امور خود انجام دیتے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب گھمسان کا معرکہ ہوتا اور جنگ کی شدت ہوتی تو ہم آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ڈھونڈا کرتے تھے اور ہم میں سے دلیر و بہادر وہ ہوتا تھا جو آپ کے ساتھ دشمن کے مقابل کھڑا ہوتا تھا"۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو بہادر، دلیر، سخی اور اللہ تعالیٰ سے راضی نہیں دیکھا"۔ (دارمی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ "جب جنگ نہایت شدید اور خونریز ہوتی اور لڑنے والوں کی آنکھوں میں خون اتر آتا اس وقت ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لیا کرتے اور دشمنوں کے سب سے زیادہ قریب حضور صلی اللہ

علیہ وسلم ہی ہوتے تھے"۔ (نسائی)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار کا لشکر جب لڑائی کے لیے سامنے آتا تو ان پر حملہ کرنے والوں میں سب سے آگے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے تھے۔ حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دن جب سخت معرکہ ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار تھے اور برابر آگے بڑھتے ہوئے یہ فرمارہے تھے، "میں نبی ہوں اس بات میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں"۔ (کتاب الشفا)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی طاقت میں بھی سب سے افضل و اعلیٰ تھے۔ غزوہ احزاب میں جب خندق کھودتے ہوئے سخت چٹان آگئی اور کسی سے نہ توڑی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زور سے کدال ماری کہ وہ ریت بن گئی۔ (بخاری)

رکانہ قریش کا ناقابل شکست پہلوان تھا آپ نے اسے تین دفعہ پچھاڑا۔ وہ آپ کی قوت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ (سیرت ابن ہشام) رکانہ مسلمان ہو گئے تھے رضی اللہ عنہ۔ جبکہ ابوالاسود جمحی جو ایسا طاقتور تھا کہ گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا اور دس پہلوان اس کھال کو کھینچتے تو چمڑا پھٹ جاتا مگر اس کے پاؤں کے نیچے سے نہ نکل سکتا تھا۔ اس نے بارگاہ نبوی میں چیلنج دیا کہ اگر آپ مجھے کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ نے اسے زمین پر چت کر دیا مگر وہ ایمان نہ لایا۔ (مدارج النبوۃ)

8۔ شفقت و رحمت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے مجسم رحمت ہیں۔ آپ ہی کے وجود مسعود کے صدقے میں کافر دنیاوی عذاب سے محفوظ رہے۔ (الانفال: ۳۳)

اور یہ آپ کی کفار پر رحمت و مہربانی ہی تھی کہ انکی ایذا رسانیوں کے باوجود آپ نے انکے خلاف دعا نہ فرمائی بلکہ ہدایت کی دعا فرماتے رہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت و رحمت قرآن حکیم میں یوں بیان فرمائی گئی،

" بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بے حد شفقت فرمانے والے مہربان ہیں" ۔(التوبہ: ۱۲۸)

قاضی عیاض فرماتے ہیں، "رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شفقت و رحمت ہی کی وجہ سے انکے لیے آسانی اور تخفیف چاہتے۔ کئی امور اس خوف سے ترک فرمادیتے کہ وہ امت پر فرض نہ ہو جائیں۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے، اگر مجھے امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ اسی طرح نماز تراویح نہ پڑھانا، صوم وصال کے روزوں سے منع فرمانا وغیرہ اسی قسم کے اور امور بھی ہیں" ۔(کتاب الشفا ملخصاً)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی گناہگار امت کے لیے بارگاہ الہیٰ میں راتوں کو رونا اور گریہ وزاری کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دو کہ تمہاری امت کے بارے میں ہم تمہیں راضی کر دیں گے اور رنجیدہ نہیں کریں گے"۔ صحیح بخاری میں ہے کہ "جب حضور علیہ السلام کو دو کاموں کا اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا "۔ یہ بھی آپ کی شفقت و رحمت ہی ہے کہ آپ قیامت میں مسلمانوں کی

شفاعت فرمائیں گے۔(بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت فرمائی۔ (بخاری) آپ کا ارشاد ہے "تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے اچھا ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے لیے تم سب سے اچھا ہوں"۔(ترمذی) آپ کی عورتوں پر شفقت و رحمت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ آپ نے عورتوں کو دین سکھانے کے لیے ایک دن مخصوص فرمایا تھا۔(بخاری)

آپ نے یتیم، مسکین اور غربا کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بھی بارہا تلقین فرمائی۔ آپ یہ دعا فرماتے، اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے مسکین ہی وفات دے اور قیامت میں مساکین میں میرا حشر فرما۔(ترمذی، ابن ماجہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے آزاد کرنے کو جہنم سے نجات کا موجب فرمایا اور انکے حقوق یوں بیان فرمائے کہ "تمہارے غلاموں میں جو تمہارے موافق ہو اسے وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور جو تمہیں پسند نہ ہو اسے بیچ دو مگر اسے عذاب نہ دو"۔(مشکوٰۃ)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے نہایت شفقت کا سلوک فرماتے تھے انہیں چومتے اور پیار کرتے اور کبھی کبھی ان سے مذاق بھی فرمایا کرتے تھے۔

ایک دن آپ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوم رہے تھے کہ اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے دس لڑکے ہیں میں نے ان کو کبھی نہیں چوما آپ نے فرمایا "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔(بخاری)

ایک روز ام قیس بن محصن اپنے شیر خوار بچہ کو بارگاہ نبوی میں لیکر آئیں آپ نے شفقت سے اس بچہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھا لیا۔ اس بچہ نے پیشاب کر دیا آپ نے اس پر پانی بہا دیا اور بالکل بھی اظہار ناراضگی نہ فرمایا۔

(بخاری) جب آپ بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام فرماتے۔ (بخاری)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی فصل کا کوئی پھل پکتا تو اسے بارگاہ نبوی میں لیکر آتے آپ اس پر دعائے برکت فرماتے اور سب سے چھوٹے بچے کو وہ پھل عطا فرماتے۔ (مسلم) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "باپ پر بچے کا یہ بھی حق ہے کہ اسکا اچھا نام رکھے اور اسکو اچھے آداب سکھائے"۔ (بیہقی)
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام مخلوق کے لیے رحمت ہیں آپ جانوروں پر بھی شفقت فرماتے اور ان سے شفقت و رحمت کا برتاؤ کرنے کی تعلیم دیتے۔ ایک صحابی نے پرندے کے بچے پکڑ لیے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔ (ابوداؤد)
ایک روز ایک انصاری کے باغ سے آپ کا گزر ہوا وہاں ایک اونٹ بھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اونٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آپ نے اونٹ کے پاس آکر دست شفقت پھیرا اور پھر اونٹ کے مالک کو بلا کر فرمایا، خدا تعالیٰ سے ڈرو اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور زیادہ مشقت لیتے ہو۔ (مشکوٰۃ)

9۔ صلہ رحمی و حسن معاشرت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں کے ساتھ بہترین سلوک فرماتے، عزیز واقارب کے ساتھ صلہ رحمی فرماتے انکی ضروریات کا خیال رکھتے اور مدد فرماتے آپ فضیلت کا بھی لحاظ فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کوئی ہدیہ پیش کیا

جاتا تو آپ فرماتے کہ اسے فلاں عورت کے پاس لے جاؤ کیونکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنا رشک میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا اتنا کسی اور عورت پر نہیں کیا کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اکثرا نہیں یاد فرماتے، جب آپ بکری ذبح فرماتے تو انکی سہیلیوں کے لیے گوشت ہدیہ فرماتے۔(کتاب الشفا، مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ بھیجتے رہتے تھے انہوں نے چند دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اور یہ ابولہب کی لونڈی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، رضاعی والد اور رضاعی بھائی کے لیے چادر بچھانا اور انکا احترام فرمانا احادیث سے ثابت ہے۔(مدارج النبوۃ)

آقا علیہ السلام روزانہ اپنی ازواج مطہرات سے ملاقات فرماتے اور انکی ضروریات کا اہتمام فرماتے۔(بخاری) آپ اپنی صاحبزادیوں کے گھر بھی جلوہ افروز ہو کر انکی خبرگیری فرماتے اور انکے بچوں پر بھی خاص شفقت و رحمت فرماتے۔پڑوسیوں کی خبرگیری کرنا اوران پر کرم فرمانا بھی آپ کا معمول تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواجی تعلقات حسن سلوک و حسن معاشرت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ ازواج مطہرات کے حقوق میں عدل و مساوات فرماتے۔ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو قرعہ ڈالتے جن زوجہ مطہرہ کا نام نکل آتا انہیں ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کیا اس دوڑ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں کچھ مدت بعد دوبارہ دوڑ ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم آگے نکل گئے اور آپ نے متبسم ہو کر فرمایا، یہ تمہارے پچھلی مرتبہ آگے نکل جانے کا بدلہ ہے۔ (مدارج النبوۃ)

علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی انتہائی مثالی تھی گھر تشریف لے جاتے تو ازواج مطہرات سے نہایت خوش مزاجی سے پیش آتے، گھر میں ہمیشہ مسکراتے رہتے، کسی بات پر ناگواری کا اظہار نہ فرماتے۔ بچوں سے بھی شفقت فرماتے، اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سر اور ہونٹوں کو بوسہ دیتے۔ امام قسطلانی بھی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے ساتھ حسن سلوک فرماتے اور کوئی خلاف طبیعت بات ہو جاتی تو درگذر فرماتے۔ (وسائل الوصول)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں کسی برتن سے پانی پیتی تو آپ میرے ہاتھ سے برتن لے کر بقیہ پانی خود پی لیتے اور جب کھانا کھاتے ہوئے ہڈی پر تھوڑی سی بوٹی رہ جاتی تو آپ مجھ سے لے کر اسے کھالیتے۔ میں نے ایک روز آپ کے لیے خاص قسم کا گوشت پکایا، ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں میں نے انہیں کھانے کو کہا انہوں نے انکار کیا، میں نے کہا، یا تو تم کھاؤ ورنہ میں یہ سالن تمہارے منہ پر مل دوں گی، انہوں نے نہ کھایا تو میں نے سالن ہاتھ پر لگا کر انکے منہ پر مل دیا، میری یہ حرکت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آگئی۔ (وسائل الوصول)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام سے کسی جگہ بھیجا میرے دل میں یہ تھا کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا مگر زبان سے کہہ دیا خدا کی قسم میں نہ جاؤں گا۔ پھر میں باہر نکلا اور بچوں کا کھیل دیکھنے کھڑا ہوا اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑ لیے جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو ہنستا ہوا پایا، آپ نے فرمایا تم وہاں کیوں نہ گئے جہاں میں نے بھیجا تھا" میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ضرور جاؤں گا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کے حسن سلوک کی گواہی یوں دیتے ہیں کہ " میں نے دس سال نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا یا کیوں نہ کیا" (بخاری و مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ "میں نے کسی شخص کو بھی اس کے اہل و عیال کے حق میں آقا علیہ السلام سے زیادہ مہربان نہ دیکھا" ۔ (بخاری)

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد مبارک ہے کہ "آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچی بات کہتے ہیں، سب کا بوجھ اٹھاتے ہیں مہمانوں کی تواضع فرماتے ہیں اور راہ حق میں پیش آنے والے مصائب میں لوگوں کی مدد فرماتے ہیں" ۔ (بخاری)

10۔ تواضع اور حسن سلوک:

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم عظمت و فضیلت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود تمام لوگوں سے زیادہ متواضع تھے اور غرور و تکبر کا آپکے قریب سے بھی گذر نہ ہوا تھا۔ اس سلسلے میں یہ دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار عطا فرمایا تھا کہ چاہیں تو نبوت کے ساتھ شاہانہ زندگی گزاریں اور چاہیں تو نبوت کے ساتھ فقر و بندگی اختیار کریں، تو آپ نے فقر و بندگی کو پسند فرمایا۔ (کتاب الشفا، زرقانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تواضع اور انکساری میں سب سے بڑھ کر تھے، آپ بہت کم گو تھے مگر آپکی کم گوئی تکبر کی وجہ سے نہ تھی، جب بات کرتے تو مختصر

کرتے، آپ بہت خوبرو تھے نیز کسی مشکل کام سے بھی نہیں گھبراتے تھے، آپ اس حد تک بھی تواضع وانکساری نہیں فرماتے تھے کہ کوئی آپکو حقیر سمجھنے لگے ۔(وسائل الوصول)

نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے، "مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو حد سے بڑھایا (اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا)، بیشک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں پس تم مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اسکا رسول کہو" ۔(شمائل ترمذی) ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا، "میں کھانا کھاتا ہوں جیسے بندہ کھایا کرتا ہے اور میں بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے" ۔(مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو رعب وہیبت نبوت سے کانپنے لگا۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "گھبراؤ نہیں میں بادشاہ نہیں ہوں، میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی" ۔(مواہب الدنیہ)

احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تواضع کے طور پر ہے، یہ انکی عظمت کی دلیل ہے مگر ہمیں یہ جائز نہیں کہ انکے لیے ایسے الفاظ استعمال کریں۔ یوں سمجھیے کہ اگر بادشاہ کہے کہ میں تمہارا خادم ہوں تو یہ صحیح ہے لیکن اگر لوگ اسے خادم کہیں تو یہ بے ادبی وگستاخی ہے۔ حضور علیہ السلام کی عظمت و مقام کے بارے میں پہلے گفتگو کی جا چکی ہے اسے بھی ذہن نشین رکھیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازوں میں تشریف لے جاتے، پیدل چلنا بھی پسند فرماتے اور دراز گوش پر بھی سوار ہوتے، آپ غلام کی دعوت بھی قبول فرماتے (شمائل ترمذی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیواؤں کی دستگیری فرماتے، اہل مدینہ کی لونڈیاں اپنے کاموں کے لیے آپ کو جہاں لے

جاتیں آپ تشریف لے جاتے۔ (بخاری)
مدینہ طیبہ کے لونڈی غلام خدمت اقدس میں سخت سردی کی صبح کو بھی پانی لاتے تو آپ اپنا دست مبارک اس میں ڈبو دیتے تاکہ انہیں شفا اور برکت ملے۔ (مسلم) فتح مکہ کے دن جب آپ فاتحانہ شان سے شہر میں داخل ہونے لگے تو آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ سواری پر آپ نے سر اقدس اس قدر جھکایا ہوا تھا کہ سر اقدس پالان یا کجاوہ کے اگلے حصے سے چھو رہا تھا۔ (کتاب الشفا)
حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا آپ اسے درست فرمانے لگے تو میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے عطا فرمایئے تاکہ میں اسے درست کر دوں۔ ارشاد فرمایا، نہیں، میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تم لوگوں پر اپنی بڑائی ظاہر کروں۔ (زرقانی)
سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھریلو کاموں میں بھی مشغول ہوتے تھے، آپ اپنے کپڑے دھولیتے، بکری کا دودھ دوہتے، کپڑوں کو پیوند لگالیتے، نعلین مبارک کی مرمت کرلیتے، اپنے ذاتی کام کرتے، اونٹ خود باندھ کر انہیں چارہ ڈالتے، غلام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے بلکہ اسکے ساتھ آٹا گوندھ لیتے اور بازار سے اپنا سودا سلف خود اٹھا لاتے تھے۔ (کتاب الشفا)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نہ کسی گھوڑے پر سوار تھے اور نہ کسی دراز گوش پر۔ جب آپ سواری پر ہوتے تو کبھی اپنے پیچھے کسی غلام یا عام شخص کو بٹھالیتے اور کبھی درمیان میں ہو جاتے اور آگے پیچھے کسی کو بٹھالیتے، جب آپ مکہ تشریف لائے تو بنو عبدالمطلب کے بچوں نے آپ کا استقبال کیا، آپ نے ایک کو آگے

بٹھالیا اور ایک کو پیچھے ۔ (وسائل الوصول)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ اسکا ذکر فرماتے اور جب ہم آخرت کی باتیں کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر فرماتے اور جب ہم کھانے پینے کی باتیں کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ ان باتوں میں شریک ہو جاتے پس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سیرت تم سے بیان کرتا ہوں"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو تین کاموں یعنی جھگڑے، تکبر اور بے مقصد باتوں سے دور رکھا اور آپ تین کاموں سے لوگوں کو دور رکھتے یعنی نہ تو کسی کی برائی کرتے نہ کسی کو عیب لگاتے اور نہ ہی کسی کا عیب تلاش کرتے۔ آپ صرف وہی کلام فرماتے جس سے ثواب کی امید ہوتی۔

جب آپ گفتگو فرماتے تو آپکے اصحاب سر جھکا لیتے گویا انکے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں جب آپ خاموش ہو جاتے تو وہ گفتگو فرماتے۔ وہ کسی بات پر نہ جھگڑتے، جب ایک بات کرتا تو دوسرے خاموش رہتے، ان سب کی گفتگو آپ کے نزدیک پہلے آدمی کی گفتگو کی طرح ہوتی یعنی آپ سب پر یکساں توجہ دیتے۔ جس بات پر باقی لوگ ہنستے آپ بھی تبسم فرماتے اور جس بات پر دوسرے متعجب ہوتے آپ بھی تعجب فرماتے۔ گفتگو میں کسی اجنبی شخص کی بدتمیزی کو برداشت فرماتے یہانتک کہ صحابہ کرام اجنبیوں کو آپ کے پاس لے آتے تاکہ (انکی بے تکلف گفتگو سے) وہ بھی فائدہ اٹھائیں۔

آپ فرمایا کرتے کہ جب کسی حاجت مند کو حاجت طلب کرتا دیکھو تو اسے کچھ

دے دیا کرو۔ آپ اپنی تعریف صرف اس شخص سے قبول فرماتے جو احسان کی وجہ سے تعریف کرتا، آپ کسی کی گفتگو کو قطع نہ فرماتے البتہ اگر وہ حد سے بڑھ جاتا تو اسے روک دیتے یا اٹھ کر تشریف لے جاتے"۔ (شمائل ترمذی)

آپ کی تواضع کی ایک اور پیاری مثال یہ ہے کہ ایک سفر میں صحابہ کرام نے بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور اسے پکانے کے کام تقسیم فرمالیے۔ ایک نے ذبح کرنا اپنے ذمہ لیا دوسرے نے کھال اتارنا اور کسی صحابی نے پکانے کی ذمہ داری لی۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا، لکڑیاں چن کر لانا میرے ذمہ ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی، یہ کام ہم خود کرلیں گے۔ آپ نے فرمایا، تم یقیناً یہ کر سکتے ہو مگر مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں تم سے خود کو ممتاز کروں، پھر آپ لکڑیاں جمع کر کے لائے۔ (مواہب لدنیہ، وسائل الوصول)

11۔ عدل وانصاف:

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ عادل اور امین تھے اور اس حقیقت کا کفار مکہ کو بھی اعتراف تھا۔ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت سے قبل اہل مکہ اپنے جھگڑوں اور معاملات کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے کرایا کرتے تھے۔ (کتاب الشفا) حضور علیہ السلام کے عدل کے حوالے سے یہ بتانا بھی مناسب ہوگا کہ آپ ایام شیر خوارگی میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی صرف داہنی طرف سے دودھ پیتے اور دوسری انکے شیر خوار بچہ کے لیے چھوڑ دیتے۔ (طبرانی و بیہقی)

ایک دفعہ خاندان مخزوم کی کسی عورت نے چوری کی، قریش نے چاہا کہ وہ سزا سے بچ جائے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب غلام

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سفارش کی درخواست کی، حضرت اسامہ نے سفارش عرض کر دی۔ رہبر مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "تم حد میں سفارش کرتے ہو؟ تم سے پہلے کے لوگ اسلیے تباہ ہوگئے کہ وہ امیروں کو چھوڑ دیتے اور غریبوں پہ حد جاری کرتے، خدا کی قسم! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی ایسا کرتی تو میں اسے بھی ایسی ہی سزا دیتا"۔ (بخاری)

حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ خوش طبعی کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے خوش طبعی کے طور پر انکی کمر میں چھڑی چبھو دی۔ وہ عرض گذار ہوئے، مجھے قصاص دیجیے۔ فرمایا، قصاص لے لو۔ انہوں نے عرض کی، آپ کے جسم اطہر پر قمیض ہے اور میرے جسم پر نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیض اٹھادی وہ فوراً آپ سے لپٹ گئے اور آپ کی کمر مبارک کو چومنے لگے پھر عرض کی، میرے آقا! میں نے تو دراصل یہی چاہا تھا کہ اسطرح آپکے جسم اقدس کا قرب اور اسے بوسہ دینے کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ (ابو داؤد)

اسی طرح ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گیا آپ نے کھجور کی شاخ سے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ فرمایا جس سے اسکے منہ پر ہلکی سی خراش آگئی۔ آپ نے فرمایا، تم مجھ سے قصاص لے لو۔ اس نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے معاف کر دیا۔ (ابو داؤد)

خیبر کے دن آپ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں مال و زر جمع کر رہے تھے کہ ایک شخص کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! انصاف کرنا، آپ نے

فرمایا، اگر میں نے بھی انصاف نہ کیا تو پھر کون انصاف کرے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اس منافق کو قتل کرنے کی اجازت مانگی، آقا علیہ السلام نے فرمایا، میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ لوگ یہ کہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ (وسائل الوصول)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں عدل کا اتنا خیال تھا کہ وصال سے قبل بھی ایک خطبہ میں یوں ارشاد فرمایا، "اے لوگو! میرے تم سے جدا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے پس جس کا کوئی بھی حق مجھ پر ہو وہ اپنا حق لے لے اور جان و مال جس سے چاہے اسکا قصاص لے لے۔

ایک شخص عرض گذار ہوا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے آپ پر تین درہم ہیں۔ ارشاد فرمایا، میں کسی کو نہ جھٹلاتا ہوں اور نہ اسکو قسم دیتا ہوں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ درہم کس سلسلے کے ہیں؟ عرض کی، ایک دن ایک سائل آپکے پاس آیا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اسے تین درہم دے دو۔ آپ نے فرمایا، اے فضل (رضی اللہ عنہ)! اسکو تین درہم دے دو۔

پھر فرمایا، اے لوگو! جس کسی پر جو حق ہو اسے چاہیے کہ آج ہی اپنی گردن سے اتار لے اور یہ خیال نہ کرے کہ میں رسوائی سے ڈرتا ہوں۔ جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی اور آسان ہے"۔ (مدارج النبوۃ)

12۔ مسکراہٹ اور خوش طبعی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متانت اور وقار کا پیکر تھے بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے تھے اور نہ ہی آواز سے ہنستے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے، "زیادہ نہ ہنسا کرو

کیونکہ زیادہ ہنسنا دلوں کو مردہ کر دیتا ہے"۔ (مسند احمد، ترمذی)
آقا علیہ السلام اپنے غلاموں کی دلجوئی کے لیے کبھی کبھی خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تبسم فرمایا کرتے جس سے غم زدوں کو تسکین ملتی اور روتے ہوئے اپنا غم بھول جاتے۔ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی مبارک صرف تبسم ہوتی تھی"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ ہنسی مذاق کیا ہو، آپ عام لوگوں کی طرح دوسروں کے ساتھ ناشائستہ ہنسی مذاق نہیں فرماتے تھے"۔ آپ کے صحابہ کرام بھی زور سے نہیں ہنستے تھے بلکہ آپ کی طرح مسکراتے تھے۔ وہ آپکی مجلس میں ایسی سنجیدگی اور متانت سے بیٹھتے کہ گویا انکے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (وسائل الوصول)

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی سواری کے لیے گھوڑا لایا گیا آپ نے جب اسکی رکاب میں پاؤں رکھا تو بسم اللہ کہا، پھر اسکی پیٹھ پر سوار ہوئے تو الحمد للہ فرمایا، پھر سواری کی دعا پڑھی پھر تین بار الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا اور پھر یہ دعا پڑھی،

سبحانک انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

"یارب تو پاک ہے بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، تو مجھے بخش دے،

تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں ہے"۔ یہ کہہ کر آپ ہنس پڑے۔ میں نے پوچھا، امیرالمومنین! آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا، میرے سامنے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا اور پھر آپ ہنسے تھے وجہ پوچھنے پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، "بندہ جب یہ کہتا ہے" یارب میرے گناہ معاف فرمادے" اور بزعم خویش یہ سمجھتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی میرے گناہ معاف کرے گا اور کوئی بخشنے والا نہیں تو اللہ تعالیٰ بندے کی اس بات سے خوش ہوتا ہے۔ (وسائل الوصول)

اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرائے تھے اور اس سنت کی پیروی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی مسکرائے۔ یہ شمع رسالت کے پروانوں کی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت واطاعت کی ایک جھلک ہے۔

اب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شگفتہ مزاجی و خوش طبعی کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی کے طور پر فرماتے "اے دو کانوں والے"۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی کے پاس بلبل کا ایک بچہ تھا جو مرگیا جب وہ آپ کی خدمت اقدس میں آتا تو آپ خوش طبعی کے طور پر اس سے دریافت فرماتے، "اے عمیر! تیرے بلبل کو کیا ہوا؟"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں (ہمیں اس پر حیرت ہوتی ہے) ارشاد فرمایا، "میں خوش طبعی میں بھی ہمیشہ سچ ہی بولتا ہوں (یعنی باوجود خوش طبعی کے جھوٹی بات نہیں کہتا)"۔ (شمائل ترمذی)

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی ارشاد فرمایا، ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔ اس نے عرض کی، میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ فرمایا، اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت محمود بن ربیع انصاری خزرجی پانچ سال کے تھے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر تشریف لے گئے انکے گھر میں ایک کنواں تھا جس سے حضور علیہ السلام نے پانی پیا اور خوش طبعی کے طور پر پانی کی ایک کلی حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ماری۔ (بخاری) محدثین فرماتے ہیں کہ اسکی برکت سے انکو وہ حافظہ حاصل ہوا کہ اس قصہ کو یاد رکھتے اور بیان فرماتے اسی وجہ سے صحابہ میں شمار ہوئے۔

ایک بوڑھی صحابیہ بارگاہ نبوی میں عرض گذار ہوئی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے آپ نے فرمایا، جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہیں جائے گی۔ وہ رونے لگیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بوڑھی عورتیں بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوں گی (بلکہ جوان ہو کر جائیں گی) ارشاد باری تعالیٰ ہے، "بیشک ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر پیدا کیا اور پھر انہیں کنواریاں بنایا"۔ (شمائل ترمذی)

ایک دیہاتی صحابی زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دیہات کی چیزیں بطور تحفہ لایا کرتے تھے۔ آپ ان کو شہر کی چیزیں تحفہ دیا کرتے۔ وہ اگرچہ زیادہ خوش شکل نہیں تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت زیادہ محبت فرماتے۔

ایک دن وہ بازار میں سامان بیچ رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیچھے سے آکر اس طرح بازوؤں میں لے لیا کہ وہ آپ کو نہیں دیکھ سکتے

تھے۔ یہ کون ہے مجھے چھوڑ دے۔ پھر انہوں نے دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ اپنی پشت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس سے برکت کے لیے ملنے لگے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، یہ غلام کون خریدے گا؟ انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کی قسم آپ مجھے کم قیمت پائیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت قیمتی ہو۔ (شمائل ترمذی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں، "بعض احادیث میں جو مزاح اور کھیل وغیرہ کی ممانعت آئی ہے وہ کثرت اور زیادتی سے ہے۔ یعنی جو خوش طبعی اور کھیل وغیرہ خدا کی یاد سے اور دینی امور پر غور و فکر سے غافل کردے وہ منع ہے اور جو شخص انکے باعث دینی امور سے غافل نہ ہوسکے اسکے لیے یہ مباح یعنی جائز ہے۔ اور اگر اس سے کسی کی دلجوئی اور کسی سے دلی محبت کا اظہار مقصود ہو جیساکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مبارک تھا تو یہ مستحب ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ میں تواضع اور خوش طبعی نہ ہوتی تو کسی میں یہ قدرت و طاقت نہ ہوتی کہ آپ کی خدمت اقدس میں بیٹھ سکتا یا آپ سے کلام کرسکتا کیونکہ آپ کی ذات اقدس میں انتہائی درجہ کا رعب و جلال اور عظمت و دبدبہ تھا"۔ (مدارج النبوۃ)

13۔ زہد و قناعت:

فقر و زہد کے معنی ہیں رضائے الٰہی کے لیے دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا اور قناعت کا مفہوم ہے زندگی گزارنے کے لیے صرف ضروری اشیاء پر اکتفا کرنا اور انہیں بھی جمع نہ کرنا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں اوصاف کے بھی جامع تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا اضطراری نہ

تھا۔امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں،

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے مال و متاع سے ایسی حالت میں بھی اجتناب فرمایا جبکہ وہ آپ کے قدموں میں ڈھیر تھا اور مسلسل فتوحات ہو رہی تھیں اور یہ فقر و زہد ہی تھا کہ جب آپ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو اس وقت آپ کی زرہ مبارک ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی"۔(بخاری)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے، "اے اللہ تعالیٰ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اہل بیت کو صرف اتنا رزق عطا فرما جس سے وہ زندہ رہ سکیں"۔(ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال مبارک تک کبھی مسلسل تین دن شکم سیر ہو کر کھانا نہ کھایا"۔(بخاری، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو بکری کا بھنا ہوا گوشت کھا رہے تھے انہوں نے آپکو بھی دعوت دی مگر آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا، "رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی"۔(بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ شریک طعام ہونے کے علاوہ کبھی بھی روٹی یا گوشت پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔(شمائل ترمذی) حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کبھی مسلسل دو روز جو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے یہانتک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرما گئے۔(بخاری، مسلم)

آپ کے کاشانۂ اقدس میں بسا اوقات دو دو مہینے چولہا نہ جلتا تھا اور صرف کھجوروں اور پانی پر گزارہ ہوتا تھا۔(بخاری) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرے دن کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

مالک کل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ بیشک مجھ پر میرے رب نے پیش فرمایا کہ میرے لیے مکہ کی وادی کو سونا بنادیا جائے تو میں نے عرض کی، یارب! میری خواہش تو یہ ہے کہ میں ایک روز بھوکا رہوں اور دوسرے روز شکم سیر ہوا کروں تاکہ جب بھوکا رہوں تو تیرے لیے عاجزی کروں اور تجھے پکاروں اور جب سیر ہو جاؤں تو تیری حمد کروں اور شکر ادا کروں۔ (مسند احمد، ترمذی)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور ہم نے کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھا ہوا ہے۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم اقدس پر سے کپڑا اٹھایا تو وہاں دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ (شمائل ترمذی)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بعض اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فاقہ کشی کی حالت دیکھ کر رو پڑتی اور عرض کرتی، میرے آقا! آپ دنیا سے کم از کم اتنا حصہ تو قبول فرمالیں جس سے فاقے کی اذیت نہ ہو۔ آپ ارشاد فرماتے،

۔ مجھے دنیا سے کیا غرض! میرے بھائی اولو العزم پیغمبروں نے اس سے بھی مشکل حالات میں صبر کا دامن تھامے رکھا اور صبر وقناعت کے باعث بارگاہ خدا میں عزت و شرف اور اجر عظیم کے حقدار ٹھہرے۔ میں اگر دنیا میں آرام و سکون پسند کروں گا تو مجھے ان سے کم اجر ملے گا جو میرے لیے ندامت کا باعث

ہو گا اسلیے مجھے اللہ تعالیٰ کے ان محبوب و مقرب بندوں کی موافقت سے بڑھ کر کوئی شے مطلوب نہیں ہے"۔ (کتاب الشفا)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام ایک چٹائی پر سوئے، جب بیدار ہوئے تو جسم اقدس پر چٹائی کا نشان پڑ گیا تھا میں نے عرض کی، آپ اجازت دیتے کہ ہم آپ کے لیے بستر بچھا دیتے۔ فرمایا، مجھے دنیا سے کیا غرض! میرا دنیا سے تعلق بس ایسا ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سائے میں کھڑا ہو اور پھر درخت کو چھوڑ کر آگے چلا جائے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کے جسم اقدس پر چٹائی کے نشانات اور آپکی کل جمع پونجی دیکھ کر رونے لگے حضور علیہ السلام نے فرمایا، کیوں روتے ہو؟ عرض کی، قیصر و کسریٰ تو عیش و عشرت میں رہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں زندگی گزاریں؟ ارشاد فرمایا، ابن خطاب! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ آخرت ہمارے لیے ہو اور دنیا ان کے لیے۔ (بخاری)

14۔ خوف و عبادت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں" (فاطر: ۲۸) اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ علم اور اپنی معرفت کی دولت سے مالامال فرمایا تھا اسلیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے عبادت فرماتے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرتے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے، "میں تم سب سے زیادہ اسرار قدرت سے آگاہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں"۔ (بخاری)

ایک اور فرمان عالیشان ہے، "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم ان حقیقتوں کو جان لیتے جنہیں میں جانتا ہوں تو تم بہت

زیادہ روتے اور بہت کم ہنستے"۔(ترمذی)
علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا بھی آپ کی مسکراہٹ کی مانند تھا یعنی جیسے آپ کبھی آواز کے ساتھ نہیں ہنسے ایسے ہی کبھی آواز کے ساتھ روئے بھی نہیں۔ آپکا رونا یہ تھا کہ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے اور سسکیوں کی آواز سنائی دیتی، کبھی کسی کی وفات پر رنج و غم سے آپکے آنسو بہہ نکلتے، کبھی آپ اپنی امت کے لیے آبدیدہ ہو جاتے اور کبھی خوف خدا کے باعث روتے۔(وسائل الوصول)
حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے یہانتک کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے۔ صحابہ کرام نے عرض کی، آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب تمام اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیے۔ ارشاد فرمایا، "کیا میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ نہ بنوں"۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ تہجد میں اتنا طویل قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔(شمائل ترمذی)
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ میں نے ایک نامناسب ارادہ کیا وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کو کھڑا رہنے دوں اور خود بیٹھ جاؤں۔(شمائل ترمذی)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی رات کا طویل حصہ کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے اور کبھی اتنا ہی وقت بیٹھ کر نماز ادا فرماتے۔(شمائل ترمذی)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم (رمضان

کے علاوہ) کسی مہینہ میں کبھی مسلسل افطار فرماتے (یعنی روزہ نہ رکھتے) یہانتک کہ ہم کہتے کہ آپ اس ماہ میں کوئی روزہ نہیں رکھیں گے اور کبھی آپ مسلسل روزے رکھتے یہانتک کہ ہم کہتے کہ آپ اس ماہ میں بالکل افطار نہیں کریں گے۔ اگر کوئی آپ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور کوئی آپکو سوتے ہوئے دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا"۔ (بخاری) یعنی آپ تمام رات نماز نہ ادا فرماتے بلکہ کچھ وقت آرام بھی فرماتے، گویا نفل عبادات میں افراط و تفریط سے دور رہتے البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر کسی بھی لمحے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "ایک روز میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرمارہے ہیں اور سینۂ اقدس سے رونے کے باعث اس طرح آواز آرہی ہے جیسے کھولتی ہوئی ہانڈی سے آیا کرتی ہے"۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قرآن حکیم کی تلاوت کا حکم دیا۔ میں نے سورہ نساء تلاوت کی جب میں اس آیت پر پہنچا (جسکا ترجمہ یہ ہے، "تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں") تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ایک طویل روایت میں ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم (سورج گہن کے وقت حالت نماز میں) سجدہ میں رو رہے تھے اور دعا فرمارہے تھے، اے اللہ تعالیٰ! کیا تو نے یہ وعدہ نہیں

فرمایا کہ میری موجودگی میں میری امت کو عذاب نہ ہو گا، اے میرے رب کیا تو نے یہ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک یہ لوگ استغفار کرتے رہے گے ان پر عذاب نہ آئے گا۔ اے اللہ! ہم سب استغفار کرتے ہیں اور تجھ سے بخشش کے طلبگار ہیں"۔ (شمائل ترمذی)

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے استغفار فرماتے تھے آپ کا استغفار فرمانا کسی خطا یا گناہ کی وجہ سے ہرگز نہ تھا کیونکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام تمام گناہوں اور خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار فرمانا ازراہ تواضع تھا یا بطور عبادت اور اسکی بیشمار حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی تھی کہ استغفار کرنا امت کے لیے سنت بن جائے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات غمگین اور متفکر رہتے۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر بڑھاپے کے آثار (ضعف وغیرہ) دیکھتے ہیں (اسکی کیا وجہ ہے؟) ارشاد فرمایا، مجھے سورہ ھود اور اس جیسی سورتوں نے ضعیف کر دیا۔ (شمائل ترمذی)

یعنی جن سورتوں میں حساب و عذاب کا ذکر ہے اسے یاد کر کے اپنی گناہگار امت کی فکر میں مبتلا رہنے نے ضعف طاری کر دیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری روح پرور دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی، "اے اللہ! مجھے ایسی دو آنکھیں عطا فرما جو زور سے برسنے اور خوب رونے والی ہوں اور تیرے عذاب و عتاب سے ڈرنے والی ہوں، اس سے پہلے کہ آنسو خون بن جائیں اور داڑھیں انگارے"۔ (الوفا)

اس دعا میں امت کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونے سے پہلے اس کا ڈر اور خوف اپنے دل میں پیدا کیا جائے تاکہ ہماری آنکھیں خوف خدا سے روئیں اور ہمارے آنسوؤں سے جہنم کی آگ بجھ جائے۔

15۔ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا پیدا فرمائی ہے (بخاری، مسلم)، لیکن کسی حرام شے میں شفا نہیں رکھی۔ (بخاری) یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہر مرض کا علاج ہے اسلیے دوا اختیار کرو مگر حرام چیز سے ہرگز علاج نہ کرو۔ (ابوداؤد) جس طرح بھوک اور پیاس کو ختم کرنے کے لیے کھانا پینا توکل کے منافی نہیں اسی طرح بیماری سے شفا کی دعا مانگنا اور علاج کرانا بھی توکل کے منافی نہیں۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی علاج بھی ارشاد فرمائے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد سے بچنے کے لیے ہمیں دعا تعویذ کرانے کا حکم دیا۔ اسی طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف امراض کے لیے مختلف چیزوں کا فائدہ مند ہونا بھی بیان فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان افروز دعائیں اور وظائف انشاء اللہ تعالیٰ علیحدہ سے شائع کیے جائیں گے فی الوقت اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف چند طبی ادویہ کا ذکر کرتے ہیں جنہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسمانی صحت کے لیے مفید فرمایا ہے۔

ایک شخص بارگاہ نبوی میں عرض گذار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بھائی کو دست آرہے ہیں۔ ارشاد فرمایا، اسے شہد پلاؤ، وہ پھر آیا اور

افکار اسلامی

عرض کی دستوں میں اضافہ ہوگیا ہے ارشاد فرمایا، اسے پھر شہد پلاؤ، وہ پھر آیا اور عرض کی کہ دست کا سلسلہ جاری ہے آپ نے پھر اسے شہد پلانے کا حکم دیا اس نے عرض کی، اس سے تو فائدہ ہنیں ہو رہا- فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے (اس میں سورہ النحل کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں شہد کو شفا فرمایا گیا ہے) اس نے پھر جا کر شہد پلایا تو وہ مریض شفایاب ہوگیا-(بخاری، مسلم)

فرمان نبوی ہے کہ جو ہر ماہ میں تین دن صبح کو شہد چاٹ لیا کرے اسے کوئی بڑی بیماری نہ ہوگی-(ابن ماجہ) دوسری حدیث میں ہے، دو شفا والی چیزیں اختیار کرو ایک شہد دوسری قرآن کریم-(ابن ماجہ، بیہقی)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں-

کالادانہ یعنی کلونجی میں سوائے موت کے ہر بیماری کی شفا ہے-(بخاری)

اگر کوئی شے موت کا بھی علاج ہوتی تو وہ سناء ہوتی-(ابن ماجہ)

ایسا کوئی دن ہنیں گزرتا کہ جنت کے پانی کے قطرے کاسنی کے پودے پر نہ گرتے ہوں-(ابو نعیم)

عود ہندی (قسط شیریں) کو شفا کے لیے استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات شفائیں ہیں-(ابن ماجہ)

انار کو اسکے گودے یعنی باریک چھلکے سمیت کھاؤ کہ یہ معدہ کو زندگی دیتا ہے-(ابو نعیم)

زیتون کا تیل کھایا کرو اور اسے بدن پر بھی لگایا کرو کیونکہ وہ ایک مبارک درخت سے نکلتا ہے-(ترمذی)

پانی کو چوس کر پیو کہ یہ زود ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے-(دیلمی)

ہنار منہ کھجوریں کھانے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔(مسند الفردوس)

منقیٰ چہرے کے رنگ کو نکھارتا اور بلغم کو خارج کرتا ہے۔(ابو نعیم)

کدو عقل کو زیادہ کرتا ہے اور دماغ کو طاقت دیتا ہے۔(ابن حبان)

آب زمزم جس مقصد کے لیے پیا جائے گا وہی فائدہ دے گا۔(دار قطنی)

گوشت کو دانتوں سے نوچ کر کھانا چاہیے۔(ابو داؤد)

بیشک پشت کا گوشت بڑا اچھا ہوتا ہے۔(ترمذی)

میتھی سے شفا حاصل کیا کرو۔(ابو نعیم)

کھمبی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔(ابن ماجہ)

گوشت کھانے سے سماعت میں اضافہ ہوتا ہے۔(مدارج النبوۃ)

عجوہ کھجور جنت سے ہے اور وہ جنون یا زہر سے بھی شفا ہے۔(ابن ماجہ)

اثمد سرمہ لگایا کرو کہ وہ بینائی زیادہ کرتا ہے اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔
(شمائل ترمذی)

مکھی کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں شفا ہے اگر کھانے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر نکال دو کیونکہ وہ پہلے اس پر کو گراتی ہے جس میں زہر ہے۔(نسائی)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی کانٹا چبھا یا پھنسی وغیرہ کا زخم ہوا آپ نے اس پر مہندی لگائی۔(ترمذی، ابن ماجہ)

آپ نے آشوب چشم کے لیے کھجور سے پرہیز اور جو و چقندر کا کھانا مفید بتایا۔
(ترمذی)

دھوپ سے گرم شدہ پانی کے استعمال کو برص کا سبب فرمایا۔(دار قطنی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا۔(مسلم)

کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری، مسلم)

آپ نے بارہا مسواک کرنے کی تاکید فرمائی۔ (بخاری، مسلم)

آپ نے کبھی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھائی۔ (ترمذی)

آپ کھرا نمک کے ساتھ کھاتے تھے۔ (ابو نعیم)

آپ تر کھجور کے ساتھ تربوز و خربوزہ تناول فرماتے تھے۔ (ترمذی)

آقا علیہ السلام نے جو کا دلیہ کھانے کو دل کی تقویت کا باعث فرمایا۔ (بخاری)

گائے کے دودھ اور مکھن کو شفا اور دوا جبکہ اسکے گوشت (کی کثرت) کو بیماری کا باعث فرمایا۔ (ابو نعیم، طبرانی)

کھانے کی ابتدا اور اختتام نمکین چیزوں پر کرنے کو ستر بیماریوں سے حفاظت قرار دیا۔ (بہار شریعت)

آپ کھانے کے فوراً بعد پانی نہ پیتے کیونکہ یہ نظام ہضم کو متاثر کرتا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

آپ نے ناشتہ جلدی کرنے کو بہتر قرار دیا نیز فرمایا، رات کا کھانا ترک نہ کرو، کچھ نہیں تو مٹھی بھر کھجوریں ہی کھالیا کرو کیونکہ رات کا کھانا چھوڑ دینے سے بڑھاپا جلدی آتا ہے۔ (ابن ماجہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات میں سب سے زیادہ اہمیت کم کھانے کو دی گئی ہے۔ فرمان نبوی ہے، "کسی نے بھی پیٹ سے زیادہ برا برتن کوئی نہ بھرا، انسان کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اسکی کمر کو سیدھا رکھیں پھر بھی اگر زیادہ ضرورت ہو تو تہائی پیٹ کھانا، تہائی پیٹ پانی اور تہائی پیٹ سانس کے لیے رکھنا چاہیے"۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

آپ نے مریضوں کو زبردستی کھلانے پلانے سے بھی منع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد

گرامی ہے، "تم زبردستی کر کے اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو اللہ تعالیٰ انہیں کھلا پلا دیتا ہے" ۔ (ابن ماجہ)

16۔ اسلامی تفریحی مشاغل:

دین فطرت، اسلام فرض و نفلی عبادات کے ساتھ ساتھ ان تفریحی مشاغل کی اجازت بھی دیتا ہے جن سے احکام الہیٰ کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو، معاشرے میں کوئی خرابی نہ پھیلتی ہو اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کا باعث ہوں ۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ معاشرے میں مسلمانوں کے تفریحی مشاغل اور اس حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کو پیش نظر رکھ کر ہم اپنے تفریحی مشاغل کی حدود کا تعین کر سکتے ہیں ۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تفریحی مشاغل کو پسند فرمایا ہے وہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے تفریح طبع کا باعث ہوتے بلکہ وہ جسمانی طور پر طاقت میں اضافہ کا بھی ذریعہ ہوتے اور جہاد کے لیے عملی تربیت بھی ثابت ہوتے ۔ کم نصیبی سے آج جن چیزوں کو تفریح سمجھ لیا گیا ہے وہ نہ صرف بے حیائی اور گناہوں پر مشتمل ہیں بلکہ مسلمانوں کو جسمانی اور روحانی طور پر ناکارہ بنا دیتے ہیں اور کھیل کے طور پر جن مشاغل کو اپنایا گیا ہے وہ معاشرتی ذمہ داریوں کے علاوہ بندے کو احکام الہیٰ سے بھی غافل کر دیتے ہیں ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، ہر وہ چیز جس سے مرد کھیلے، باطل ہے ۔ (ترمذی) اس حدیث پاک میں آقا علیہ السلام نے ان تمام مشاغل سے منع فرمایا ہے جو احکام الہیٰ سے غافل کرتے ہوں یا ان سے کوئی جسمانی و روحانی فائدہ نہ ہوتا ہو ۔ ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہوا، طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن سے زیادہ محبوب ہے (مشکوٰۃ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

رکانہ پہلوان کو تین بار کشتی میں پچھاڑ دینے کا واقعہ پہلے بیان کیا گیا، اہل سیر نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام لوگوں کو ورزش کا شوق دلایا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام لوگوں کو نشانہ بازی کی ترغیب دیا کرتے، ایک بار آپ نے نشانہ بازی کی مشق کے لیے دو فریق بنا دیے پھر فرمایا، تیر چلاؤ میں فلاں فریق کی جانب ہوں۔ یہ سنکر دوسرا فریق تیر چلانے سے رک گیا اور عرض گذار ہوا، آقا! جب آپ اس فریق کی طرف ہیں تو پھر ہم انکے خلاف تیر کس طرح چلا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، "تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں" ۔(بخاری)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ کافروں سے لڑنے کے لیے تم اپنی قوت جس قدر مضبوط کر سکو ضرور کرو، خبردار! قوت تیر اندازی میں ہے۔ یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔ (مسلم) ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، تم تیر اندازی ضرور سیکھو یہ بہترین کھیل ہے۔ (طبرانی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہترین شہسوار تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گھوڑوں کی دوڑ کرائی جاتی تھی۔ آپ اونٹوں کو بھی دوڑاتے تھے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کی اونٹنی ہمیشہ دوڑ میں سبقت لے جاتی تھی ایک بار کسی بدو کا اونٹ آگے نکل گیا تو صحابہ کرام کو سخت صدمہ ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کو زیبا ہے کہ جو چیز گردن اٹھائے اسے نیچا دکھادے۔ (بخاری) ستر پوشی کے ساتھ پیراکی اچھی ورزش بھی ہے اور کھیل بھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اپنی اولاد کو پیراکی اور تیر اندازی سکھاؤ اور ان سے کہو کہ گھوڑے پر چھلانگ لگا کر سوار ہوا کریں۔ (مسند احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے اٹھنے کی بیحد تلقین فرمایا کرتے تھے، آپ نیزہ بازی اور شمشیر زنی کو بھی پسند فرماتے، ایک مرتبہ عید کے دن آپ نے حبشیوں کو نیزہ بازی کے کرتب دکھانے کی اجازت عطا فرمائی۔ (بخاری) دوڑنا اور دوڑ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنا بہترین کھیل بھی ہے اور جسم کے لیے مفید بھی، متعدد روایات سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرام دوڑنے میں بہت تیز رفتار تھے اور دوڑنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان تفریحی مشاغل کی اجازت دیا کرتے جن سے احکام الہیٰ کی نفی بھی نہ ہوتی اور وہ جسمانی اور ذہنی طور پر فائدہ مند ہوتے نیز یہ کہ ان تمام مشاغل کے باوجود صحابہ کرام یاد الہیٰ سے غافل نہ ہوتے۔

حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ میں نے صحابہ کرام کو دوڑنے کا مقابلہ کرتے اور انہیں آپس میں ہنستے ہوئے بھی دیکھا ہے لیکن جب رات ہوتی تو وہ راہب یعنی تارک الدنیا بن جاتے۔ (مشکوٰۃ)

17۔ **معمولات مبارکہ:**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر ادا فرمالیتے تو مدینہ طیبہ کے لونڈی غلام آپ کی خدمت اقدس میں پانی کے برتن لے آتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے تاکہ وہ پانی برکت والا ہو جائے۔ (صحیح مسلم) پھر آپ صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرماتے کہ کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، اگر کوئی خواب بیان کرتا تو اسکی تعبیر ارشاد فرماتے۔

(بخاری)

آقا علیہ السلام یہ بھی دریافت فرماتے کہ کیا کوئی بیمار ہے جسکی عیادت کی جائے یا کوئی جنازہ ہے جسکی نماز ادا کی جائے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان امور کو ادا فرماتے۔

جب اپنے صحابہ سے ملتے تو سلام میں پہل فرماتے اور گرمجوشی سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرماتے اور جب تک دوسرا شخص خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ ہاتھ نہ چھڑاتے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے پاس سے گذرے تو آپ نے انہیں سلام کیا۔ آپ پیدل چلنے کو پسند فرماتے اور آپ نے گھوڑے، دراز گوش اور اونٹنی پر بھی سواری فرمائی ہے۔ وسائل الوصول میں ہے کہ جب آپ پیدل چلتے تو عموماً کوئی چھڑی یا عصا لے کر چلتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری صفائی کا بھی بیحد اہتمام فرماتے اور لوگوں کو بھی اسکی تلقین فرماتے۔ آپ لباس و جسم کی صفائی، مسواک کے ذریعے منہ اور دانتوں کی صفائی اور الجھے ہوئے بالوں کی صورت میں کنگھی کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ تمام کاموں میں آسانی کو اختیار فرماتے، جب کوئی نیک کام شروع فرماتے تو اسے ہمیشہ کیا کرتے۔ آپ حاجت مندوں کی ضروریات پوری فرماتے اور مسند احمد میں ہے کہ جب کوئی آپکی خدمت میں مستحقین کے لیے مال لاتا تو آپ اسکے لیے رحمت کی دعا فرماتے۔

آپ کسی سائل کو انکار نہ فرماتے، اگر دینے کو کچھ نہ ہوتا تو نرمی سے فرماتے کہ فلاں وقت لے جانا۔ کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرہ اقدس اس سے پھیر لیتے لیکن زبان سے کچھ نہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو نگاہ نیچی فرمالیتے۔

جب کوئی آپ کے پاس آتا جسکا نام آپکو پسند نہ ہوتا تو اسکا نام تبدیل فرمادیتے۔ جب کوئی آپکے پاس حاضر ہوتا اور آپ اسے خوش دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے

دست اقدس میں لے لیتے تاکہ انسیت و محبت ہو جائے۔ (طبقات ابن سعد)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنے چہرہ انور کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز کو پست فرماتے (ترمذی) جب آپ کو چھینک آتی تو الحمد للہ فرماتے۔ جب کسی کو چھینک آتی اور وہ الحمد للہ کہتا تو آپ یرحمک اللہ فرماتے۔
(بخاری، مسلم)

آپ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کی اطلاع کے لیے فرماتے السلام علیکم (ابوداؤد) آپکا ارشاد گرامی ہے کہ کسی شخص کو حلال نہیں کہ وہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت کے دیکھے۔ (ترمذی) آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب کسی کو جمائی آئے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔ (بخاری) اور منہ پر ہاتھ بھی رکھنا چاہیے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔ (مسلم)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو فرماتے،

بسم اللہ اللھم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث

" اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (داخل ہوتا ہوں)، اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (بخاری، ترمذی)
آپ جب بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے،

غفرانک الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذیٰ و عافانی

" الٰہی! تیری بخشش چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز دور کی اور مجھے آرام عطا کیا"۔ (ترمذی، ابن ماجہ)
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم) آپ جب

تک زمین کے قریب نہ ہوتے اپنا کپڑا نہ ہٹاتے۔ (ترمذی) آپ نے برہنہ حالت میں باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد) آپ جب حالت جنابت میں ہوتے اور کچھ کھانا یا سونا چاہتے تو وضو فرمالیتے۔ (بخاری) آپ بلا عذر شرعی حالت جنابت میں رہنے کو سخت برا جانتے، آپکا ارشاد ہے، اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، جہاں تصویر، کتا یا ناپاک شخص (جنبی) ہو۔ (ابوداؤد)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز جھوٹ تھا اگر کسی کے بارے میں آپکو علم ہو جاتا کہ اس نے تھوڑی سی بھی غلط بیانی کی ہے تو آپ سخت ناراض ہوتے اور اس سے اسوقت تک گفتگو نہ فرماتے جب تک وہ توبہ نہ کرلیتا۔ آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ کسی چیز سے نیک فال تو لے لیتے مگر بری فال نہیں لیتے تھے۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی تربیت اور امت کی تعلیم کے لیے صحابہ کرام سے مشورہ فرماتے تھے۔ جب آپ خوش ہوتے تو چہرہ انور چاند کی طرح چمکتا اور جب ناراض ہوتے تو ناراضگی کے آثار چہرہ اقدس سے ظاہر ہو جاتے، جب آپ کو زیادہ جلال آتا تو آپ اپنی داڑھی مبارک کو زیادہ چھوتے اور جب آپکو کوئی خوشی کی بات معلوم ہوتی تو آپ سجدہ شکر ادا فرماتے۔

جب بارش ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اپنے مبارک سروں پر سے کپڑے ہٹا دیتے اور بارش کے قطروں کو سروں پر آنے دیتے، آپ فرماتے، "یہ بارش تازہ تازہ ہمارے پیارے رب تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی اور بڑی برکت والی ہے"۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ)

حضور علیہ السلام کبھی آہستہ آواز سے تلاوت فرماتے اور کبھی بلند آواز سے، اور

آپ الفاظ ٹھہر ٹھہر کر یعنی صاف صاف تلاوت فرماتے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی بلند آواز سے تلاوت فرماتے کہ حجرہ مبارک سے باہر صحن میں آپکی آواز سنی جا سکتی تھی البتہ ازواج مطہرات کے حجروں سے آگے آپکی تلاوت کی آواز نہیں جاتی تھی۔ (وسائل الوصول)

آپ تین رات دن سے کم وقت میں قرآن کریم ختم نہیں فرماتے تھے اور جب قرآن پاک ختم فرماتے تو کھڑے ہو کر دعا مانگتے تھے۔ (الوفا) آپ جب قرآن پاک ختم فرماتے تو تمام اہل و عیال کو جمع کر کے دعا فرماتے اور ختم قرآن کے وقت قرآن حکیم کی ابتدائی پانچ آیات بھی تلاوت فرماتے۔ (وسائل الوصول)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت ادا فرمانے کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضروریات کا اہتمام فرماتے اور گھر کے کاموں میں انکی مدد فرماتے۔ (بخاری) آپ دوپہر کو قیلولہ فرماتے، نماز عصر کے بعد سب ازواج مطہرات کے حجروں میں تھوڑی دیر تشریف فرما ہوتے اور ان سے گفتگو فرماتے پھر جس کی باری ہوتی وہیں تمام ازواج مطہرات جمع ہو جاتیں اور آپ ان سے بات چیت فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو ناپسند فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد رات کے ابتدائی وقت میں استراحت فرماتے پھر نصف شب کے بعد نماز کے لیے قیام فرماتے اور تہجد ادا فرماتے پھر شب کے آخر میں وتر پڑھتے اسکے بعد بستر پر تشریف لے آتے، اگر رغبت ہوتی تو زوجہ مطہرہ کے پاس جاتے پھر صبح کی اذان کے فوراً بعد اگر ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو کر کے نماز

کے لیے تشریف لے جاتے۔(شمائل ترمذی)
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن اور بعض روایات کے مطابق جمعرات کے دن اپنی مبارک مونچھیں اور ناخن اقدس تراشتے تھے آپ ناخن مبارک کاٹنے کی ابتدا دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے فرماتے اور پھر دائیں کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے انگوٹھے تک ناخن تراشتے اور آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشتے۔
آپ مسواک اور کنگھی کبھی جدا نہ فرماتے اور سر اقدس میں جب تیل لگاتے تو داڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے اور اپنا جمال بیمثال آئینہ میں ملاحظہ فرماتے اور دعا فرماتے، "اے اللہ! جیسے تو نے مجھے حسین تخلیق فرمایا ہے ایسے ہی میرے اخلاق اچھے بنادے"۔(مدارج النبوۃ)
آپ کسی تاریک گھر میں اسوقت تک تشریف فرما نہ ہوتے جب تک اسمیں چراغ وغیرہ نہ جلادیا گیا ہو، آپ سبزہ اور بہتا ہوا پانی دیکھنا پسند فرماتے تھے۔
آپ سفر میں ہمیشہ سرمہ دانی، مسواک اور کنگھی ساتھ رکھا کرتے، آپ جب تیل لگاتے تو بائیں ہتھیلی پر تیل نکالتے اور پہلے بھنوؤں پر لگاتے پھر آنکھوں پر اور اسکے بعد سر میں لگاتے۔
بخاری و مسلم کی روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی نفی مذکور ہے جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی ریش مبارک کو زعفران اور ورس سے خضاب کیا ہے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے خضاب لگانا ثابت ہے مگر ایسا بہت کم ہوا ہے کیونکہ آپکی عادت مبارکہ خضاب نہ لگانے ہی کی ہے۔(وسائل الوصول) احناف اور شوافع کے نزدیک سیاہ خضاب حرام ہے۔

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی) ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نویں ذی الحجہ اور دس محرم کو روزہ رکھتے تھے اور ہر ماہ میں کم از کم تین دن روزہ رکھتے تھے۔ (وسائل الوصول)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی رات کی نماز (تہجد) نہیں چھوڑتے تھے اگر طبیعت ناساز ہوتی تو بیٹھ کر پڑھ لیتے۔ آپ اشراق کی دو رکعتیں بھی کبھی ترک نہ فرماتے تھے۔ (وسائل الوصول) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر (فرض) نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر الہیٰ فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو بہت مختصر نماز پڑھاتے اور جب تنہا نماز پڑھتے تو بہت طویل نماز ادا فرماتے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کو جب کوئی رنج پیش آتا تو آپ نماز ادا فرماتے۔ نفل نمازیں گھر میں ادا کرنا آپ کو محبوب تھا آپ ہر نماز کے بعد تین بار استغفار پڑھ کر پھر دعا فرماتے۔ آپ ماہ رمضان میں اس کثرت سے عبادت فرماتے کہ چہرہ اقدس کا رنگ بدل جاتا، آخری عشرے کی تمام راتیں جاگتے اور اعتکاف بھی فرماتے۔ (وسائل الوصول)

اگر آپکے اصحاب میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ہر تیسرے روز اسکی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، آپ ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کی تلقین فرماتے کیونکہ اس سے باہمی ربط اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ آپ تحفہ قبول فرماتے اور اسکا بہتر بدلہ عنایت فرماتے۔ آپکا ارشاد گرامی ہے، تین چیزیں یعنی تکیہ، خوشبو اور دودھ جب دی جائیں تو انہیں لینے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

جب کوئی آپکو کھانے کی دعوت دیتا اور آپکے ساتھ کوئی ایسا شخص بھی ہوتا جسے دعوت نہ دی گئی ہوتی تو آپ میزبان سے فرماتے، یہ شخص میرے ساتھ آگیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو یہ کھانے میں شریک ہو ورنہ واپس چلا جائے۔ آپ تنہا کھانا تناول نہیں فرماتے تھے آپکو وہ دسترخوان زیادہ پسند تھا جس پر بہت سے لوگ مل کر کھانا کھائیں۔ آپ کے گھر کوئی مہمان آتا تو اسکی بیحد تواضع فرماتے، بار بار کھانے کو پوچھتے اور جب کھانا پیش فرماتے تو اصرار کے ساتھ کھلاتے۔ (وسائل الوصول)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر جنگل کی طرف نکل جاتے، کئی صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ ہوتے، وہاں آپ اور آپکے اصحاب کھاتے پیتے بھی اور لکڑیاں بھی جمع کرتے۔ (وسائل الوصول)

آپ اچھے اشعار کو پسند فرماتے تھے، آپ فرماتے کہ یہ شعر کافروں کو تیر سے بھی زیادہ تیز لگتے ہیں۔ (ترمذی) آپ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر بچھاتے جس پر بیٹھ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان فرماتے۔ (بخاری)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجلس میں سو سے زائد مرتبہ بیٹھا آپکے سامنے صحابہ کرام شعر پڑھتے، زمانہ جاہلیت کی باتیں ایک دوسرے کو سناتے، آپ خاموش رہتے اور کبھی کبھی انکے ساتھ مسکرا دیتے۔ (شمائل ترمذی)

آقا علیہ السلام حرام اور ناجائز باتوں کے علاوہ کسی بات پر اپنے اصحاب کو نہیں جھڑکتے تھے، کوئی صحابی تین روز تک مجلس میں نہ آتا تو لوگوں سے اسکے بارے میں دریافت فرماتے اور عذر معلوم ہونے پر اسکے لیے دعا فرماتے۔

(وسائل الوصول)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انکے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت متفکر رہتے تھے اور آپکو آرام و سکون سے کوئی واسطہ نہیں تھا آپ زیادہ تر خاموش رہتے اور بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، کلام کی ابتدا اور انتہا میں زیادہ وضاحت فرماتے، جامع کلمات کے ساتھ مفصل کلام فرماتے لیکن نہ کوئی لفظ ضرورت سے زائد ہوتا اور نہ کوئی کم۔ آپ نہ تو سخت طبیعت تھے اور نہ دوسروں کو حقیر سمجھنے والے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعمت کی قدر فرماتے اگرچہ تھوڑی ہی ہو اور کسی نعمت کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی نہ تو برائی کرتے اور نہ تعریف۔ آپ دنیا اور اسکے مال و متاع کی وجہ سے غضب ناک نہیں ہوتے تھے البتہ جب کہیں حق بات سے تجاوز کیا جاتا تو آپ کا غصہ اس وقت تک دور نہیں ہوتا تھا جب تک آپ اسکا انتقام نہ لے لیتے، آپ اپنی ذات کے لیے نہ ناراض ہوتے اور نہ انتقام لیتے۔

آقا علیہ السلام پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور جب تعجب فرماتے تو ہاتھ مبارک کو اوپر نیچے کرتے اور جب گفتگو فرماتے تو دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے پیٹ پر مارتے۔ جب آپ ناراض ہوتے تو چہرہ انور کو پھیر لیتے اور کنارہ کش ہو جاتے اور جب خوش ہوتے تو نگاہیں جھکا لیتے، آپکی ہنسی عموماً مسکراہٹ ہی ہوتی تھی اور آپکے اولوں کی طرح سفید و چمکدار دندان مبارک ظاہر ہو جاتے تھے"۔ (شمائل ترمذی)

ایک اور روایت میں آپ کا ارشاد ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

خاموشی کے چار اسباب تھے اول: اندازہ، دوم: تفکر، سوم: حلم، چہارم: احتیاط

آپکا اندازہ اسلیے تھا کہ سب حاضرین پر نظر رہے اور آپ ہر ایک کی بات پوری توجہ سے سماعت فرمائیں۔
آپکا تفکر اسلیے تھا کہ آپ فنا ہونے والی اور باقی رہنے والی چیزوں کی حقیقت سے آشنا تھے اور انکے بارے میں سوچا کرتے تھے۔
آپکا حلم صبر آمیز تھا اسلیے آپ کبھی بھی اپنی ذات کی خاطر غصہ نہ کرتے تھے۔
آپ کی احتیاط چار خوبیوں کی جامع تھی۔
اول: نیک باتیں اختیار کرنا تاکہ لوگ آپکی پیروی کریں،
دوم: بری باتوں سے دور رہنا تاکہ لوگ ان سے باز رہیں،
سوم: ہر اس چیز کی کوشش کرنا جس کا امت کو فائدہ ہو،
چہارم: ان امور کا اختیار کرنا جو امت کے لیے دنیا و آخرت دونوں میں فائدہ مند ہوں۔(کتاب الشفا جلد اول)
امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو وقت اپنے گھر مبارک میں گزرتا تھا آپ اس میں کیا کیا کرتے تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا،
"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے، ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ایک حصہ گھر والوں کے لیے اور ایک حصہ اپنی ذات اقدس کے لیے، پھر اپنا ذاتی حصہ اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے اور (اپنے فیوض و برکات) خاص صحابہ کرام کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچا دیتے اور ان سے نصیحت و ہدایت کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھتے۔

امت کے لیے مخصوص وقت میں خاص صحابہ کرام کو گھر میں آنے کی اجازت عطا فرماتے اور انکی دینی فضیلت کے لحاظ سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔ ان میں سے کسی کی ایک دینی ضرورت ہوتی کسی کی دو یا زائد، آپ انکی ضروریات پوری فرماتے اور انکو انکی اپنی اور امت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول فرماتے۔

آپ ان سے انکے مسائل دریافت فرماتے اور مناسب حال ہدایات ارشاد فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ جو حاضر ہیں انہیں چاہیے کہ دوسروں تک یہ باتیں پہنچا دیں نیز یہ بھی فرماتے کہ جو لوگ (مثلاً عورتیں، بیمار، ضعیف وغیرہ) مجھ تک اپنی حاجتیں نہیں پہنچا سکتے تم انکی حاجتیں مجھ تک پہنچا دیا کرو کیونکہ جو شخص کسی ایسے آدمی کی حاجت اختیار والے تک پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔

بارگاہ نبوی میں ایسی ہی باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور دوسری فضول و بے فائدہ باتیں نہیں ہوتی تھیں لوگ آپکے پاس علم و فضل کی طلب میں آتے اور حصول علم کے علاوہ کچھ نہ کچھ کھا کر جاتے اور بھلائی کے رہبر بن کر جاتے"۔

امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو وقت گھر سے باہر گزرتا تھا اس میں آپ کیا کیا کرتے تھے؟

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا،

"آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خاموش رہتے اور اپنی زبان مبارک کو مفید و ضروری کلام کے لیے ہی استعمال فرماتے، صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اور انکو جدا نہ ہونے دیتے۔ آپ ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اسے ان پر حاکم مقرر فرماتے۔ لوگوں کو عذاب سے ڈراتے اور ان سے احتراز کرتے لیکن

اسکے باوجود ہر ایک سے خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ اپنے صحابہ کرام کی خبر گیری کرتے اور ان سے لوگوں کے حالات بھی دریافت فرماتے۔ آپ ہمیشہ اچھی بات کی تعریف اور تائید فرماتے اور بری بات کی برائی ظاہر فرماتے اور اسکی تردید فرماتے۔

آپ ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے اور صحابہ کرام سے بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا سست نہ ہو جائیں۔ آپ ہر حال میں مستعد رہتے اور حق سے کوتاہی نہ کرتے اور نہ ہی حق سے تجاوز فرماتے۔ جو لوگ آپکی خدمت اقدس میں حاضر رہتے وہ سب لوگوں سے بہتر ہوتے۔ سب سے افضل آپکے نزدیک وہ ہوتا جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا اور آپ کے نزدیک وہ شخص بڑے مرتبہ والا ہوتا جو لوگوں کی مدد اور غم خواری کرتا اور ان سے اچھا برتاؤ کرتا"۔

امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد گرامی سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا،

۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔ آپ جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہاں تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے۔ ہر بیٹھنے والے کو اسکا حق دیتے اور سب سے اسطرح پیش آتے کہ کوئی یہ نہ سمجھتا کہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ باعزت ہے۔ آپ کی خوش مزاجی اور حسن اخلاق سب کے لیے تھا چنانچہ آپ لوگوں کے لیے باپ کی طرح تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپکے نزدیک برابر تھے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجلس حلم، حیا، صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی، نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی کسی کی عزت پر عیب لگایا جاتا۔ آپکی مبارک مجلس کی غلطیاں (اگر بالفرض کسی سے سرزد ہو جائیں)

پھیلائی نہیں جاتی تھیں اہل مجلس آپس میں برابر ہوتے تھے صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے۔ اہل مجلس تواضع و عاجزی کرتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم کرتے، حاجت مندوں پر ایثار کرتے اور مسافر کے حقوق کا خیال رکھتے تھے"۔ (شمائل ترمذی)

اب آخر میں آقائے دوجہاں شفیع عاصیاں مونس بیکساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے معطر و منور اسوہ حسنہ سے چند آداب پیش کیے جارہے ہیں اسوہ حسنہ کی روشنی میں آداب زندگی کی تفصیل اور متعلقہ ضروری فقہی مسائل جاننے کے لیے صدر الشریعہ علامہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ کی معروف کتاب "بہار شریعت" کے سولھویں حصے کا مطالعہ فرمائیں۔

18 - نشست مبارک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھنا پسند فرماتے تھے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک چار زانو تشریف فرما ہوتے۔ (ابوداؤد) اکثر آپ مسجد میں اسطرح تشریف فرما ہوتے کہ زانو مبارک اٹھا کر پنڈلیوں کو ملا کر بیٹھتے، کبھی چادر مبارک لپیٹ لیتے اور کبھی بغیر چادر کے تشریف رکھتے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اسطرح تشریف فرما ہوتے کہ زانو مبارک کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو گھیر کر ایک ہاتھ سے دوسرے کو پکڑ لیتے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو مسجد میں بغلوں میں ہاتھ دبائے ہوئے دوزانو بیٹھے دیکھا آپ کو اس عاجزی سے بیٹھا دیکھ

کر میں رعب و خوف سے کانپ گئی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ (شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور پھر سایہ سمٹ جائے اور وہ کچھ سایہ اور کچھ دھوپ میں ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہاں سے اٹھ جائے۔ (ابوداؤد) ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک کرسی پر تشریف فرما تھے جو کھجور کی جالی سے بنی ہوئی تھی۔ (الوفا)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، لیٹنا، کھڑا ہونا، چلنا، آنا جانا، کھانا پینا، بولنا اور خاموش رہنا غرض یہ کہ ہر وقت آپکے قلب اطہر میں اللہ تعالیٰ ہی کی یاد رہتی تھی۔ (مدارج النبوۃ)

آپ نے اپنے امتیوں کو یہی تعلیم دی ہے کہ وہ یاد الٰہی سے غافل نہ ہوں۔ حدیث پاک میں ارشاد گرامی ہے، جو لوگ کسی جگہ بیٹھے اور بغیر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اٹھ گئے انہوں نے اپنا نقصان کیا، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں اس پر عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔ (ترمذی، مستدرک)

19 - آداب طعام و نوش:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف رکھتے اور زمین پر ہی دستر خوان بچھا کر کھانا تناول فرماتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو میز پر رکھ کر کھانا کھایا نہ چھوٹی پیالی میں کھایا اور نہ

ہی آپکے لیے چپاتی پکائی گئی۔ (شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور بعض دفعہ پانچوں انگلیوں سے بھی اور طعام کے بعد آپ انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔ (مدارج) نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیوں اور برتن کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا، تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

آپ نے کھانے اور پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا (طبرانی) آپ نے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے اور لین دین کرنے کو منع فرمایا اور دایاں ہاتھ استعمال کرنے کا حکم دیا (ابن ماجہ) دسترخوان پر لقمہ گر جائے تو اسے کھانے کا حکم دیا (مسلم) نیز فرمایا، جو دسترخوان پر گری ہوئی چیز اٹھا کر کھاتا ہے اسکی اولاد خوبصورت پیدا ہوتی ہے اور وہ محتاجی سے محفوظ رہتا ہے۔ (مدارج)

آپ کا ارشاد گرامی ہے، کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھایا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے (ابوداؤد) اور بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کے اس جانب سے کھاؤ جو تمہارے قریب ہے۔ (بخاری، مسلم)

یہ بھی ارشاد فرمایا، جب کوئی کھانا کھائے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے یہ کہے، بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ۔

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں اس کھانے کے اول و آخر میں"۔ آپ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا"۔ (شمائل ترمذی)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، جب دستر خوان پر لوگ کھا رہے ہوں اور تم میں سے کسی کا پیٹ بھر جائے تو اسے چاہیے کہ دوسروں کے فارغ ہونے تک دستر خوان سے نہ اٹھے کیونکہ ایک آدمی کے جلدی اٹھ جانے سے اسکے ساتھی کو شرمندگی ہوتی ہے۔ آپ نے ایک بار یہ بھی فرمایا، روٹی چھوٹی پکایا کرو البتہ تعداد میں زیادہ کر دیا کرو، اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ (وسائل الوصول)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے (بخاری) یا آپ پیٹھ مبارک کے بل بیٹھتے اور دونوں گھٹنے مبارک کھڑے کر کے کھانا تناول فرماتے اور یا دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر تشریف فرما ہوتے (مدارج)

کھانے کے آداب و سنن یہ ہیں کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئیں البتہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر نہ پونچھیں جبکہ کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیے سے پونچھ لیے جائیں۔ (بہار شریعت)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص غذا کا تکلف نہ فرماتے تھے اگرچہ بعض غذائیں آپ کو مرغوب تھیں۔ آپ شکم سیر ہو کر کھانا تناول نہ فرماتے تھے آپ کا ارشاد گرامی ہے، "دنیا میں شکم سیر لوگ آخرت میں بھوک والے ہیں"۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں صبح کے کھانے میں یا رات کے کھانے میں روٹی اور گوشت دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتی تھیں، ان دونوں کا اہتمام آپ صرف مہمانوں کی خاطر فرماتے۔ (شمائل ترمذی)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کاشانہ نبوت میں صبح اور شام

یعنی دو وقت کھانا کھایا جاتا اور اس میں بھی بقدر ضرورت کھانا جو میسر ہوتا کھالیا جاتا ورنہ کھجوروں اور پانی پر قناعت کی جاتی، اس بارے میں زہد و قناعت کے عنوان کے تحت گفتگو ہو چکی ہے۔ آپ کھانے کو کبھی عیب نہ لگاتے اگر خواہش ہوتی تو کھالیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ (بخاری، مسلم)

آپ کے کاشانہ۔ اقدس میں بغیر چھنے ہوئے جو کے آٹے کی روٹی پکتی اور کبھی کبھی آپ نے گندم کی روٹی بھی تناول فرمائی ہے۔ بسا اوقات آپ مجلس میں بیٹھے ہوئے ہوتے اور صرف پانی پی کر ہی گزارہ کر لیتے، آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ حلال کھانے سے کبھی پرہیز نہیں فرماتے تھے۔ (وسائل الوصول)

آپ کا محبوب ترین کھانا سبزیاں تھیں (الوفا) اور سبزیوں میں آپ لوکی یا کدو کو بیحد پسند فرماتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سالن کے پیالے میں سے کدو تلاش کر رہے ہیں پس اس دن سے میں کدو کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، سرکہ بہترین سالن ہے۔ (شمائل ترمذی) آپ حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے۔ (بخاری) آپ گڑ کی شکر کو بھی پسند فرماتے اور اسے صدقہ میں دیتے تھے۔ (مدارج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بھی مرغوب تھا آپکا ارشاد گرامی ہے، " دنیاوی کھانوں کا سردار گوشت ہے اور اسکے بعد چاول "۔ (مدارج النبوت)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سالن پکایا، آپ شانہ (بازو) پسند فرماتے تھے میں نے آپکو شانہ پیش کیا ارشاد فرمایا، مجھے اور شانہ دو۔ میں نے دوسرا شانہ پیش کیا فرمایا، مجھے اور شانہ دو۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بکری کے دو

ہی شانے ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں تجھے کہتا رہتا اس دیگچی سے شانے نکلتے رہتے۔ (شمائل ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانوں میں ثرید کو بھی پسند فرماتے تھے جو کہ روٹی توڑ کر گوشت کے شوربے میں بھگو کر بنایا جاتا ہے اور کھجور، مکھن اور روٹی سے بھی بنایا جاتا ہے۔ آپکا ارشاد مبارک ہے، "عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔ (ابوداؤد، شمائل ترمذی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ کا گوشت بھی تناول فرمایا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ امام حسن، ابن عباس اور ابن جعفر رضی اللہ عنہم میرے پاس آئے اور فرمایا، ہمارے لیے وہی کھانا پکاؤ جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا، میں نے کہا میرے بیٹو! آج تمہیں وہ کھانا پسند نہ آئے گا (ایسا کھانا تنگی ہی میں پسند ہوتا ہے) انہوں نے فرمایا، نہیں ہمیں ضرور پسند آئے گا۔ چنانچہ میں نے تھوڑے سے جو پیس کر ہانڈی میں ڈالے اور زیتون کا تیل ملا کر کچھ مرچیں اور دوسرے مسالے ڈالے پھر انہیں پکا کر لے آئی اور کہا، یہ وہ کھانا ہے جسے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

کھجور کے ساتھ تربوز یا خربوزہ یا ککڑی ملا کر کھانا اور انگور کھانا آپ کو مرغوب تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر موسم کا پھل تناول فرماتے اور اپنے شہر کے کسی پھل سے پرہیز نہیں فرماتے تھے امام قسطلانی فرماتے ہیں، انسان کی صحت کا یہ ایک بڑا سبب ہے کہ وہ اپنے علاقے کے تمام پھل کھائے اور جس موسم کو وہ پائے اسکے پھلوں سے پرہیز نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر علاقے کی آب و

ہوا کے مطابق پھل پیدا فرمائے ہیں۔ (وسائل الوصول)

آپ کھانے کے فوراً بعد پانی نوش نہ فرماتے تھے۔ (مدارج) آپکو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا۔ (شمائل ترمذی) آپ رات بھر رکھے ہوئے پانی کو تازہ پانی کے مقابلے میں پسند فرماتے۔ (بخاری) آپکے مشروبات میں دودھ، شہد، ستو، نبیذ (ایسا پانی جس میں کچھ دیر کھجوریں بھگو کر رکھی جائیں) اور ٹھنڈا پانی شامل ہیں۔ (الوفا)

آقا علیہ السلام شہد کو پانی میں ملا کر صبح ہنار منہ نوش فرماتے پھر کچھ دیر ٹھہر کر ناشتہ تناول فرماتے۔ (مدارج النبوۃ) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آب زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کے سوا پانی ہمیشہ بیٹھ کر نوش فرماتے اور پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیا کرتے۔ (شمائل ترمذی)

آقا علیہ السلام ہر سانس میں منہ اقدس سے پیالے کو الگ کر کے سانس لیتے اور پیالے میں پھونکنے سے منع فرماتے۔ (ابن ماجہ) آپ جب دہن اقدس سے پیالے کو قریب لاتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب پیالے کو منہ مبارک سے ہٹاتے تو الحمد للہ فرماتے۔ (ترمذی، مدارج) آپ کھڑے ہو کر پینے سے منع فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی مشروب پیتے تو پہلے اپنے دائیں طرف والے کو عطا فرماتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، وہاں نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کے برتن میں سے کچھ پی کر مجھ سے ارشاد فرمایا، اب پینے کا حق تیرا ہے (کہ تو دائیں جانب ہے) اگر تو خوشی سے چاہے تو خالد کو ترجیح دیدے (کہ وہ عمر میں بڑے ہیں) میں نے عرض کی، میں آپکے بچے ہوئے

دودھ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، پھر میں نے وہ پی لیا۔ (بخاری)

آپ نے فرمایا، جس کو اللہ تعالیٰ کچھ کھلائے اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے،

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ۔

"اے اللہ! تو ہمیں اسمیں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر کھانا عطا فرما"۔ اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے اسے چاہیے کہ یہ دعا پڑھے،

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ۔

"اے اللہ! ہمیں اس میں برکت عطا فرما اور ہمارے رزق میں زیادتی فرما"۔

پھر آپ نے فرمایا، دودھ کے سوا اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے کھانے اور پینے دونوں کا کام دے سکے۔ (شمائل ترمذی)

20 ۔ لباس مبارک:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو لباس میسر ہوتا زیب تن فرماتے عمدہ و نفیس لباس کی خواہش نہ فرماتے، بس حسب ضرورت لباس پر اکتفا فرماتے۔ اکثر آپ کا لباس چادر، کرتا اور ازار (تہبند) ہوتا جو کہ سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے اور آپ اونی کپڑے بھی پہنتے۔ آپ کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ کو مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا صاف و پاکیزہ ہونا اور کم پر راضی ہونا بہت پسند ہے"۔ آپ کی چادر مبارک میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپ گندے اور میلے کپڑوں کو مکروہ و ناپسند فرماتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم وفود کے لیے عمدہ لباس پہنتے اور جمعہ و عیدین کے لیے بھی آرائش فرماتے اور اسکے لیے ایک لباس علیحدہ سے محفوظ رکھتے تھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس قسم کا لباس پہننا ایسا ہے جیسے قتال کے لیے ہتھیار لگانا اور عمدہ و قیمتی لباس پہننا اور ان چیزوں میں بڑائی دکھانا جو دین حق کی

برتری اور غلبہ کے لیے ہوں درحقیقت یہ دشمنوں کو جلانے اور ان پر رعب جمانے کے لیے ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ مبارک کی زیارت کرائی جس میں بٹن اور تکمے ریشم کے تھے آپ نے فرمایا، اس لباس کو پہن کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ (الوفا) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ میں سرخ دھاری دار چادر اور ہتبند زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

آپ نیا لباس پہن کر دو رکعت نفل ادا فرماتے اور عموماً نیا لباس جمعہ کو پہننا شروع فرماتے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان عید پر بچوں کو نئے رنگین کپڑے اور بچیوں کو زیورات پہناتے۔ (وسائل الوصول) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس میں سب سے زیادہ کرتا پسند تھا۔ (شمائل ترمذی) اس کرتے میں سینے کے مقام پر جیب تھی۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں میں یمنی منقش چادر بہت پسند تھی۔ (بخاری و مسلم) آپ نے دو سبز چادریں بھی اوڑھی ہیں۔ (شمائل ترمذی) آپ صبح کے وقت باہر تشریف لے جاتے ہوئے کالی چادر اوڑھا کرتے۔ (مدارج) آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ بہت پسند تھا ارشاد گرامی ہے، تم سفید کپڑے ضرور پہنو کہ یہ بہترین لباس ہے زندگی کی حالت میں بھی سفید کپڑے پہنو اور مردوں کو بھی سفید کپڑوں میں دفن کرو۔ (شمائل ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یا اپنی پنڈلی کا گوشت پکڑ کر فرمایا، یہ ہتبند کی جگہ ہے اگر یہ نہیں تو کچھ نیچے تک

اور اگر یہ بھی نہیں تو ہتبند کو ٹخنوں پر ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ (شمائل ترمذی)
آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے، جو شخص نیا لباس پہن کر یہ دعا پڑھے اور پرانا کپڑا راہ خدا میں دیدے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ لباس پہنایا۔ جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور زندگی میں اس سے خوبصورتی حاصل کرتا ہوں"۔ (مشکوٰۃ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ "پاجامہ (شلوار) پہننا سنت ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے"۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی قادری فرماتے ہیں کہ اس کو سنت اس لیے کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہنا۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہتبند پہنا کرتے تھے پاجامہ یا شلوار پہننا ثابت نہیں (بہار شریعت)
شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے بعض محدثین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے اسے پہنا اور آپ کی اجازت سے صحابہ کرام نے بھی پہنا۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین ٹوپیاں تھیں ایک سفید رنگ والی مصری ٹوپی، دوسری یمنی چادروں کے کپڑے سے بنی ہوئی اور تیسری کانوں والی ٹوپی جس کو آپ سفر میں پہنا کرتے تھے۔ (الوفا) آپ کی ٹوپی سر اقدس سے چمٹی ہوئی ہوتی تھی یعنی بلند نہ تھی آپ اس پر عمامہ شریف باندھا کرتے۔ (مدارج) آپ کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) ایک ہاتھ سے مراد بیچ کی انگلی سے لے کر کہنی تک کا فاصلہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ مبارک باندھتے تو دونوں کندھوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔ (شمائل ترمذی) فتح مکہ کے دن آپ کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا اور آپ نے اس کے ایک سرے کو دونوں شانوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔ (مسلم) آپ کسی شخص کو اسوقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے جب تک اسکے عمامہ نہ بندھوا دیتے، اس عمامہ کا شملہ دائیں شانے پر کان کی طرف ڈالا جاتا۔ آپکا ارشاد گرامی ہے، عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیازی فرق ہے۔ (وسائل الوصول)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر سر مبارک کو تیل لگاتے اور داڑھی اقدس میں کنگھی فرماتے اور آپ اکثر عمامہ مبارک کے نیچے ایک چھوٹا سا رومال رکھتے جو کہ تیل سے بھیگ جاتا (مگر عمامہ مبارک تیل سے آلودہ نہ ہوتا)۔ (شمائل ترمذی)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے مدارج النبوۃ میں لباس مبارک کے بیان میں نعلین مبارک، موزے مبارک اور انگوٹھی مبارک کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس بارے میں بھی چند باتیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک میں دو تسمے تھے۔ (بخاری) تسمہ سے مراد وہ درمیانی تسمہ ہے جس میں انگلی یا انگوٹھا ڈالتے ہیں آپ دونوں تسموں کے درمیان انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی یا اسکے برابر والی انگلی ڈالتے تھے۔ آپکے نعلین پاک میں ایک باریک تلا ہوتا تھا پچھلے حصہ میں ایک ایڑی ہوتی تھی اور اگلی جانب زبان کی طرح کچھ حصہ انگلیوں کے لیے آگے کو نکلا ہوتا تھا۔ (وسائل الوصول)

آپ نے رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے استعمال فرمائے ہیں (الوفا) آپ نے

نجاشی رحمۃ اللہ علیہ کے بھیجے ہوئے سیاہ موزے پہنے ہیں۔ (شمائل ترمذی)
آپ جب نعلین مبارک پہنتے تو پہلے دایاں پہنتے اور جب اتارتے تو پہلے بایاں اتارتے۔ (الوفا) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کبھی کبھی ننگے پاؤں رہنے کا بھی حکم دیا ہے۔ (ابو داؤد)
آپ نے پیوند لگے ہوئے نعلین شریف بھی پہنے ہیں۔ (الوفا)
مدارج النبوۃ میں ہے کہ بعض علماء نے نعلین شریف کے فضائل و برکات پر رسائل تحریر کیے ہیں اور مواہب الدنیہ میں مجرب عمل لکھا ہے کہ مقام درد پر نعلین شریف کا نقشہ رکھنے سے درد دور ہو جاتا ہے اسے پاس رکھنے سے لوٹ مار سے حفاظت ہوتی ہے، شیطان کے مکر و فریب سے پناہ ملتی ہے، وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے، حاسدوں کے شر سے نقصان نہیں پہنچتا اور سفر طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اسکی تعریف و توصیف اور اسکے فضائل میں کئی قصیدے لکھے گئے ہیں۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قیصر و کسریٰ اور نجاشی کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو کسی نے عرض کی کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط قبول نہیں کرتے۔ پھر آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ نقش تھا۔ (بخاری، مسلم)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی اسکا نگینہ حبشی ساخت کا تھا اور آپ نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔ (بخاری) بعض روایات میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا وارد ہوا ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

عام لوگوں کے لیے انگوٹھی پہننے میں اختلاف ہے بعض اسے مباح جبکہ بعض اسے مکروہ بتاتے ہیں۔ (مدارج) بہار شریعت میں در مختار اور ردالمختار کے حوالے سے مرقوم ہے کہ " مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے (ایک رتی) کم ہو (اور صرف ایک نگینہ والی ہو)"۔

21 - آداب استراحت:

مالک کونین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک چمڑے کا تھا جسمیں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (بخاری، مسلم) کبھی آپ چٹائی پر آرام فرماتے اور کبھی ٹاٹ پر استراحت فرماتے جسے دوہرا کر کے بچھایا گیا ہوتا (شمائل ترمذی) آپکا تکیہ مبارک ٹاٹ کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اگر آپکے لیے بستر بچھا دیا جاتا تو اس پر آرام فرماتے ورنہ زمین پر ہی استراحت فرمالیتے تھے۔ (مدارج) آپ نے چارپائی پر بھی آرام فرمایا ہے۔ (وسائل الوصول)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے وضو فرماتے تھے اور اپنے اہلبیت سے گھریلو امور یا دینی معاملات کے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔ آپ سونے سے پہلے دوسرا ہتبند پہنتے اور کرتا مبارک اتار دیتے پھر بستر کو کسی کپڑے سے جھاڑ کر استراحت فرماتے۔ آپ رات کے ابتدائی حصہ میں آرام فرماتے اور پھر بیدار ہو کر مسواک و وضو کر کے عبادت فرماتے۔ (زادالمعاد)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند اعتدال کے مطابق تھی آپ نہ تو ضرورت سے زائد سوتے اور نہ ہی ضرورت سے زائد بیدار رہتے، بلکہ قیام بھی فرماتے اور نیند بھی فرماتے جیسا کہ نوافل و عبادات میں حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی عادت مبارکہ تھی آپ کبھی رات میں آرام فرماتے پھر بیدار ہو کر نماز ادا فرماتے پھر سو جاتے اسی طرح آقا علیہ السلام چند بار سوتے اور بیدار ہوتے۔ (مدارج النبوۃ)

مواہب الدنیہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نماز عشاء سے فارغ ہو کر اول شب میں سو جاتے تھے نصف شب کو بیدار ہو کر مسواک و وضو کے بعد عبادت فرماتے۔ آپ دائیں کروٹ پر سوتے اور جب تک آنکھ نہ لگ جاتی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے۔ آپ کبھی اتنا کھانا نہ تناول فرماتے کہ سستی کا غلبہ ہو۔ آپ ازواج مطہرات کو حکم فرماتے کہ وہ سونے سے پہلے ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھیں۔ (وسائل الوصول)

آپ ہر رات سونے سے قبل سرمہ لگاتے تھے تین بار دائیں آنکھ میں اور تین بار بائیں آنکھ میں۔ پھر آپ بستر مبارک پر دائیں ہتھیلی کو دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھتے (شمائل ترمذی) آپ ہر رات کو سورہ الاخلاص، سورہ الفلق اور سورہ الناس پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونک مارتے اور پھر انہیں اپنے جسم اطہر پر، جہاں تک ممکن ہوتا پھیرتے اور ابتدا سر اقدس، چہرہ انور اور جسم اطہر کے سامنے والے حصہ سے فرماتے اور تین بار یہ عمل فرماتے۔ (بخاری، مسلم)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات سونے سے قبل سورہ الم سجدہ اور سورہ الملک تلاوت فرماتے تھے۔ (احمد، ترمذی، نسائی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو استنجا و طہارت کے بعد وضو کر کے سو جاتے۔ (بخاری، مسلم)

آپ پیٹ کے بل یعنی اوندھا لیٹنے والے کو سخت ناپسند فرماتے تھے ایک بار

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسطرح لیٹنا جہنمیوں کا طریقہ ہے یعنی اسطرح کافر لیٹتے ہیں یا جہنم میں جہنمی اسطرح لیٹیں گے ۔ (ابن ماجہ) آپکا ارشاد گرامی ہے، جو عصر کے بعد سوئے اور اسکی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے (بہار شریعت) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر کوئی روک یا منڈیر نہ ہو۔ (ترمذی) جب گرمیوں کا موسم شروع ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی رات سے چھت پر آرام فرمانا شروع کرتے اور جب سردیاں شروع ہوتیں تو جمعہ کی رات سے ہی چھت پر سونا ترک فرما کے مکان میں آرام فرماتے ۔ (الوفا)

نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اگر فجر سے کچھ دیر قبل آرام فرماتے تو دایاں بازو کھڑا کر کے اسکی ہتھیلی پر سر مبارک رکھ لیتے اور آرام فرماتے تاکہ نماز کے لیے بیدار ہونے میں آسانی ہو (شرح السنہ، مدارج النبوۃ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند فرماتے تو آپکے سانس کی آواز سنائی دیا کرتی تھی ۔ (شمائل ترمذی)

آپ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا مانگتے،

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا۔

" الٰہیٰ! ہم تیرے ہی نام سے جیتے ہیں اور ہمیں تیرے ہی نام پہ موت آئے "۔

آپ جب بیدار ہوتے تو فرماتے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ

" تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے (یعنی نیند) کے بعد زندہ کیا اور ہمیں اسی کی طرف جانا ہے "۔ (شمائل ترمذی)

باب پنجم

خصائص مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ و سلم

قرآن کی روشنی میں

افکارِ اسلامی

افکارِ اسلامی

1 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (الفتح:۲۹)

2 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفیٰ ہیں۔ (آل عمران: ۳۳)

3 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجتبیٰ ہیں۔ (آل عمران: ۱۷۹)

4 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرتضیٰ ہیں۔ (الجن: ۲۷)

5 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبد کامل ہیں۔ (بنی اسرائیل: ۱)

6 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی امی ہیں۔ (الاعراف: ۱۵۷)

7 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ (المائدہ: ۱۵)

8 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم برھان ہیں۔ (النساء: ۱۷۴)

9 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب: ۴۰)

10 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شھید (گواہ) ہیں۔ (البقرہ: ۱۴۳)

11 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی احمد بھی ہے۔ (الصف: ۶)

12 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاھد (حاضر و ناظر) ہیں۔ (الاحزاب: ۴۵، الفتح: ۸، المزمل: ۸)

13 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراج منیر (چمکا دینے والے آفتاب) ہیں (الاحزاب: ۴۵)

14 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم داعی الی اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے) ہیں (الاحزاب: ۴۵)

15 : اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے حسنیٰ رؤف و رحیم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے (التوبہ: ۱۲۸)

16 : رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو یٰسٓ (اے سردار یا اے انسان کامل)

کہہ کر خطاب فرمایا (یٰسٓ: ۱)

17 : جان کائنات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو طٰہٰ (اے پاکیزہ راہنما) کہہ کر بھی خطاب فرمایا (طٰہٰ: ۱)

18 : حضور علیہ السلام بشیر (خوشخبری دینے والے) ہیں (البقرہ: 119)

19 : حضور علیہ السلام نذیر (ڈر سنانے والے) ہیں (البقرہ: 119)

20 : آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاایھا المزمل (اے جھرمٹ مارنے والے) کہہ کر خطاب فرمایا گیا (المزمل: ۱)

21 : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاایھا المدثر (اے کمبل اوڑھنے والے) کہہ کر خطاب فرمایا گیا (المدثر: ۱)

22 : آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنایا گیا (الانبیاء: ۱۰۷)

23 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے مسلمان ہیں (الانعام: ۱۶۳)

24 : نبی کریم علیہ السلام کی زندگی بہترین نمونہ ہے (الاحزاب: ۲۱)

25 : آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیم ہیں (القلم: ۴)

26 : اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے لیے آپ پر ایمان لازم ہے (النساء: ۳۲)

27 : خدا کا محبوب بننے کے لیے آپ کی اتباع ضروری ہے (آل عمران: ۳۱)

28 : اللہ تعالیٰ آپکی رسالت کا گواہ ہے (الفتح: ۲۸، النساء: ۷۹)

29 : اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتے بھی آپ کے گواہ ہیں (النساء: ۱۶۶)

30 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم باذن الٰہی شریعت کے مالک ہیں (الحشر: ۷)

31 : آپ مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہیں (آل عمران: ۱۶۴)

32 : آپ سچے دین اور ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے (الفتح: ۲۸)

33 : اللہ تعالیٰ اپنی معرفت آپ کے وسیلے سے عطا فرماتا ہے (الاخلاص: ۱)

34 : آپ کی بعثت کے لیے ابراھیم علیہ السلام نے دعا فرمائی (البقرہ: ۱۲۹)

35 : حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی آمد کی بشارت دی (الصف: ۶)

36 : آپ کے میلاد پر اللہ تعالیٰ نے خوشی منانے کا حکم دیا (یونس: ۵۸)

37 : آقا علیہ السلام شریعت کے احکام کے شارح ہیں (النحل: ۴۴)

38 : پاک چیزیں حلال اور گندی چیزیں حرام فرماتے ہیں (الاعراف: ۱۵۷)

39 : بوجھ اور گلے کے پھندے سے نجات دلاتے ہیں (الاعراف: ۱۵۷)

40 : آپ اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جاتے ہیں (ابراھیم: ۱)

41 : آپ لوگوں کو سیدھی راہ کی ہدایت دیتے ہیں (الشوریٰ: ۵۲)

42 : حضور اکرم لوگوں کو کتاب و حکمت سکھاتے ہیں (البقرہ: ۱۵۱)

43 : آپ لوگوں کو پاک کرتے ہیں (البقرہ: ۱۵۱، آل عمران: ۱۶۴، الجمعہ: ۲)

44 : آپ کو حلال و حرام کا اختیار دیا گیا (الاعراف: ۱۵۷)

45 : آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بعد کسی کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (الاحزاب: ۳۶)

46 : پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے سے قبل صدقہ ضروری تھا (المجادلہ: ۱۲)

47 : اللہ تعالیٰ نے آپکو نرم دل و مہربان بنایا ہے (آل عمران: ۱۵۹)

48 : رب تعالیٰ نے آپ کو مشقت اٹھانے سے منع فرمادیا (طٰہٰ: ۲)

49 : آپ پر اتارا گیا قرآن بے مثل ہے (البقرہ: ۲۳)

50 : آپ کی ازواج مطہرات بھی بے مثل ہیں (الاحزاب: ۳۲)

51 : آپ کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں (الاحزاب: ۶)

52 : آپ کی زوجہ مطہرہ کی پاکی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی (النور: ۱۱)

53 : نزول قرآن سے قبل بھی حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کے متعلق بدگمانی حرام ہے (النور: ۱۲)

54 : حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد مومن ہیں (الشعراء: ۲۱۹)

55 : حضور علیہ السلام کے اہلبیت اطہار پاک ہیں (الاحزاب: ۳۳)

56 : سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اللہ تعالیٰ راضی ہے (التوبۃ: ۱۰۰)

57 : محشر میں آپکو اور مومنوں کو رسوا نہ کیا جائے گا (التحریم: ۸)

58 : حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے جھٹلانے سے جو صدمہ ہوا اسے دور فرمایا گیا (الانعام: ۳۳)

59 : کفار کے طعنوں کے جواب میں آپ کی دلجوئی فرمائی گئی (الکھف: ۶، الشعراء: ۳، الحجر: ۹۷، الذریٰت: ۵۴)

60 : رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والوں کے مقابلے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے (الحجر: ۹۵)

61 : اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے روشن فتح فرمادی (الفتح: ۱)

62 : آپ کی بعثت اسلیے ہے کہ دین حق سب ادیان پر غالب ہو (الفتح: ۲۸)

63 : اہل کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے تھے (الانعام: ۲۰)

64 : اللہ تعالیٰ نے دین کے معاملے میں آپکی امت پر کوئی تنگی نہیں رکھی (الحج: ۷۸، المائدہ: ۶، البقرہ: ۱۸۵)

65 : آپ کی امت کو تمام انبیاء کرام پر ایمان لانے کا اعزاز ملا (البقرہ: ۲۸۵)

66 : آپکی امت سابقہ امتوں پر گواہ ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر

گواہ ہونگے (البقرہ: ۱۴۳)

67 : اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی امت کے لیے دین کو کامل اور نعمت کو پورا فرمادیا (المائدہ: ۳)

68 : اللہ تعالیٰ نے آپکے دین کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لی ہے (الحجر: ۹)

69 : حضور علیہ السلام تمام گناہوں اور خطاؤں سے معصوم ہیں (النجم: ۳)

70 : اللہ تعالیٰ نے آپکے اسم گرامی کا اپنے نام کے ساتھ ذکر فرمایا اور آپکی اطاعت فرض کی (النساء: ۵۹، محمد: ۳۳)

71 : اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی دلجوئی کی خاطر قسمیں ارشاد فرمائیں (یٰسٓ، نٓ، قٓ، والنجم، والضحیٰ)

72 : حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نگہداشت میں ہیں (الطور: ۴۸)

73 : آپ کی ظاہری بھول سے پہلے ہی آپکو معافی کا مژدہ سنادیا (التوبہ: ۴۳)

74 : آپ کا وجود کافروں کے لیے بھی دافع بلا ہے (الانفال: ۳۳)

75 : آپ کے وسیلے سے اہل کتاب فتح حاصل کرتے تھے (البقرہ: ۸۹)

76 : مغفرت کے لیے حضور علیہ السلام کا وسیلہ ضروری ہے (النساء: ۶۴)

77 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے مغفرت ملتی ہے (النساء: ۶۴)

78 : آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب آپکے اگلے پچھلے غلاموں کی مغفرت ہوتی ہے (محمد: ۱۹، الفتح: ۲)

79 : اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ السلام مومنوں کے مددگار ہیں (المائدہ: ۵۵)

80 : آپ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لی (المائدہ: ۶۷)

81 : آپ کو وہ سب کچھ سکھادیا جو آپ نہیں جانتے تھے (النساء: ۱۱۳)

82 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ سکھادیے گئے (آل عمران: ۱۷۹،

هود: ۴۹، یوسف: ۱۰۲، الجن: ۲۷)

83 : حضور غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں (التکویر: ۲۴)

84 : حضور کسی کے شاگرد نہیں ہیں (الاعراف: ۱۵۷)

85 : آپ کو اللہ تعالیٰ نے پڑھایا، آپ بھولتے نہیں (الاعلیٰ: ۶)

86 : اللہ تعالیٰ نے حضور کو قرآن سکھایا (الرحمٰن: ۲)

87 : اور اس قرآن پاک میں ہر شے کا بیان ہے (النحل: ۸۹)

88 : آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائی گئیں (الکوثر: ۱)

89 : آپ کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے (القلم: ۳)

90 : آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے (النساء: ۱۱۳)

91 : اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینۂ اقدس کشادہ فرمایا (الم نشرح: ۱)

92 : اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنی فرمادیا (الضحیٰ: ۸)

93 : آپ کو مومنوں کے لیے رؤف ورحیم بنادیا (التوبہ: ۱۲۸)

94 : مومنوں کے مشقت میں پڑنے کی حضور کو خبر ہوتی ہے (التوبہ: ۱۲۸)

95 : نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت کے نگہبان وگواہ ہیں (البقرہ: ۱۴۳، الحج: ۷۸)

96 : حضور مومنوں کے انکی جانوں سے زیادہ مالک ہیں (الاحزاب: ۶)

97 : حضور مومنوں کے انکی جانوں سے زیادہ قریب ہیں (الاحزاب: ۶)

98 : حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ذکر ہیں اور ذکر الٰہی سے سکون ملتا ہے (الطلاق: ۱۰، الرعد: ۲۸)

99 : آپ کو اللہ عزوجل نے معراج کرائی (بنی اسرائیل: ۱)

100 : معراج میں جو چاہا آپ کو وحی فرمائی (النجم: ۱۰)

101 : آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا (النجم: ١٧)

102 : اور آپ نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں (النجم: ١٨)

103 : آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا (القمر: ١)

104 : آپ کو مقام محمود عطا کیا جائے گا (بنی اسرائیل: ٧٩)

105 : آپ کے لیے ہر اگلا لمحہ پہلے سے بہتر ہے (الضحیٰ: ٤)

106 : اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے آداب سکھائے (الاحزاب: ٣٣، الحجرات: ١ تا ٥)

107 : آپ کی دعوت قبول کرنے سے زندگی ملتی ہے (الانفال: ٢٤)

108 : بارگاہ رسالت میں آواز بلند کرنا بے ادبی ہے (الحجرات: ٢)

109 : حضور کو عام لوگوں کی طرح پکارنا گستاخی ہے (النور: ٦٣)

110 : آپ کے بلانے پر فوراً حاضر ہونا ضروری ہے (الانفال: ٢٤)

111 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے رخصت ہونے کے لیے اجازت ضروری ہے (النور: ٦٢)

112 : دعوت ختم ہونے پر وہاں سے جلد رخصت ہونا چاہیے (الاحزاب: ٥٣)

113 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر واجب ہے (الفتح: ٩)

114 : حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں گستاخی کفر ہے (توبہ: ٧٤)

115 : حضور کو اپنی مثل بشر کہنا کافروں کا طریقہ ہے (الانبیاء: ٣)

116 : گستاخی کا کلمہ بغیر توہین کی نیت کے بھی کفر ہے (البقرہ: ١٠٤)

117 : آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنے والوں کو دلوں کا تقویٰ اور مغفرت نصیب ہوتی ہے (الحجرات: ٣)

118 : حضور علیہ السلام کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی سے بھی تمام نیکیاں برباد

ہو جاتی ہیں (الحجرات: ۲)

119 : حضور کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے (النساء: ۶۵)

120 : حضور علیہ السلام کی مخالفت کرنے والا دوزخی ہے (النساء: ۱۱۵)

121 : سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر تمام عبادات پر مقدم ہے (الفتح: ۹)

122 : بارگاہ رسالت کا گستاخ ہدایت سے محروم رہتا ہے (الفرقان: ۹)

123 : اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کے دس عیب بیان فرمائے (القلم: تا ۱۶)

124 : آپکی بارگاہ کا گستاخ ولد الحرام ہوتا ہے (القلم: ۱۳)

125 : گستاخ کا منہ خنزیر کی مثل ہو جاتا ہے (القلم: ۱۶)

126 : آپکے گستاخ کی مذمت کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے (القلم: ۸، اللھب: ۱)

127 : آپ کے گستاخ کی مغفرت نہیں ہو سکتی (المنافقون: ۶)

128 : ایمان والے گستاخ رسول سے دوستی نہیں کر سکتے (المجادلہ: ۲۲)

129 : گستاخ رسول دنیا و آخرت میں مردود و ملعون ہو جاتا ہے (اللھب: ۱)

130 : حضور سے منہ موڑنا منافقوں کی علامت ہے (النساء: ۶۱)

131 : منافقوں کا اقرار رسالت کرنا بیکار ہے (المنافقون: ۱)

132 : اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی رضا چاہتا ہے (الضحیٰ: ۵)

133 : اللہ تعالیٰ نے آپکی رضا کے لیے آپکا ذکر بلند فرمایا (الم نشرح: ۴)

134 : آپ کی خوشی کے لیے قبلہ تبدیل فرمایا (البقرہ: ۱۴۴)

135 :- اللہ تعالیٰ نے آپکی رسالت پر قسم ارشاد فرمائی (یٰس: ۲)

136 : اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان کی قسم ارشاد فرمائی (الحجر: ۷۲)

137 : اللہ تعالیٰ نے آپ کی گفتگو کی قسم ارشاد فرمائی (الزخرف: ۸۸)

138 : اللہ تعالیٰ نے آپ کے شہر کی قسم ارشاد فرمائی (البلد: ۱)

139 : اللہ تعالیٰ نے آپکے زمانے کی قسم ارشاد فرمائی (والعصر: ۱)

140 : آپکے چہرہ اقدس اور زلف عنبریں کی قسم ارشاد فرمائی (الضحیٰ: ۱)

141 : اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حضور تقسیم فرماتے ہیں (التوبہ: ۵۹)

142 : آپ کو مال غنیمت تقسیم فرمانے کا مکمل اختیار ہے (الحشر: ۷)

143 : مال غنیمت میں اللہ تعالیٰ کا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حصہ ہے (التوبہ: ۴۱)

144 : حضور کا غنی کرنا رب تعالیٰ ہی کا غنی فرمانا ہے (التوبہ: ۷۴)

145 : حضور کا بلانا اللہ تعالیٰ ہی کا بلانا ہے (الانفال: ۲۴)

146 : حضور کی بیعت اللہ تعالیٰ ہی کی بیعت ہے (الفتح: ۱۰)

147 . حضور کا کلام فرمانا اللہ تعالیٰ ہی کا کلام فرمانا ہے (النجم: ۳)

148 : آپکا حرام کیا ہوا اللہ ہی کا حرام کیا ہوا ہے (التوبہ: ۲۹)

149 : حضور کی غلامی اللہ تعالیٰ ہی کی غلامی ہے (النساء: ۸۰)

150 : حضور کی نافرمانی اللہ تعالیٰ ہی کی نافرمانی ہے (الاحزاب: ۳۶)

151 : حضور کی رضامندی اللہ تعالیٰ ہی کی رضامندی۔ ہے (التوبہ: ۶۲)

152 : حضور سے سبقت کرنا اللہ تعالیٰ ہی سے سبقت کرنا ہے (الحجرات: ۱)

153 : آپکا خاک پھینکنا اللہ تعالیٰ ہی کا خاک پھینکنا ہے (الانفال: ۱۷)

154 : حضور کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ کا مذاق اڑانا ہے (التوبہ: ۶۵)

155 : حضور کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے (الاحزاب: ۵۷)

156 : حضور سے جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ سے جھوٹ بولنا ہے (التوبہ: ۹۱)

157 : اللہ تعالیٰ سے رسول کو جدا کرنا کفر ہے (النساء: ۱۵۰)

158 : تمام مسلمان حضور علیہ السلام کے بندے اور غلام ہیں (الزمر: ۵۳)

159 : آپ کسی نمازی کو بلائیں تو اسے حالت نماز میں آنا لازم ہے اور اسکی نماز باطل ہنیں ہوگی (الانفال: ۲۴)

160 : اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء و رسل پر درجوں بلندی عطا فرمائی (البقرہ: ۲۳۵)

161 : تمام انبیاء کرام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا عہد لیا گیا (آل عمران: ۸۱)

162 : اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو تمام انبیاء کرام کے ذکر پر مقدم رکھا (الاحزاب: ۷)

163 : اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام کو ناموں سے پکارا اور حضور کو القاب سے خطاب فرمایا (المائدہ: ۶۷، الاحزاب: ۴۵، المزمل: ۱، المدثر: ۱)

164 : قرآن حکیم میں چار جگہ آپکا اسم گرامی صفت رسالت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے (آل عمران: ۱۴۴، الفتح: ۲۹، الاحزاب: ۴۰، محمد: ۲)

165 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اطمینان قلب کے لیے سابقہ انبیاء کرام کے احوال آپ پر وحی فرمائے گئے (ھود: ۱۲۰)

166 : احسان کے بدلے میں زیادتی چاہنا آپکے لیے روا نہ تھا (المدثر: ۶)

167 : آقا علیہ السلام کے لیے شعر کہنا زیبا نہ تھا (یٰس: ۲۹)

168 : آپ کے لیے بیک وقت چار سے زائد نکاح جائز تھے (الاحزاب: ۳۸)

169 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ازواج مطہرات کے اوقات کی عدم تقسیم جائز تھی (الاحزاب: ۵۱)

170 : آپکے وصال ظاہری کے بعد ازواج مطہرات کو اپنے گھروں میں رہنا لازم ہے وہ حج و عمرہ کے لیے بھی نہیں نکل سکتیں (الاحزاب: ۳۳)

171 : آپ جس مرد کا جس عورت سے چاہیں اس سے اور اسکے والدین سے پوچھے بغیر نکاح فرما سکتے ہیں (الاحزاب: ۳۶)

کفار کے اعتراضات کے جوابات انبیا. سابقین علیہم السلام خود دیتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کے جوابات اللہ تعالیٰ نے دیے:

172 : کافر بولے تم رسول نہیں ہو، باری تعالیٰ نے فرمایا، "تو بے شک رسولوں میں سے ہے" (یٰسٓ: ۳)

173 : کافروں نے شاعری کا عیب لگایا، ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "اور ہم نے انکو شعر کہنا نہ سکھایا" (یٰسٓ: ۶۹)

174 : ولید بن مغیرہ ملعون نے آپ کو مجنوں کہا رب تعالیٰ نے جواب دیا، "آپ ہر گز مجنوں نہیں" (القلم: ۲)

175 : ابن ابی ملعون نے کہا ہم عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے ارشاد ہوا، "عزت تو خدا، رسول اور مومنوں ہی کے لیے ہے" (المنافقون: ۸)

176 : عاص بن وائل ملعون نے آپ کے صاحبزادے کے انتقال پر طعنہ دیا تو باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، "تمہارے دشمن کا ناپاک نام ہمیشہ نفرت سے لیا جائے گا" (الکوثر: ۳)

177 : کافر بولے، ان کو انکے رب نے چھوڑ دیا ارشاد ہوا، "تمھیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا" (الضحیٰ: ۳)

178 : ابو لہب شقی نے دعوت اسلام دینے پر گستاخانہ جملے کہے تو رب تعالیٰ نے اسکی مذمت میں پوری سورۃ لہب نازل فرمائی (اللہب)

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ رحمۃ القوی نے "تجلی الیقین بان سیدنا نبینا المرسلین" میں امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت اور اعلیٰ شان میں قرآن حکیم کی بیس آیات بیان فرمائیں، جو درج ذیل ہیں:

179 : حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بارگاہ الہٰی میں عرض کی، "مجھے رسوا نہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں" (الشعراء: ۸۷) اور حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا، "جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور اسکے ساتھ والے مسلمانوں کو"۔ (التحریم: ۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں صحابہ کرام بھی اس بشارت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

180 : قرآن کریم نے حضرت خلیل علیہ السلام سے تمنائے وصال نقل کی، "میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں" (الصٰفٰت: ۹۹) جبکہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بلا کر عطائے دولت کی خبر دی، "پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو" (بنی اسرائیل: ۱)

181 : حضرت خلیل علیہ السلام سے آرزوئے ہدایت نقل فرمائی، "تاکہ وہ مجھے راہ دے" (الصٰفٰت: ۹۹) لیکن حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا، "اور تمھیں سیدھی راہ دکھا دے"۔ (الفتح: ۲)

182 : حضرت ابراھیم علیہ السلام کے لیے فرمایا، "کیا تمھارے پاس ابراھیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی" (الذٰریٰت: ۲۴) یعنی فرشتے انکے مہمان بنے جبکہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا، "اور ان فوجوں سے اسکی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں" (التوبہ: ۴۰) یعنی فرشتے انکے سپاہی بنے۔

183 : حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ

کی رضا چاہی ارشاد ہوا، "اے میرے رب! تیری طرف جلدی کر کے حاضر ہوا تاکہ تو راضی ہو" (طٰہٰ: ۸۴) حبیب علیہ السلام کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انکی رضا چاہتا ہے ارشاد ہوا، "عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"۔ (الضحیٰ: ۵)

184 : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے خوف سے مصر سے تشریف لے جانا بلفظ فرار نقل فرمایا (الشعراء: ۲۱) جبکہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا احسن عبارات سے بیان فرمایا۔ (الانفال: ۳۰)

185 : حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام سے کوہ طور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرما دیا (طٰہٰ: ۱۳ ولخ) حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمانوں سے بھی اوپر کلام فرمایا اور کسی پر ظاہر نہ فرمایا۔ (النجم: ۱۰)

186 : حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا گیا، "خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے" (صٓ: ۲۶) حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قسم کے ساتھ ارشاد فرمایا، "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"۔ (النجم: ۳، ۴)

187 : حضرت نوح و ھود علیہما السلام سے دعا نقل فرمائی، "الٰہی میری مدد فرما بدلہ اسکا کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا" (المومنون: ۲۶) جبکہ آقائے دو جہاں شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا، "اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد"۔ (الفتح: ۳)

188 : حضرت نوح و حضرت خلیل علیہما السلام سے نقل فرمایا کہ انہوں نے اپنی امتوں کے لیے دعائے مغفرت کی (نوح: ۲۸، ابراھیم: ۴۱) جبکہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود حکم دیا کہ اپنی امت کے لیے مغفرت مانگو۔ (محمد: ۱۹)

189 : ابراھیم علیہ السلام کے لیے ارشاد ہوا کہ انہوں نے پچھلوں میں اپنا ذکر جمیل باقی رکھنے کی دعا فرمائی، " اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں " (الشعراء: ۸۴) حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فرمایا، " اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے" (الم نشرح: ۴) اور اس سے بھی اعلیٰ وارفع مژدہ ملا کہ آپکو مقام محمود پر فائز کیا جائے گا۔جہاں اولین وآخرین جمع ہونگے اور حضور کی حمد وثنا کا شور ہر زبان پر بلند ہوگا۔ (بنی اسرائیل: ۷۹)

190 : خلیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے لوط علیہ السلام کی قوم سے عذاب دور کرانے کی بڑی کوشش کی مگر حکم ہوا، " اے ابراھیم! اس خیال میں نہ پڑ" (ھود: ۷۴) عرض کی، اس بستی میں لوط (علیہ السلام) جو ہے، حکم ہوا "ہمیں خوب معلوم ہے جو وہاں ہیں" (العنکبوت: ۳۲) جبکہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا، " اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جبتک اے رحمت عالم! تو ان میں تشریف فرما ہے" ۔ (الانفال: ۳۳)

191 : حضرت خلیل علیہ السلام سے نقل فرمایا، " الہیٰ! میری دعا قبول فرما" (ابراھیم: ۴۰) جبکہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے غلاموں کو ارشاد ہوا، " تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا" ۔ (المؤمن: ۶۰)

192 : حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج دنیا کے درخت پر ہوئی (القصص: ۳۰) جبکہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہیٰ وفردوس اعلیٰ تک بیان فرمائی۔ (النجم: ۱۴)

193 : حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام سے دل کی تنگی کی شکایت بیان فرمائی (الشعراء: ۱۳) جبکہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو خود شرح صدر کی دولت عطا فرمائی۔ (الم نشرح: ۱)

194 : کلیم علیہ السلام پر حجاب نار سے تجلی ہوئی (النحل: ۸) حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کے جلوے سے تدلی ہوئی اور وہ بھی غایت تفخیم و تعظیم کے لیے بہ الفاظ ابہام بیان فرمائی گئی، "جب چھا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا" ۔ (النجم ۱۶)

195 : کلیم علیہ السلام سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا سب سے براءت اور قطع تعلق نقل فرمایا انہوں نے عرض کی، "الٰہی میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا، تو جدائی فرما دے ہم میں اور اس گناہگار قوم میں" (المائدہ ۲۵) جبکہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل وجاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا کہ ان پر بھی (دنیا میں) عام عذاب نہ آئے گا (الانفال ۳۳) یہ شفاعت کبریٰ ہے کہ تمام اہل موقف، موافق و مخالف سب کو شامل۔

196 : ہارون و کلیم علیہما السلام کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے فرعون کے پاس جاتے وقت اپنا خوف عرض کیا، اس پر حکم ہوا، "ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا" (طٰہٰ ۴۶) حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود مژدہ نگہبانی دیا، "اللہ لوگوں سے تمہاری حفاظت فرمائے گا" ۔ (المائدہ ۶۷)

197 : حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ ان سے پرائی بات پر یوں سوال ہوگا "اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا بنا لو" (المائدہ: ۱۱۶) تفسیر معالم میں ہے کہ اس سوال پر خوف الٰہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا بند بند کانپ اٹھے گا اور ہر بال کی جڑ سے خون کا فوارہ بہے گا پھر جواب عرض کریں گے جسکی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوہ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی اس پر سوال تو حضور سے بھی ہوا مگر یہاں جو شان لطف و محبت و کرم و

عنایت ہے قابل غور ہے، ارشاد فرمایا، "اللہ تمہیں معاف فرمائے تم نے انہیں کیوں اجازت دیدی" (التوبہ : ۴۳) سبحان اللہ! سوال بعد میں ہے اور محبت کا کلمہ پہلے۔

198 : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے اپنے امتیوں سے طلب کی، "کون میرے مددگار ہیں اللہ کی طرف" (آل عمران : ۵۲) جبکہ حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت انبیاء و مرسلین کو حکم نصرت ہوا، ارشاد ہوا، "تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا"۔(آل عمران: ۸۱) مذکورہ بیس خصائص ولی، کامل، مجدد امت، اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے بیان فرمائے اور اب ہم سورۃ الاحزاب کی اس ایمان افروز آیت کریمہ پر اپنی گفتگو کا اختتام کرتے ہیں:

199 : اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے غیب بتانے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں (الاحزاب: ۵۶)

200 : اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی درود و سلام کی کثرت کا حکم دیا ہے (الاحزاب: ۵۶)

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد
طب القلوب و دوائھا و عافیۃ الابدان و شفائھا
و نور الابصار و ضیائھا و کشف الاحزان و جلائھا
و علیٰ الہ و صحبہ و سلم۔

باب ششم

خصائص مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ و سلم

احادیث کی روشنی میں

افکار اسلامی

افکارِ اسلامی

1 : رسول معظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق کے اعتبار سے سب سے پہلے نبی ہیں (ترمذی)

2 : سرکار دوعالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے لحاظ سے سب سے آخری نبی ہیں (بخاری، مسلم)

3 : اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور کے فیض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا (بیہقی، مواہب لدنیہ)

4 : نور مجسم رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر کوئی شخص بھی مومن نہیں ہو سکتا (بخاری، مسلم)

5 : حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا (بخاری، مسلم)

6 : آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ عزت و عظمت والے ہیں (ترمذی)

7 : سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ دانا و عقلمند ہیں (ابو نعیم، ابن عساکر)

8 : امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء کرام سے زیادہ ہیں (خصائص کبریٰ)

9 : اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے (کتاب الشفا، ابو نعیم، خصائص کبریٰ)

10 : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اللہ تعالیٰ کے مقدس نام محمود سے مشتق ہے (خصائص کبریٰ)

11 : تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتب میں خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا ذکر موجود ہے (ابن عساکر، دارمی)

12 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت گذشتہ شرائع کی ناسخ ہے اور تا قیامت باقی رہے گی (خصائص کبریٰ)

13 : اگر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام آپکے زمانے میں ہوتے تو آپکی اتباع اور مدد کرتے (خصائص کبریٰ)

14 : رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد بنادی گئی (بخاری، مسلم)

15 : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں (مشکوٰۃ)

16 : آقا صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے (مسلم)

17 : حضور علیہ الصلوۃ والسلام ابراھیم علیہ السلام کی "دعا" ہیں (مشکوٰۃ)

18 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام کی "بشارت" ہیں (مشکوٰۃ)

19 : نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت ایسا نور ظاہر ہوا کہ شام کے محلات روشن ہوگئے (مشکوٰۃ)

20 : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وقت ولادت سجدے کی حالت میں زمین پر تشریف لائے (خصائص کبریٰ)

21 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے، کسی نے آپکی شرمگاہ نہ دیکھی (طبرانی، خصائص کبریٰ)

22 : رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ولادت باسعادت کے وقت تمام بت اوندھے منہ گر گئے (خصائص کبریٰ)

23 : آپ جھولے میں چاند سے کھیلتے اور وہ آپ کے اشارے پر چلتا (بیہقی)

24 : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھولا فرشتے ہلاتے اور دھوپ میں بادل آپ پر سایہ کرتے (خصائص کبریٰ)

25 : آپ کی بعثت کے وقت تمام بت اوندھے ہوگئے (ابو نعیم، خصائص)

26 : آپ کی بعثت سے شیاطین کو آسمان تک پہنچنے سے روک دیا گیا (بیہقی)

27 : آپ نے جبریل علیہ السلام کو انکی اصل صورت میں دیکھا (احمد)

28 : آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا (مسلم)

29 : حضور نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام کی امامت فرمائی (مسلم)

30 : حضور اکرم نے بعض جنات کی بھی امامت فرمائی (بیہقی، خصائص)

31 : انسانوں کی طرح جنات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قبول اسلام کے لیے آتے تھے (ابو نعیم، خصائص کبریٰ)

32 : اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم کے ہمزاد کو آپ کا مطیع بنادیا (مسلم)

33 : آپ کا زمانہ مبارک تمام زمانوں سے بہتر اور افضل ہے (مسلم)

34 : آپکے گھر مبارک اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کا باغ ہے (بخاری)

35 : شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں فوت ہونے والوں کی خصوصی شفاعت فرمائیں گے (ترمذی)

36 : روضہ مطہرہ کے زائرین کے لیے شفاعت واجب ہو جاتی ہے (بیہقی)

37 : ہر روز صبح و شام روضہ اقدس پر ستر ہزار فرشتے طواف اور درود و سلام کے لیے حاضری دیتے ہیں (دارمی، مشکوٰۃ)

38 : خواب میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حق ہے کیونکہ شیطان آپکی صورت اختیار نہیں کر سکتا (بخاری)

39 : حضور کو جسم اقدس کے ساتھ معراج عطا ہوئی (بخاری، مسلم)

40 : حضور علیہ السلام کو دیدار باری تعالیٰ عطا ہوا (مسند احمد)

41 : آپ کی مثل نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہو گا (بخاری، مسلم)

42 : نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ نہیں تھا (زرقانی، خصائص کبریٰ)

43 : عرش و آسمان اور جنت کی ہر شے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے (خصائص کبریٰ)

44 : رحمت کائنات علیہ السلام کے والدین ماجدین کو زندہ کیا گیا اور وہ آپ پر ایمان لائے (خصائص کبریٰ)

45 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد میں کوئی مشرک یا بدکار نہیں تھا (طبرانی، خصائص کبریٰ)

46 : آپ کا اسم گرامی سن کر درود پڑھنا ضروری ہے (خصائص کبریٰ)

47 : اذان میں آپکا اسم گرامی سنکر درود پڑھنے اور انگوٹھے چومنے پر آپ نے مغفرت کی بشارت دی (مسند الفردوس، تفسیر روح البیان)

48 : آقا علیہ السلام پر درود پڑھنے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے (ترمذی)

49 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی قرأت عبادت ہے (خصائص)

50 : آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے (ابو نعیم، زرقانی، خصائص کبریٰ)

51 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جمائی نہیں لی اور نہ ہی آپ کو کبھی احتلام ہوا (مواہب لدنیہ، خصائص)

52 : حضور علیہ السلام کا خون مبارک امت کے لیے طیب و طاہر ہے (کتاب الشفا، ابو نعیم، مواہب لدنیہ)

53 : آپ کا بول و براز بھی امت کے لیے طیب و طاہر ہے (کتاب الشفا، ابو نعیم، مواہب لدنیہ)

54 : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک پینے سے بیماریاں دور ہو گئیں (حاکم، دار قطنی، ابو نعیم، خصائص)

55 : نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی (کتاب الشفا، مواہب لدنیہ، خصائص)

56 : آپ جب سواری پر ہوتے تو وہ بول و براز نہیں کرتی تھی (خصائص)

57 : حضور علیہ السلام کی جدائی میں کھجور کا خشک تنا رو دیا (بخاری)

58 : پرندے اور حیوانات آپکے لیے مسخر کیے گئے (مشکوٰۃ)

59 : جانوروں نے بھی آپ کی رسالت کی گواہی دی (مشکوٰۃ)

60 : درختوں اور پتھروں نے بھی رسالت کی گواہی دی (مشکوٰۃ)

61 : آقا علیہ السلام کے لیے پتھر نرم کر دیا گیا (ابو نعیم)

62 : پہاڑ اور درخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں السلام علیک یا رسول اللہ کہتے (ترمذی)

63 : جانور بھی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مشکل کشائی کے لیے فریاد کیا کرتے (مشکوٰۃ)

64 : حدیبیہ کا خشک کنواں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کی برکت سے جاری ہو گیا (بخاری)

65 : رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے نہایت کم کھانا ایک ہزار اصحاب کے لیے کافی ہو گیا (بخاری، مسلم)

66 : حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن اقدس کی برکت سے

کھارے پانی کا کنواں شیریں ہوگیا (بخاری)

67 : سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں سنگریزے بھی تسبیح کہتے تھے (ابو نعیم، خصائص کبریٰ)

68 : سید عالم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے سست جانور تیز رفتار ہو جاتے تھے (بخاری)

69 : احد حرا پہاڑ نے حرکت کی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ساکن ہو گیا (بخاری)

70 : احد میں آپ کی پھینکی ہوئی مشت بھر خاک سب کافروں کی آنکھوں میں پہنچ گئی (مسلم)

71 : آقا علیہ السلام کے حکم سے درخت زمین پر چلتے تھے (بخاری)

72 : آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے (بخاری، مسلم)

73 : آپ کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا (کتاب الشفا، زرقانی)

74 : آپکی دعا سے سورج ایک پہر اپنی جگہ ٹھہرا رہا (طبرانی، الشفا)

75 : آپ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے (بخاری)

76 : آپ کی ایک ضرب سے مضبوط چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی (بخاری، مسلم)

77 : آپ کی دعا سے حضرت جابر کے مردہ بچے زندہ ہوئے (شواہد النبوۃ)

78 : آپ نے ایک مردہ لڑکی کو زندہ فرمادیا (بیہقی، مواہب لدنیہ)

79 : آپ نے ذبح شدہ بکری کو زندہ فرمادیا (خصائص کبریٰ)

80 : حضور علیہ السلام کے وسیلے سے مردہ شخص زندہ ہوگیا (بیہقی، ابو نعیم، خصائص کبریٰ)

81 : خیبر میں زہر آلود گوشت نے خود آپ کو زہر کے بارے میں بتا دیا

(ابوداؤد)

82 : ایک نوزائیدہ بچے نے آپ کی رسالت کی شہادت دی (بیہقی، مواہب)

83 : صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے کھانے کی تسبیح سنتے تھے (بخاری)

84 : آپ نے غزوہ موتہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کی مدینہ طیبہ میں ہی خبر دے دی (بخاری)

85 : آقا علیہ السلام نے نجدی فتنہ کے ظہور کی خبر دی (بخاری، مسلم)

86 : حضور اکرم زمین اور آسمانوں کی سب باتیں جانتے ہیں (مشکوٰۃ)

87 : آپ نے صحابہ کرام کو ماکان و مایکون یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا، سب کی خبر دے دی (مسلم)

88 : غیب بتانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی تمام پیشگوئیاں پوری ہوئیں (بخاری، مسلم)

89 : آپ نے ابتدائے تخلیق سے لیکر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات بیان فرمادیے (بخاری)

90 : تمام انبیاء کرام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے روضہ انور میں زندہ ہیں (ابن ماجہ، بیہقی)

91 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں (دارمی، مشکوٰۃ)

92 : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں (مواہب لدنیہ)

93 : آپ اپنے امتیوں کے دلوں کی کیفیتیں بھی جانتے ہیں (بخاری)

افکار اسلامی

94 : آپ مدینہ طیبہ سے حوضِ کوثر کو ملاحظہ فرماتے ہیں (بخاری)

95 : آپ وہ کچھ سن لیتے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں سن سکتے (ترمذی)

96 : آپ تمام درود پڑھنے والوں کے درود سنتے ہیں (طبرانی، جلاء الافہام)

97 : آپ اہل محبت کا درود خصوصی توجہ سے سنتے ہیں (دلائل الخیرات)

98 : حضور اکرم سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں (مسند احمد، ابو داؤد)

99 : آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے (ترمذی)

100 : آپ پشت اطہر کی جانب سے بھی سامنے کی طرح دیکھتے ہیں (بخاری)

101 : آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے اور دن کی روشنی میں یکساں دیکھتے تھے (بیہقی)

102 : آپ کی آنکھیں سوتی تھیں مگر قلب اقدس بیدار رہتا تھا (بخاری)

103 : آپ کائنات کو ہتھیلی کی طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں (طبرانی، ابو نعیم)

104 : نماز میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے سلام بھیجنا واجب ہے (بخاری)

105 : حضور کو تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں (بخاری، مسلم)

106 : اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں آپ ہی تقسیم فرماتے ہیں (بخاری، مسلم)

107 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہیں جنت عطا فرمائیں (بخاری، مسلم)

108 : صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کے حصول کے لیے کوشاں رہتے (بخاری، مسلم)

109 : رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تبرکات خود بھی صحابہ کرام کو عطا فرمایا کرتے (بخاری، مسلم)

110 : صحابہ کرام مشکل وقت میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

اختیار کیا کرتے تھے (ترمذی، مشکوٰۃ)

111 : تبرکات نبوی سے صحابہ کرام علیہم الرضوان شفا اور برکت حاصل کیا کرتے تھے (بخاری، مسلم)

112 : صحابہ کرام آپکی بارگاہ میں حاجتیں پیش کرتے اور آپ انکی حاجت روائی فرماتے (بخاری، مسلم)

113 : صحابہ کرام آپکے موئے مبارک زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ حصول برکت کے لیے محفوظ کر لیتے (بخاری، مسلم)

114 : صحابہ کرام آقا علیہ السلام کا لعاب دہن اور وضو کا مستعمل پانی اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے تھے (بخاری، مسلم)

115 : بارگاہ رسالت میں فریاد کرنے سے اور آپ کا وسیلہ اختیار کرنے سے مشکل آسان ہوتی ہے (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

116 : آپ نے گونگے کو قوت گویائی عطا فرمائی (الشفا، ابو نعیم)

117 : آپ نے نابینا کو آنکھیں عطا فرمادیں (کتاب الشفا، ابو نعیم)

118 : حضور کی عطا کردہ لکڑی تلوار بن گئی (کتاب الشفا، خصائص)

119 : آپ نے جریر رضی اللہ عنہ کو قوت قلبی عطا فرمائی (بخاری)

120 : آپ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حافظہ عطا فرمایا (بخاری)

121 : آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی جوڑ دی (بخاری)

122 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی بھی جوڑ دی (بخاری)

123 : رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کا کٹا ہوا بازو جوڑ دیا

(کتاب الشفا، ابو نعیم)

124 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی ہوئی آنکھ دوبارہ روشن فرمادی (کتاب الشفا، ابو نعیم)

125 : رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلاج مریضوں کو شفا عطا فرمائی (طبرانی، ابو نعیم، خصائص کبریٰ)

126 : آپ نے ایک صحابی کے سر پر ہاتھ پھیر دیا، جب بھی وہ اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر کسی کے ورم زدہ حصے پر ملتے تو ورم اتر جاتا (شفا، زرقانی)

127 : آپ کے موئے مبارک کی برکت سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہر جنگ میں فتح پاتے تھے (حاکم، بیہقی)

128 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بارہا جانوروں نے سجدہ کیا (طبرانی، کتاب الشفا، ابو نعیم)

129 : رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دودھ نہ دینے والی بکریاں بھی دودھ دینے لگیں (مشکوٰۃ)

130 : بدر کے دن حضرت جبریل علیہ السلام اور فرشتوں نے مسلمانوں کی مدد کی (بخاری)

131 : حضور علیہ السلام نے جنگ سے پہلے ہی کافروں کے قتل ہونے کی جگہوں کی نشاندہی فرمادی (مسلم)

132 : آپکی بارگاہ کے گستاخ و مرتد کو بارہا دفن کیا گیا مگر زمین نے قبول نہ کیا (بخاری، مسلم)

133 : آپ کی دعا پر درو دیوار نے آمین کہا (خصائص کبریٰ)

134 : حضور علیہ السلام کی ہر بات پوری ہوتی ہے (بخاری)

135 : حضور اکرم جنتی اور جہنمی کو پہچانتے ہیں (بخاری)

136 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر اپنا نام رکھنا دنیا و آخرت میں رحمت و حفاظت ہے (مدارج النبوۃ)

137 : حضور علیہ السلام کی کنیت رکھنا ٹھیک نہیں ہے (خصائص کبریٰ)

138 : صحابہ کرام کے ایک وفد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا (ابوداؤد)

139 : آپ کی زبان اقدس سے ہر حالت میں ہمیشہ حق نکلتا ہے (ابوداؤد)

140 : مختار کل حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت کے مالک و مختار ہیں (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

141 : آپ جسے چاہیں شریعت کے قانون سے مستثنیٰ فرمادیں (بخاری، احمد)

142 : آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حرام فرمایا ہوا اللہ تعالیٰ ہی کے حرام فرمائے ہوئے کی مثل ہے (ابوداؤد، ابن ماجہ)

143 : آقا علیہ السلام جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث ہوئے (بخاری، مسلم)

144 : رعب کے ساتھ حضور علیہ السلام کی مدد کی گئی (بخاری، مسلم)

145 : سید الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے (بخاری، مسلم)

146 : حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلے سے آپ کی امت پر پچاس کے بجائے پانچ نمازیں فرض ہوئیں (بخاری، مسلم)

147 : شب معراج آقا علیہ السلام کا سینہ اقدس چاک کر کے اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا (بخاری، مسلم)

148 : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں سابقہ انبیاء کرام سے

ملاقاتیں کیں (بخاری، مسلم)

149 : شب معراج آقا علیہ السلام جنت میں بھی تشریف لے گئے (بخاری)

150 : کفار کے اعتراض کرنے پر رب تعالیٰ نے حضور پر بیت المقدس ظاہر فرمادیا اور آپ نے اسے دیکھ کر وہاں کی خبریں دیں (بخاری)

151 : حضور اکرم کے لیے دو قبلوں، دو ہجرتوں اور شریعت و طریقت کو جمع فرمایا گیا (خصائص کبریٰ)

152 : آقا علیہ السلام کو پانچ نمازوں، اذان، اقامت، جماعت اور جمعہ سے سرفراز کیا گیا (خصائص کبریٰ)

153 : ماہ رمضان، سحری، تعجیل افطار، ساعت قبولیت، شب قدر، عیدالاضحیٰ، اور عرفہ کا روزہ آپکے خصائص ہیں (خصائص کبریٰ)

154 : آپ پر اور آپکے اہل بیت پر صدقہ اور زکوٰۃ حرام ہے (خصائص)

155 : حضور علیہ السلام پر زکوٰۃ فرض نہ تھی (خصائص کبریٰ)

156 : آپکے لیے حالت احرام میں خوشبو جائز تھی (خصائص کبریٰ)

157 : حضور کو حالت احرام میں نکاح جائز تھا (خصائص کبریٰ)

158 : مکہ میں بغیر احرام داخل ہونا صرف آپکو جائز تھا (خصائص)

159 : مکہ میں جنگ و قتال کرنا بھی صرف آپکو جائز تھا (خصائص)

160 : آپکا نکاح ولی اور گواہ کے بغیر بھی جائز ہے (خصائص)

161 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زرہ پہن کر بغیر جنگ کیے اتارنا جائز نہیں تھا (خصائص کبریٰ)

162 : آپ کو دنیا ہی میں مغفرت کی خوشخبری دی گئی (بخاری، مسلم)

163 : ملک الموت صرف آپکے پاس آپ کی اجازت سے حاضر ہوا (خصائص)

164 : آپ کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح زندگی اور وفات کا اختیار دیا گیا (بخاری، مسلم)

165 : آپکے وصال کے وقت خیبر والے زہر کا اثر لوٹایا گیا تاکہ آپکو شہادت کا مرتبہ بھی حاصل ہو (بخاری)

166 : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ بغیر امامت کے ادا کی گئی (مدارج النبوۃ)

167 : آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال ظاہری کے تین دن بعد دفن کیا گیا (مدارج النبوۃ)

168 : سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد شریف میں مخملی چادر بچھائی گئی (مدارج النبوۃ)

169 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آپکے پہلو میں دفن کیا گیا (تفسیر کبیر)

170 : صحابہ کرام نے اپنی حاجت روائی کے لیے آقا علیہ السلام کے روضہ اقدس کو وسیلہ بنایا ہے (سنن دارمی)

171 : جنگ یمامہ کے موقع پر صحابہ کرام کا نعرہ یا محمداہ (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد کیجیے) تھا (البدایہ والنہایہ)

172 : حضرت آدم علیہ السلام نے قبول توبہ کے لیے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا (مستدرک للحاکم)

173 : رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق آدم و کائنات ہیں (حاکم، بیہقی، خصائص کبری)

174 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرنے والے کی قبر میں جلوہ گر ہوتے ہیں

پھر آپ کے بارے میں سوال ہوتا ہے (بخاری، مسلم)

175 : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقبول دعا کو شفاعت کی صورت میں محفوظ کر لیا ہے (بخاری)

176 : آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن بھی تمام اولاد آدم کے سردار ہونگے (مسلم، ترمذی)

177 : آپ سب سے پہلے قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے (ترمذی)

178 : قیامت کے دن آپ کا منبر حوض کوثر پر ہوگا (بخاری، مسلم)

179 : آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے والا قیامت میں آپ ہی کے ساتھ ہوگا (بخاری، مسلم)

180 : قیامت کے دن سب سے پہلے شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے (بخاری، مسلم)

181 : سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی (بخاری، مسلم)

182 : حضور علیہ السلام سب سے پہلے پل صراط کو عبور کریں گے (بخاری)

183 : آپ سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوائیں گے (مسلم، ترمذی)

184 : جنت میں سب سے پہلے حضور اکرم ہی داخل ہوں گے (ترمذی)

185 : قیامت کے دن نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کو لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) عطا ہوگا (ترمذی)

186 : قیامت میں سوائے آقا علیہ السلام کے نسب کے ہر نسب ختم ہو جائے گا (خصائص کبریٰ)

187 : سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں (ترمذی)

188 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جنت میں داخل ہوں گی (خصائص کبریٰ)

189 : آپ کے پیارے نواسے سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما انبیاء کرام کے سوا جنتی جوانوں کے سردار ہیں (ترمذی)

190: آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو دوسرا نکاح جائز نہ تھا (مدارج النبوۃ)

191 : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام متقی ہیں انکو برا کہنے والا مستحق لعنت ہے (ترمذی)

192 : آپ کے اہلبیت عظام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت امت پر واجب ہے (خصائص کبریٰ)

193 : مالک کل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء اعلیٰ کمالات اور کرامات والے ہیں (بخاری، مشکوٰۃ)

194 : آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر دریائے دجلہ کو عبور کیا (ابو نعیم)

195 : آپکی امت سابقہ امم سے عمل میں کم اور اجر میں زیادہ ہے (خصائص

196 : آپکی امت کے اعضائے وضو قیامت میں چمکتے ہونگے (خصائص

197 : آپکی امت تمام انبیاء کرام کی امتوں سے زیادہ ہے (مسلم)

198 : آپ کے ستر ہزار امتی بلا حساب جنت میں جائیں گے (بخاری)

199 : آپ کے تمام غلام جنت میں داخل کیے جائیں گے (بخاری)

200 : آپ کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا (مسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

(امام احمد رضا بریلوی)

باب ہفتم

محسن اعظم

صلی اللہ علیہ و سلم

افکار اسلامی

افکارِ اسلامی

احسانات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

جیسا کہ ابتدا میں بیان کیا گیا کہ انسان کا کسی سے محبت کرنا تین وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے۔ اول اسکے حسن و جمال، دوم اسکے حسن اخلاق اور سوم اسکے انعام و احسان کی وجہ سے۔ محبوب حقیقی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال اور حسن اخلاق و سیرت کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی جا چکی نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و کمالات بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیے گئے، اب ہم آقا علیہ السلام کے انعام و احسان کے متعلق گفتگو کرتے ہیں جسے عشق و محبت کا تیسرا اہم سبب قرار دیا گیا ہے۔

قرآن حکیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کو اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے، "بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا"۔ (آل عمران: ۱۶۴)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بیان فرمائے، "جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے"۔ (آل عمران: ۱۶۴)

صرف یہی نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی تمام نعمتیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وسیلے سے تقسیم ہوتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا"۔ (التوبہ: ۷۴)

سورہ الاحزاب کی آیت ۳۷ میں ارشاد ہوا، "اللہ نے اسے نعمت دی اور (اے محبوب) تم نے اسے نعمت دی"۔

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاسم نعمت ہونے کا واضح ثبوت صحیح بخاری کی

یہ حدیث پاک ہے جس میں ارشاد نبوی ہے، "بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے"۔

شیخ الاسلام والمسلمین مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیشمار احسانات میں سے چند کو یوں بیان فرماتے ہیں،

سچی بات سکھاتے یہ ہیں ؛ سیدھی راہ چلاتے یہ ہیں
ٹوٹی آسیں بندھاتے یہ ہیں ؛ چھوٹی نبضیں چلاتے یہ ہیں
جلتی جانیں بجھاتے یہ ہیں ؛ روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں
اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں ؛ کون بنائے بناتے یہ ہیں
لاکھ بلائیں کروڑوں دشمن ؛ کون بچائے بچاتے یہ ہیں
رنگ بے رنگوں کا پردہ ؛ دامن ڈھک کر چھپاتے یہ ہیں
نزع روح میں آسانی دیں ؛ کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں
مرقد میں بندوں کو تھپک کر ؛ میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں
سلم سلم کی ڈھارس سے ؛ پل سے پار چلاتے یہ ہیں
اپنے بھرم سے ہم ہلکوں کا ؛ پلہ بھاری بناتے یہ ہیں
ماں جب اکلوتے کو چھوڑے ؛ آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں
باپ جہاں بیٹے سے بھاگے ؛ لطف وہاں فرماتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا ؛ پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
انا اعطینٰک الکوثر ؛ ساری کثرت پاتے یہ ہیں
قصر دنیٰ تک کس کی رسائی ؛ جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم ؛ رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

اسکی بخشش ان کا صدقہ ؛ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
انکے نام کے صدقے جس سے ؛ جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
دافع یعنی حافظ و حامی ؛ دفع بلا فرماتے یہ ہیں
شافع نافع رافع دافع ؛ کیا کیا رحمت پاتے یہ ہیں
ان کا حکم جہاں میں نافذ ؛ قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں
قادر کل کے نائب اکبر ؛ کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے ؛ مالک کل کہلاتے یہ ہیں
کہدو رضا سے خوش ہو خوش رہ ؛ مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

امام قاضی عیاض مالکی کتاب الشفا جلد دوم میں فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امت پر شفقت ورحمت فرمانا، انہیں عذاب دوزخ سے محفوظ رکھنے کے لیے تدابیر اختیار فرمانا، آپکا مومنوں پر رؤف ورحیم ہونا، ساری کائنات کے لیے رحمت بن کر تشریف لانا، امت کو خوشخبری دینا، ڈر سنانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا، آپکا کتاب وحکمت کی تعلیم دینا، لوگوں کا تزکیہ نفس فرمانا اور انہیں راہ حق کی تلقین فرمانا وغیرہ۔ اب کون سا احسان ہے جو قدر ومنزلت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات سے بڑھ کر ہوگا اور کون سا فائدہ ہے جو آپکے پہنچائے ہوئے فائدے سے زیادہ نفع دے سکتا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات ہدایت کا ذریعہ ہے آپ ہی نے گرے ہوؤں کو سہارا دیا، آپ ہی نے جہالت وگمراہی کی تاریک وادیوں سے نکال کر فلاح ونجات کا راستہ دکھایا، آپ اللہ عزوجل تک وسیلہ بنے، شفاعت کبریٰ کے منصب پر فائز ہوئے اور امت مسلمہ کی شفاعت کا مژدہ ملا۔ آپ ہی بارگاہ الٰہی میں اپنی امت کے شفیع وگواہ ہیں آپ کو بقائے دائمی اور نعیم سرمدی عطا ہوئی

اور آپکے صدقے میں آپکی امت کو بھی یہ اعزاز نصیب ہوا۔
مزید فرماتے ہیں، ان دلائل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات اقدس شرعاً حقیقی محبت کی حقدار ہے اور فطری و طبعی طور پر بھی محبت کے لائق ہے"۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد اول میں ایسے ہی دلائل نقل کر کے فرماتے ہیں، "انسان کی عادت ہے کہ جو ایک دو بار اس پر احسان کرتا ہے اور کوئی فانی نعمت اسے دیتا ہے یا کسی نقصان سے بچاتا ہے وہ اسکا احسان مند ہو کر اس سے محبت کرنے لگتا ہے تو وہ اس بے مثل و بے مثال ذات اقدس سے کیوں نہ محبت کرے جس نے اسے ہدایت و نجات عطا فرمائی، ابدی و سرمدی نعمتوں سے نوازا اور دائمی ہلاکت و عذاب سے محفوظ فرمایا۔ اور یہ بھی انسان کی عادت ہے کہ وہ حسین و جمیل صورت اور اچھی سیرت و بہترین اخلاق کو محبوب رکھتا ہے تو وہ کیوں نہ اس رحیم و کریم ذات اقدس سے محبت کرے جسکا حسن و جمال تمام مخلوق کے حسن و جمال کا جامع اور جسکا فضل و کمال تمام اقسام کے فضل و کمال پر حاوی ہے۔
پس ثابت ہوا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ محبت کے موجب و مستحق ہیں کیونکہ آپکے ساتھ ہماری محبت ہماری جانوں، مالوں اور اولاد و اقربا سے کہیں زیادہ ہے (اور ہونی چاہیے) اور جو بھی اخلاص کے ساتھ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے اسکا وجدان آپکی محبت سے خالی نہیں ہوا ہے"۔

افکار اسلامی

جان ہے عشق مصطفیٰ، روز فزوں کرے خدا:
جان جاں، جان جہاں، جان ایماں، سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم سے

محبت کا سب سے اعلیٰ درجہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نصیب ہوا۔ اور نگاہ مصطفیٰ علیہ السلام کے فیضان سے ہی صحابہ کرام آسمان ہدایت کے درخشاں ستارے بن گئے۔ آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے"۔ (مشکوٰۃ)

صحابہ کرام اپنے آقا علیہ السلام سے کیسی محبت رکھتے تھے، اس حوالے سے چند محبت افروز روایات ملاحظہ فرمائیں۔

صحابہ کرام بارگاہ نبوی میں نہایت تعظیم وادب سے اسطرح بیٹھتے کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ اگر حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانے کا موقع آتا تو ادب کے باعث کھانے میں پہل نہ کرتے۔ (ابوداؤد) آپ کے وضو کا پانی اور تھوک مبارک اپنے ہاتھوں پر لے کر اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے۔ (بخاری)

صحابہ کرام آقا علیہ السلام کے تبرکات کی حفاظت و تعظیم کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے، آپ کے موئے مبارک کئی صحابہ کرام نے محفوظ کیے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا موئے مبارک دھو کر اسکا پانی مریضوں کو دیتیں۔ (بخاری) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نبی کریم علیہ السلام کا جبہ مبارک دھو کر بیماروں کو پلاتیں تو وہ شفا پاتے۔ (مسلم) حضور علیہ السلام کا ایک پیالہ حضرت انس کے پاس، ایک حضرت سہل کے پاس اور ایک پیالہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم کے پاس محفوظ تھا۔ (بخاری)

آقا علیہ السلام نے جن کپڑوں میں وصال فرمایا تھا انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے محفوظ کر لیا تھا اور وہ انکی زیارت بھی کراتی تھیں۔ (ابوداؤد) ایک بار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی سر کے اگلے

حصے پر دست رحمت پھیر دیا تو انہوں نے تمام عمر پیشانی کے بال نہ کٹوائے۔

(ابوداؤد)

غزوہ خیبر میں ایک صحابیہ کو حضور علیہ السلام نے اپنے دست اقدس سے ایک ہار پہنایا تھا، انہوں نے ساری عمر اس ہار کو گلے سے جدا نہ کیا اور انتقال کے وقت وصیت کی کہ اس ہار کو بھی انکے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ (مسند احمد)
ایک دن آپ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر مشکیزہ کو منہ اقدس لگا کر پانی پیا تو انہوں نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور تبرک محفوظ کر لیا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت کردم رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کی زیارت کی تو قدم مبارک چوم لیے۔ اسی طرح جب وفد عبدالقیس نے بارگاہ اقدس میں حاضری دی تو سب نے سبقت کرتے ہوئے آپ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو بوسے دیے۔ (ابوداؤد) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا، ہمیں اہلبیت نبوت کے احترام کا حکم دیا گیا ہے۔ (کتاب الشفا)

صحابہ کرام آقا علیہ السلام پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار رہتے۔ غزوہ بدر کے موقع پر ایک صحابی نے اپنے جذبہ محبت کی ترجمانی یوں کی، "پیارے آقا! ہم موسی علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں جنہوں نے کہا تھا، تم اور تمہارا خدا دونوں جا کر لڑو۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف سے لڑیں گے"۔ (بخاری)

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو جب کفار نے دھوکے سے قید کر لیا اور قتل کے لیے ارادہ کیا تو ابوسفیان نے حضرت زید سے پوچھا، "اے زید! میں تم کو خدا

افکار اسلامی

کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ اس وقت یہاں تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں جن کو ہم قتل کر دیں اور تم آرام سے اپنے گھر میں بیٹھو"۔ آپ نے جواب دیا، "اللہ عزوجل کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جس جگہ تشریف فرما ہیں وہاں انہیں ایک کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف ہو اور میں آرام سے اپنے گھر میں بیٹھا رہوں"۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا، "میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی دوسرے سے ایسی محبت رکھتے ہوں جیسی محبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب ان سے رکھتے ہیں"۔ پھر انہیں شہید کر دیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام)

بعض صحابہ طہارت کے بغیر آقا علیہ السلام سے مصافحہ کرنا پسند نہ فرماتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو غسل کی حاجت تھی، اسی حالت میں مدینہ شریف کے ایک راستہ پر حضور علیہ السلام کو تشریف لاتے دیکھا تو کترا کر نکل گئے پھر غسل کر کے خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا، تم کہاں تھے؟ عرض کی، میں پاک نہ تھا اسلیے آپ سے مصافحہ کرنا گوارا نہ کیا۔ (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے وقت شمع رسالت کے پروانوں کی کیفیت ایک شخص نے اہل عمان سے یہ بیان کی کہ میں مدینہ والوں کو ایسے حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کے سینے دیگچی میں ابلتے ہوئے پانی کی طرح کھول رہے ہیں۔ (اصابہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام کا وصال ہوا تو مدینہ طیبہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی۔ (ترمذی)

حضور علیہ السلام کے وصال ظاہری کے بعد جب آپ کی یاد آتی تو صحابہ کرام بے اختیار رو پڑتے۔ ایک بار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا،

جمعرات کا دن کس قدر سخت تھا، پھر آپ زاروقطار رونے لگے وجہ پوچھنے پر فرمایا، اسی دن آقا علیہ السلام کے مرض الوصال میں شدت آئی تھی۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب آقا علیہ السلام کا ذکر فرماتے تو انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ (طبقات ابن سعد)

ان ایمان افروز واقعات کو بار بار پڑھیے اور اپنے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کیجیے کہ بغیر اسکے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

علامہ یوسف نبہانی امام قرطبی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "جو شخص بھی نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل طور پر ایمان لاتا ہے اسکے دل میں حضور علیہ السلام کی محبت ضرور موجود ہوتی ہے بعض کی محبت اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے اور بعض کی ادنیٰ درجے کی۔ بعض لوگ شہوات میں غرق ہوتے ہیں اور انکی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا رہتا ہے جبکہ کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنکر شوق زیارت میں اہل و عیال اور مال و متاع چھوڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور خطرناک آزمائشوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

ان میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک اور آپ سے منسوب مقدس مقامات کی زیارت کو تمام متاع دنیا پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ انکے دلوں میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت جلوہ گر ہوتی ہے البتہ یہ محبت مسلسل غفلتوں کی وجہ سے جلدی زوال پذیر ہوتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجود رہے کیونکہ یہ ایمان کی ضروری شرط ہے"۔ (انوار محمدیہ)

باب ہشتم

علامات محبت رسول

صلی اللہ علیہ و سلم

افکار اسلامی

افکارِ اسلامی

ہر دعوے کی کوئی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سچا دعویٰ کرنے والے کی مندرجہ ذیل علامات ائمہ دین نے بیان فرمائیں ہیں، جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور اسمیں یہ علامات موجود نہ ہوں تو وہ اپنے محبت کے دعوے میں صادق و کامل نہ ہوگا۔

۱۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرنا:

لو کان حبک صادقاً لاطعته ان المحب لمن یحب مطیع

"اگر واقعی تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم اسکی اطاعت کرتے کیونکہ سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی سچی محبت کی سب سے اہم علامت بھی ہے اور ہر مسلمان پر فرض بھی۔ اس بارے میں کتاب کے آغاز ہی میں پندرہ آیات کریمہ بیان کردی گئی ہیں اور کثیر احادیث مقدسہ "ضیاء الحدیث" میں درج کردی گئی ہیں۔ مزید چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، "اے میرے بیٹے! اگر ہو سکے تو صبح و شام ایسے گزارو کہ تمہارے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کینہ نہ ہو، یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا"۔ (ترمذی)

فتنہ و فساد اور دین سے دوری کے وقت میں سنت کو اپنانے کی اہمیت و فضیلت یوں بیان فرمائی، "جس نے میری امت کے بگاڑ اور فساد کے وقت میری سنت کو مضبوط تھام لیا اسے سو کامل شہیدوں کا ثواب ہوگا"۔ (مشکوٰۃ)

صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کے باعث ہر لمحہ آپکی اطاعت کیا کرتے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال سے کچھ دیر قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے اور آپکا وصال کس دن ہوا تھا؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سوال اسلیے کیا کہ آپ کفن اور یوم وصال دونوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع چاہتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا، "اگر میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں ہرگز تجھے بوسہ نہ دیتا"۔(بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جذبہ اطاعت تو دیکھیے کہ آپ اپنی اونٹنی ایک مکان کے گرد پھرا رہے ہیں صحابہ کرام نے پوچھا تو فرمایا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا تھا اسلیے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔(مسند احمد) جمعہ کے دن حضور علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز تھے کہ آپ نے فرمایا، بیٹھ جاؤ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسوقت مسجد میں داخل ہو رہے تھے آپ مسجد کے دروازے ہی میں بیٹھ گئے کہ مبادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ہو اور کہیں وہ نافرمانی کے مرتکب نہ ہو جائیں۔(ابوداؤد)

آقا علیہ السلام نے ایک صحابی کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو نکال کر پھینک دی اور فرمایا، کیا تم پسند کرتے ہو کہ آگ کا انگارا اپنے ہاتھ میں ڈالو۔ آپ کے جانے کے بعد کسی نے ان صحابی سے کہا، تم اپنی انگوٹھی اٹھالو اور اسے بیچ کر رقم کمالو۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی قسم! جس چیز کو آقا علیہ السلام نے پھینک دیا ہے میں اسے کبھی نہیں لوں گا۔(مسلم)

حضور علیہ السلام کی سنتوں کی پیروی صحابہ کرام کے لیے بیحد اہم تھی، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا کم عمر بھتیجہ خذف کھیل رہا تھا (اس کھیل میں انگوٹھے پر کنکری رکھ کر انگلی سے نشانہ پر پھینکتے ہیں، بچوں کے لیے ایسا کھیل خطرناک ہے)، انہوں نے دیکھا تو فرمایا، ایسا نہ کرو کیونکہ آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اس کھیل سے کچھ فائدہ نہیں، نہ شکار ہو سکے نہ دشمن کو ہلاک کیا جا سکے اور اتفاقاً کسی کو لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے یا دانت ٹوٹ جائے۔ انکے بھتیجے نے توجہ نہ دی اور پھر کھیلنے لگا، آپ نے دیکھا تو فرمایا، میں تجھے آقا علیہ السلام کی حدیث سناتا ہوں اور تو اس کام سے باز نہیں آتا، خدا کی قسم! میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ نہ تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور نہ تیری عیادت کروں گا۔ (دارمی، ابن ماجہ)

2۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے ذکر کرنا:

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ اسکا ذکر کثرت سے کر کے اپنے دل کو تسکین پہنچاتا ہے اور اسکے خصائص و کمالات اور فضائل و مناقب بیان کرنا اور سننا پسند کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محب حقیقی اللہ تعالیٰ بھی آپکا ذکر کرنا اور سننا پسند فرماتا ہے۔ سورہ الاحزاب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی درود و سلام کی کثرت کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ ایسا برکت والا ذکر ہے کہ ایک بار درود و سلام پڑھنے والے پر دس رحمتیں اور دس سلام نازل ہوتے ہیں۔ (مسلم، نسائی)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک روح کی غذا اور ایمان کی سلامتی کا باعث ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ محبوب کا ذکر مشک کی طرح ہے مشک جتنی

بار بھی محفل میں لایا جائے گا محفل خوشبو سے مہک جائے گی اسی طرح محبوب کا ذکر کثرت سے کرو ایمان مہک جائے گا۔

امام بخاری اپنی کتاب الادب المفرد میں روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا۔ ان سے کسی نے کہا، آپکے نزدیک جو سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو اسے یاد کیجیے۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا، یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اسی وقت آپکا پاؤں اچھا ہوگیا۔

انکے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام اخلاق الٰہی کے کامل مظہر ہیں تو جو انہیں کثرت سے یاد کرتے ہیں وہ اس ارشاد ربانی کا مصداق بن جاتے ہیں کہ فاذکرونی اذکرکم (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا) پس ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی یاد فرماتے ہیں۔ ابو ابراہیم یحییٰ کا قول ہے کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جب وہ حضور کا ذکر کرے یا سنے تو خشوع و خضوع کا اظہار کرے اور اپنے اوپر ہیبت و جلال طاری کرے کہ اگر وہ آقا علیہ السلام کے روبرو محفل میں ہوتا تو جیسا ادب کرتا اب بھی ویسا ہی ادب کرے۔ (مدارج النبوۃ)۔

درود و سلام کی کثرت، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل، نعت خوانی، احادیث مبارکہ کی تلاوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا تذکرہ یہ سب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت ہیں۔ امام قاضی عیاض نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنکر نہایت تعظیم و توقیر اور انتہائی عاجزی و انکساری ظاہر کرنے کو بھی محبت کی علامت قرار دیا

ہے۔

3۔ آقا علیہ السلام کے دیدار کی شدید خواہش اور تمنا کرنا:

سچی محبت کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ محب اپنے محبوب کے دیدار کا شیدائی ہوتا ہے اور محبوب کی ایک جھلک دیکھنے کی خاطر اپنا سب کچھ لٹانے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی پسندیدہ چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، "یہ بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہمیشہ رخ انور کے دیدار میں محو رہیں"۔ (المنبہات لابن حجر)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انکی بیوی نے کہا، "واحزناہ" ہائے غم۔ یہ سنکر انہوں نے فرمایا، "واطرباہ" کتنی خوشی کی بات ہے کہ کل آقا علیہ السلام اور انکے اصحاب کا دیدار حاصل ہوگا۔ (کتاب الشفا)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب اپنے احباب کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچے تو یہ رجز پڑھنے لگے، غداً نلقی الاحبۃ محمداً وحزبہ۔ "ہم کل اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے دوستوں سے ملیں گے"۔ (زرقانی)

غزوہ احد میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے جن صحابہ نے جان قربان کی ان میں حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ زخموں سے چور حالت میں زمین پر گھسٹتے ہوئے آقا علیہ السلام کے قریب پہنچے اور اپنا منہ حضور کے پاؤں مبارک پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان، جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ (مسلم)

آستانے پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جب انکے بیٹے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دی تو انہوں نے بارگاہ الہیٰ میں دعا کی، اے اللہ تعالیٰ! میری آنکھوں کی بینائی ختم کر دے تاکہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں۔ انکی یہ دعا قبول ہو گئی۔
(مواہب الدنیہ، کتاب الشفا)

علامہ محمود آلوسی نقل کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پرانوار کی خواہش نے جب ایک صحابی کو تڑپایا تو وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے آپ نے نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی آئینہ انہیں عطا فرمایا، انہوں نے جب اس مبارک آئینہ میں دیکھا تو انہیں اپنی صورت کی بجائے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور نظر آیا۔ (تفسیر روح المعانی)

حضرت عبدہ بنت خالد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ جب بھی رات کو سونے کے لیے لیٹتے تو حضور علیہ السلام اور انکے اصحاب سے ملاقات کا شوق ظاہر کرتے اور فرماتے، وہ ہماری اصل ہیں، انکے دیدار کے لیے میرا دل بیتاب ہو رہا ہے۔ ان سے ملاقات کی آرزو طویل ہو گئی ہے۔ الہیٰ! میری روح جلدی قبض فرما۔ پھر وہ روتے اور یہی کلمات دہراتے رہتے یہاں تک کہ انہیں نیند آجاتی۔ (مدارج النبوۃ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری ظاہری حیات کے بعد بہت سے لوگ ایسے آئیں گے جو یہ تمنا کریں گے کہ کاش تمام مال و اولاد کو قربان کرنے کے بعد ہی ایک نظر جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہو جاتا (کتاب الشفا) محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بعید از قیاس نہیں کہ دیدار حبیب کے

کچھ طالبان اور جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ مشتاقان ایسے ہونگے کہ تمام مال و منال خرچ کر کے خواب ہی میں دیدار کی ایک جھلک غنیمت جانتے ہونگے۔ (مدارج النبوۃ)

4۔ حضور علیہ السلام کو ہر عیب و نقص سے پاک جاننا:

محبت کامل کی اس شرط کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک پیش کیا جا سکتا ہے کہ "کسی شے کی محبت تمہیں اسکا عیب دیکھنے سے اندھا اور اسکا عیب سننے سے بہرا کر دیتی ہے"۔ (ابوداؤد) یہ حدیث مبارکہ تو مطلقاً اسوقت ہے جبکہ واقعی کوئی عیب ہو اور محبت اس عیب کو نہ دیکھنے دے۔ اب ایمان سے کہیے کہ جہاں کوئی عیب ہی نہ ہو اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں عیب سننا ایمان والوں کو کب گوارا ہو سکتا ہے؟ ہر مومن کا یہ ایمان ہونا چاہیے کہ بے عیب خدا نے اپنے محبوب کو بھی بے عیب پیدا فرمایا ہے۔ اس بارے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار پہلے بیان کیے جا چکے۔

قرآن حکیم کی آیات گواہ ہیں کہ جب بھی کسی گستاخ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کوئی عیب لگانے کی کوشش کی رب تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور پاکی بیان فرماتے ہوئے آپکے دشمن و گستاخ کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں ان آیات کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔

کلمہ گو ہونے کے باوجود شان رسالت میں گستاخی کرنے والوں کا سرغنہ ذوالخویصرہ تمیمی نجدی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا تو بولا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عدل کرو۔ گویا کہ اس نے حضور کو عدل کرنے

والا نہیں جانا۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی آپ نے منع فرما دیا اور فرمایا، اسکی نسل سے کچھ لوگ پیدا ہونگے جنکی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر جانو گے لیکن وہ دین سے اسطرح خارج ہونگے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔
(بخاری، مسلم)

اس دور میں بھی اس نجدی کی پیروی کرنے والے نام نہاد کلمہ گو نماز روزے کی پابندی کے ساتھ ساتھ بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کو اور آپکے خصائص و کمالات کے انکار کو اپنا وطیرہ بنائے ہوئے ہیں، باری تعالیٰ ایسے بدمذہبوں کے شر سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے آمین۔

5۔ نبی کریم علیہ السلام کی ہر پسندیدہ شے سے محبت کرنا:

سچی محبت کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ محبوب کی ہر پسندیدہ شے محبوب ہو جاتی ہے اسلیے صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیزوں سے محبت کرتے۔ شمائل ترمذی میں ہے کہ حضرت امام حسن، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ کھانے کی فرمائش کی۔ بخاری و مسلم کے حوالے سے یہ حدیث پاک پہلے بھی بیان ہوئی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو شوربے میں کدو تلاش کرتے دیکھا تو اس دن سے کدو کو اپنی محبوب غذا بنا لیا۔

مرقاۃ میں ہے کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے سامنے اس حدیث پاک کا ذکر آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے کسی نے یہ سنکر کہا، میں کدو کو پسند نہیں کرتا۔ امام صاحب نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا، فوراً تجدید ایمان کر

ورنہ میں تجھے ضرور قتل کردوں گا۔ اس نے توبہ کی۔

محبت کی اس علامت کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ ہر اس شے سے محبت کی جائے جس سے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہو جائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپکے وضو کا پانی اور لعاب دہن اقدس ہاتھوں میں لے کر اپنے چہروں پر مل لیتے۔ جب آپ ناخن مبارک یا موئے مبارک ترشواتے تو صحابہ کرام انہیں حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے اور زمین پر نہ گرنے دیتے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما منبر مصطفیٰ علیہ السلام پر آپ کے بیٹھنے کی جگہ ہاتھ پھیرتے اور محبت سے اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔ (کتاب الشفا) صحابہ کرام حضور کے تبرکات محفوظ رکھتے تھے اس بارے میں احادیث پہلے پیش کی جاچکی ہیں۔ صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اس قدر محبوب تھا کہ وہ اپنے آپ کو حضور کا بندہ اور غلام کہنے میں فخر محسوس کرتے۔ (مشکوٰۃ)

احمد بن فضلویہ جو ماہر تیرانداز تھے، فرماتے تھے کہ میں نے اس کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہ لگایا جسے حضور علیہ السلام نے استعمال فرمایا تھا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں ہمیشہ پیدل چلے، کبھی سوار نہ ہوئے۔ فرماتے تھے، میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ جہاں آقا علیہ السلام آرام فرما ہیں اس مقدس زمین کو میں سواری کے جانور کے کھروں سے روندوں۔ (کتاب الشفا)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد نبوی سے ملحق تھا، بارش کا پانی اسکے پرنالے سے گرتا تو نمازیوں کے کپڑے خراب ہوتے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اکھیڑ دیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آکر کہنے لگے، اللہ کی قسم! اس پرنالے کو آقا علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے میری گردن پر

سوار ہو کر لگایا تھا، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر ایسا ہے تو آپ میری گردن پر سوار ہو کر اسے پھر اسی جگہ لگا دیں، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (وفاء الوفاء)

صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار سے محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی محبت کی نشانی ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا (ترمذی) اور اپنی محبت کی بنا پر اپنے اہلبیت اطہار سے محبت کرنے کا حکم دیا۔ (ترمذی) حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپکا ارشاد گرامی ہے، "اے اللہ تعالیٰ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر"۔ (بخاری، مسلم)

6- دشمنان مصطفیٰ علیہ السلام سے عداوت و نفرت کرنا:

جو اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن و گستاخ ہو، سنت نبوی کا مخالف ہو یا دین میں نئے نئے عقائد کے ذریعے فتنہ پھیلائے یا بدمذہبوں سے محبت کرتا ہو، ان سب سے عداوت رکھنا اور کنارہ کش ہو جانا بھی سچی محبت کی اہم علامت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ انکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں"۔ (المجادلہ: ۲۲، کنزالایمان)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی عزت، جان، مال، اولاد وغیرہ کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ شیخ التفسیر مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں اپنے والد جراح کو قتل کیا، حضرت ابو بکر

رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن اپنے بیٹے عبدالرحمان کو (جو اسوقت ایمان نہ لائے تھے) لڑائی کے لیے طلب کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو جنگ بدر میں قتل کیا، حضرات علی و حمزہ و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو انکے رشتہ دار تھے، خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو قرابت اور رشتہ داری کا کیا پاس؟ (تفسیر خزائن العرفان)

عبداللہ بن ابی منافق نے جب یہ کہا کہ ہم مدینہ لوٹے تو عزت والے ذلت والوں کو نکال دیں گے۔ اس نے خود کو عزت والا اور مومنوں کو ذلت والا کہا، اس پر اسکے بیٹے جو مخلص مومن تھے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر شہر کے راستے پر کھڑے ہو گئے اور اپنے باپ سے کہا، تو اپنی زبان سے کہہ کہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں اور اصحاب رسول سب سے زیادہ عزت دار ہیں ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ اس نے کہا، کیا تو سچ کہہ رہا ہے اور تو واقعی ایسا کرے گا؟ آپ نے فرمایا، ہاں میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ اس پر اس منافق نے مذکورہ الفاظ کہے تب آپ نے اسے چھوڑا۔ (مدارج النبوۃ)

7۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم سے محبت رکھنا:

قرآن کریم سے محبت رکھنا بھی سچی محبت کی علامات میں سے ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی قرآن حکیم ہی کی عملی تفسیر ہے امام قاضی عیاض فرماتے ہیں، قرآن کریم سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ روزانہ اسکی تلاوت کی جائے، اسکا مفہوم سمجھ کر اسکے احکام پر عمل کیا جائے اور اسکے منع

کردہ کاموں سے اجتناب کیا جائے نیز اسکی تعلیمات کو پسند کرتے ہوئے اسکی حدود کی پابندی کی جائے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں، "اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت قرآن کریم سے محبت رکھنا ہے اور قرآن کریم سے محبت یہ ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی جائے اور اس محبت کی علامت یہ ہے کہ آپکی ہر سنت سے محبت کی جائے اور سنت سے محبت کی علامت آخرت سے محبت رکھنا ہے اور آخرت سے محبت کی کسوٹی یہ ہے کہ دنیا کو مکروہ اور ناپسند سمجھا جائے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ صرف زندگی گزارنے کے ضروری اسباب اختیار کیے جائیں اور دنیا سے توشہء آخرت کے سوا کچھ نہ حاصل کیا جائے"۔ (کتاب الشفا)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ قرآن عظیم کے حقوق میں سے ہے کہ اس میں شک وشبہ اور اعتراض نہ کرے اور اپنی خواہش سے ایسی تفسیر بھی نہ کرے جو اسلاف سے منقول نہ ہو اور خلاف شرع ہو، جیسا کہ اس دور میں بعض جاہل کرتے ہیں کہ اپنی خودساختہ باتوں کا نام تفسیر قرآن رکھتے ہیں اور اتنا بھی نہیں جانتے کہ جس نے محض اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی اس نے کفر کیا۔ (مدارج النبوۃ)

ایمان کی تقویت کے لیے قرآن کریم کو اچھی آواز اور عربی لہجہ میں سننا بھی لذت کا باعث ہے۔ ایک شب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور آقا علیہ السلام دور سے انکی تلاوت سن کر لذت پا رہے تھے۔ صبح ہوئی تو ان سے فرمایا، رات تم نے بہت اچھے انداز میں قرآن پڑھا۔ حضرت ابوموسیٰ نے عرض کی، اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ میری تلاوت آقا علیہ

السلام سن رہے ہیں تو میں اپنی آواز کو مزید زینت دیتا۔ (مدارج النبوۃ)

علامہ نبہانی نے انوار محمدیہ میں بہت انمول نکتہ بیان کیا ہے آپ فرماتے ہیں، "جب تم کوئی ایسا شخص دیکھو جس پر اشعار سننے سے وجد و طرب طاری ہو جائے مگر قرآنی آیات سنکر یہ حالت نہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسکا دل اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی ہے"۔ ڈھول باجے اور دیگر سازوں کے ساتھ لذت حاصل کرنے والوں کے لیے یہ پیغام عبرت ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

8۔ امت مسلمہ پر شفقت کرنا اور خیر خواہی چاہنا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ شفقت و رحمت کا سلوک کیا جائے اور انہیں ہر ممکن نفع پہنچایا جائے۔ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، دین خیر خواہی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے، اسکی کتاب کے لیے، اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ، کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی و نصیحت کا مفہوم ائمہ کرام نے یہ بیان کیا ہے کہ ان پر ایمان لایا جائے، انکے احکام کی پیروی کی جائے، انکے راستے کی طرف بلایا جائے اور دین حق کی مدد کرتے ہوئے اسکی تبلیغ و اشاعت کے لیے ہر ممکن سعی کی جائے۔ (مدارج النبوۃ)

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، میری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی اور جب ارد گرد کا ماحول آگ کی روشنی سے چمک اٹھا تو کیڑے پتنگے آگ پر گرنے لگے۔ وہ شخص پوری قوت سے ان پروانوں پتنگوں کو آگ میں گرنے سے روک رہا ہے لیکن وہ اس کی کوشش کو ناکام بنا کر آگ میں گرے

جاتے ہیں، ایسے ہی میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں لیکن تم ہو کہ آگ میں گرے جا رہے ہو"۔ (بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہمیں اپنی دینی ذمہ داریوں کا احساس دلانے میں ہنایت معاون ہے۔ آقا علیہ السلام اپنی امت پر ہنایت شفقت و مہربانی فرماتے اور مشکلات میں لوگوں کی مدد فرماتے، آپ دنیاوی معاملات میں انکی دستگیری فرمانے کے ساتھ ساتھ انکی اخروی کامیابی اور نجات کے لیے بھی ہر ممکن سعی فرماتے، محبت کا تقاضا ہے کہ ہم بھی آپ کے مبارک اسوہ حسنہ کو مشعل راہ بنائیں۔

9۔ دنیا سے بے رغبت ہونا اور فقر کو غنا پر ترجیح دینا:

مالک کل ختم الرسل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ محبت کا دعویدار زہد و تقویٰ اور فقر و فاقہ کا خوگر ہو۔ امام قاضی عیاض اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، سوچ لو تم کیا کہہ رہے ہو، عرض کی، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے یہ بات تین بار کہی۔ ارشاد فرمایا، اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو فقر کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ مجھ سے محبت کرنے والوں کی طرف فقر سیلاب کے اپنی منزل کی طرف دوڑنے سے بھی تیز آتا ہے۔ (جامع ترمذی)

مدارج النبوۃ میں یہ بھی ہے کہ ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا، میں اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو آفات و مصائب

کے لیے تیار ہو جا۔ امام نبہانی نے انوار محمدیہ میں سچی محبت کی ایک علامت یہ بیان کی ہے کہ عاشق کو راہ حق میں مصائب برداشت کرنے میں لطف آتا ہے اسلیے آفات و مصائب سے اسکی محبت اور مضبوط ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، آگ خواہشات سے گھیر دی گئی ہے اور جنت تکالیف سے گھیر دی گئی ہے۔ (بخاری، مسلم) ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوا، کہ ہر روز طلوع آفتاب کے وقت دو فرشتے یہ پکارتے ہیں اور سوائے جن وانس کے اسے سب سنتے ہیں، وہ کہتے ہیں، اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ، جو مال کم ہو اور گزر بسر کے لیے کافی ہو وہ اس مال سے بہتر ہے جو بہت ہو اور خدا سے غافل کر دے۔ (مشکوٰۃ)

10۔ محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی تعظیم و توقیر کرنا:

سچی محبت کی سب سے اہم علامت جو کہ کئی علامات محبت کی جامع بھی ہے اور دین کا بنیادی اصول بھی، وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی جائے اور یہی ایمان کی روح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

"اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو"۔ (الفتح: ۹)

دوسری جگہ فرمایا گیا، "تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی بامراد ہوئے"۔ (الاعراف: ۱۵۷)

ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو واجب قرار دیا گیا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس کے مختلف آداب بھی بیان فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ سورہ الحجرات کی پہلی آیت میں ارشاد ہوا، "اے ایمان والو! اللہ اور اسکے

رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ سنتا جانتا ہے"۔ (کنزالایمان)

۲۔ "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور انکے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو"۔(الحجرات: ۲)

۳۔ "بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہانتک کہ تم خود انکے پاس تشریف لاتے تو یہ انکے لیے بہتر تھا"۔(الحجرات: ۴،۵)

۴۔ "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن (اجازت) نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اسکے پکنے کی راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ (وہیں) بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ، بیشک اسمیں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا"۔(الاحزاب: ۵۳)

۵۔ "ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لیے جمع کیے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں، وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں"۔(النور: ۶۲)

۶۔ رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر، تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان

پر دردناک عذاب پڑے"۔ (النور: ۶۳)

۷۔ "اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں"۔ (المائدہ: ۱۰۱)

ان آیات مقدسہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو رہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر عین ایمان ہے اور آپ کی تعظیم کے بغیر ایمان کا دعویٰ بیکار ہے۔ دیکھیے قرآن حکیم سکھا رہا ہے، ان سے آگے نہیں بڑھنا، انکی بارگاہ میں آہستہ آواز میں گفتگو کرنا ورنہ ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی، انکے دولت کدہ میں بغیر اجازت نہیں جانا مگر انکے بلانے پر ضرور جانا اور جب کہا چکو تو اجازت لے کر فوراً چلے آنا، جسطرح انکی خدمت اقدس میں حاضری کے لیے اجازت ضروری ہے اسی طرح انکی بارگاہ سے رخصت ہونے کے لیے بھی اجازت ضروری ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ وہ تم جیسے بشر نہیں کہ جیسے چاہو پکارو بلکہ تم پر لازم ہے کہ انہیں اچھے القاب و آداب سے پکارو۔ آخری آیت میں یہ حکم دیا گیا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیکار و بے موقع اور بے مقصد سوال نہ کیا کرو۔ پس ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور کماحقہ ادب واحترام کیا جائے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

سورہ بقرہ آیت ۱۰۴ میں ارشاد ہوا، "اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو، اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے"۔ (کنزالایمان از امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ)

اس آیت کے شان نزول میں شیخ التفسیر مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں، "جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے "راعنا یارسول اللہ" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھنے کا موقع دیجیے، یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوء ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز ان سے فرمایا، اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت! اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اسکی گردن مار دوں گا۔

یہود نے کہا، آپ ہم پر برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں، اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ "انظرنا" کہنے کا حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور انکی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے"۔ (تفسیر خزائن العرفان)

امام قاضی عیاض مالکی کتاب الشفا جلد دوم میں ابن قاسم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کا مرتکب ہو یا آپ کی ذات اقدس کو برا کہے یا کسی قسم کا کوئی عیب لگائے یا آپ کی شان گھٹانے کی کوشش کرے، علمائے امت کا اجماع ہے کہ حاکم وقت اس شخص کو قتل کروادے اور اسکے لیے یہ دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی تعظیم و توقیر فرض کی ہے اور آپکے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اس

شخص نے ان احکام کا انکار کیا ہے"۔
برصغیر پاک و ہند میں انگریز دور میں کچھ علمائے سوء نے بارگاہ رسالت میں گستاخانہ کفریہ عبارات لکھیں جن پر علمائے حرمین شریفین نے ان گستاخوں کی تکفیر کی۔ انکے فتاویٰ کا مجموعہ "حسام الحرمین" کے نام سے بارہا شائع ہو چکا ہے امام احمد رضا مجدد بریلوی قدس سرہ اور برصغیر کے بیشمار علماء و مشائخ نے ان فتاویٰ کی تصدیق و تشہیر کی۔ اگرچہ ان گستاخیوں کے مرتکب علمائے سوء تائب نہ ہوئے اور اپنے کفر کی بھونڈی تاویلیں کرتے رہے لیکن بیشمار مسلمان انکی گمراہی کا شکار ہونے سے بچ گئے۔
اسوقت ان کفریہ عبارات پر گفتگو کرنا مقصود نہیں ہے صرف مذکورہ آیت قرآنی کے پیغام کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ تمام تفاسیر سے واضح ہے کہ صحابہ کرام لفظ "راعنا" توہین کی نیت سے ہرگز نہ کہتے تھے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ کہنے سے منع فرمادیا۔ ثابت ہوا کہ بغیر توہین کی نیت کے بھی وہ لفظ کہنا حرام ہے جو کوئی گستاخ توہین کی نیت سے بول سکتا ہو۔ اب وہ حضرات ٹھنڈے دماغ سے غور فرمائیں جو تسلیم کرتے ہیں کہ متنازعہ عبارات میں ایک پہلو ضرور گستاخی کا ہے اگرچہ بقول انکے وہ توہین کی نیت سے نہیں لکھی گئیں۔
قرآن حکیم کے اس واضح فیصلے کے باوجود کیا وجہ ہے کہ ان رسوائے زمانہ کتب کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے اور ان میں وہ توہین آمیز عبارات بھی موجود ہیں جنہیں امت مسلمہ کے اکابر مفتیان کرام و علماء حق متفقہ طور پر کفریہ قرار دے چکے۔ قرآن حکیم نے یہود و نصاریٰ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ "انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا"۔ (التوبہ: ۳۱) کیا جان بوجھ کر صراط مستقیم چھوڑ کر اپنے مولویوں کی راہ پر چلتے جانا یہود و نصاریٰ کی

پیروی نہیں؟

"تو عبرت حاصل کرو اے نگاہ والو"۔(الحشر: ۲)

بارگاہ رسالت کے گستاخوں کے لیے احکم الحاکمین خدائے قہار عزوجل کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیے، "بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور انکے لیے بنا رکھا ہے ذلت والا عذاب"۔ (الاحزاب: ۵۷)

دشمن احمد پہ شدت کیجیے ؛ ملحدوں کی کیا مروت کیجیے
شرک ٹھہرے جسمیں تعظیم حبیب ؛ اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

اللھم انی اسئلک حبک و حب من یحبک و العمل الذی یبلغنی حبک اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی و مالی و اھلی و من الماء البارد (رواہ الترمذی)

"اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے تیری محبت (اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت) مانگتا ہوں اور اسکی محبت بھی جو تجھے محبوب ہے اور وہ عمل مانگتا ہوں جو تیری محبت تک پہنچادے، الٰہی! اپنی محبت کو میرے لیے میری جان و مال، میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے"۔

اللھم ارزقنا حبک و حب حبیبک و حب من یحبک و حب عمل یقربنا الیک۔ اللھم یارب بجاہ نبیک المصطفیٰ و رسولک المرتضیٰ طھر قلوبنا من کل وصف یباعدنا عن مشاھدتک و محبتک و امتنا علی السنۃ و الجماعۃ و الشوق الیٰ لقائک و لقاء حبیبک یاذا الجلال و الاکرام۔

صلی اللہ علی النبی الامی و آلہ و اصحابہ صلی اللہ علیہ و سلم

صلوٰۃ و سلاماً علیک یاسیدی یارسول اللہ

ماخذ

نمبر شمار	ماخذ کتب	مصنف / مؤلف
۱	تفسیر تنویر المقیاس	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۲	کنزالایمان ترجمہ، قرآن	امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳	تفسیر ابن جریر	امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری علیہ الرحمۃ
۴	تفسیر کبیر	امام محمد فخرالدین بن محمد رازی علیہ الرحمۃ
۵	تفسیر بیضاوی	علامہ عبداللہ بن عمر بیضاوی علیہ الرحمۃ
۶	تفسیر خازن	علامہ علی بن محمد خازن بغدادی علیہ الرحمۃ
۷	تفسیر مدارک التنزیل	علامہ عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ
۸	تفسیر جلالین	امام جلال الدین سیوطی و محلی علیہما الرحمۃ
۹	تفسیر روح المعانی	علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	تفسیر روح البیان	علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۱۱	تفسیر مظہری	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ
۱۲	تفسیر صاوی	علامہ شیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	تفسیر فتح العزیز	علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۴	تفسیر خزائن العرفان	علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ
۱۵	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	سنن ابو داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث علیہ الرحمۃ
۱۹	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہ ابو عبداللہ محمد علیہ الرحمۃ
۲۰	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱	مسند احمد	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	مستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	دار قطنی	امام ابو الحسن علی بن عمر علیہ الرحمۃ
۲۴	طبرانی	امام سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمۃ
۲۵	مشکوۃ المصابیح	امام ولی الدین محمد تبریزی علیہ الرحمۃ
۲۶	دلائل النبوت	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ
۲۷	دلائل النبوت	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۸	کتاب الشفا	امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ
۲۹	زرقانی علی المواہب	امام قسطلانی و امام زرقانی علیہما الرحمۃ
۳۰	الوفا باحوال المصطفیٰ	امام عبد الرحمان ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ
۳۱	خصائص کبریٰ	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۳۲	الاصابہ	امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
۳۳	مکتوبات شریف	امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
۳۴	مرقاۃ / شرح شفا	امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ
۳۶	جمع الوسائل	امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ
۳۷	اشعۃ اللمعات / مدارج	امام شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۳۹	وسائل الوصول / جواہر	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ
۴۱	انوار محمدیہ / حجۃ اللہ	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ
۴۳	فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۴۵	بہار شریعت	صدر الشریعۃ علامہ امجد علی رحمۃ اللہ علیہ
۴۶	سیرت ابن ہشام	علامہ محمد بن عبد الملک ابن ہشام علیہ الرحمۃ
۴۷	سیرت ابن کثیر / البدایہ	علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
۴۹	محمد رسول اللہ	علامہ شیخ محمد رضا مصری رحمۃ اللہ علیہ
۵۰	سیرت رسول عربی	علامہ پروفیسر نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

افکار اسلامی

مفکر اسلام، امیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ کی ایمان افروز اور روح پرور مطبوعات

ضیاء الحدیث

ایمانیات، عبادات، معاملات، مہلکات اور منجیات پر مشتمل چھ سو روح پرور احادیث مبارکہ کا حسین گلدستہ

جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثل و بے مثال حسن و جمال، صورت و سیرت پر مبنی عشق و محبت سے معمور کتاب

تصوف و طریقت

تصوف کی حقیقت، ضرورت بیعت، تعلیمات تصوف، استعانت و توسل اور اولیاء کی صفات پر پچاس سوالات کے مدلل جوابات،

فلاح دارین

دنیا و آخرت میں حقیقی فلاح کیسے حاصل کی جائے؟ اصلاح فکر و عمل کے لیے سورۃ العصر کی ایمان افروز تفسیر

افکار اسلامی ۹۱۶، سٹریٹ ۲۷، آئی ٹن فور اسلام آباد

افکار اسلامی ۹/۵۵، ۵-ای، نیو کراچی - کراچی